بلوچستان امن اور ترقی

بلوچستان
امن اور ترقی کی راہ پر

مؤلف و مصنف

نسیم الحق زیدی

بلوچستان امن اور ترقی

نام کتاب	----	بلوچستان امن اور ترقی کی راہ پر
مؤلف و مصنف	----	نسیم الحق زاہدی
تعداد اشاعت	----	1000/-
تاریخ اشاعت	----	جنوری 2025ء
قیمت	----	

ناشر

فہرست

بلوچستان امن اور ترقی

عرضِ مصنف

بلوچستان امن اور ترقی

بلوچستان رقبے کے اعتبار سے پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ، پاکستان کا دل ہے۔ قدرتی وسائل کے حوالے سے تو اور بھی بڑا اور اتنا بڑا کہ اشیاء میں اس کا تقابل کوئی نہیں لیکن یہ صوبہ قیام پاکستان کے ساتھ ہی ملک دشمنوں کی ریشہ دوانیوں کا شکار ہو گیا۔ سانحہ مشرقی پاکستان کے بعد ہمارے ازلی دشمن بھارت نے اس کو نشانہ بنایا۔ اپنی خفیہ ایجنسی را کے ذریعے بلوچ عوام کو گمراہ کر کے ریاست کے خلاف بغاوت پر اکسایا، علیحدگی کی چنگاری سلگائی، غداروں کو ٹریننگ دی، ہتھیار اور مالی فنڈنگ فراہم کی جس کے ٹھوس شواہد موجود ہیں۔ ملک دشمن ایجنٹوں نے تعلیم یافتہ بلوچ نوجوانوں کو ریاستی ناانصافیوں اور مظالم کی جھوٹی اور من گھڑت کہانیاں سنا کر انہیں گمراہ کیا، اپنی ہی ریاست اور اپنے ہی مسلمان بہن بھائیوں کے خلاف ہتھیار اٹھانے پر آمادہ کیا۔ 2014ء میں سی پیک منصوبہ کا معاہدہ ہونے کے بعد یہاں پر دہشت گردانہ کارروائیوں میں مزید اضافہ ہوا، جو کہ اس بات کا ثبوت ہے کہ پاکستان کا امن ترقی اور خوشحالی دشمن ممالک کی آنکھوں میں چبھتی ہے۔ کوئی شک نہیں کہ پاکستان کی معیشت آنے والے وقتوں میں گوادر ہی سے جڑی دکھائی دیتی ہے۔ پاکستان کو معاشی طور پر کمزور کرنے کے لیے بلوچستان میں جاری ترقیاتی منصوبوں اور ان پر کام کرنے والے ملکی وغیر ملکی انجینئر وں، مزدوروں اور ان پر کام کرنے والی مشینری کو نشانہ بنایا گیا، تاہم افواج پاکستان نے بلوچستان میں دہشت گردی کے خاتمے اور عوام کو قومی دھارے میں لانے کے لیے کئی عملی اقدامات اٹھائے ہیں جن سے صوبے میں ترقی اور خوشحالی کے ایک نئے باب کا آغاز ہوا ہے۔ پاک فوج نے ایک ادارہ جاتی اقدام کے ذریعے بلوچستان کے عوام کی بہتری تعلیم، صحت، مواصلات اور دیگر شعبوں میں متعدد ترقیاتی منصوبوں کا آغاز کیا ہے۔ زیرِ نظر کتاب "بلوچستان (امن اور ترقی کی راہ پر) راقم الحروف

کے قومی اخبارات اور رسائل میں شائع ہونے والے کالم اور مضامین ہیں، جن کا حصہ اول اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ ان کو کتابی شکل دینے کا مقصد بلوچستان میں افواج پاکستان، دیگر ریاستی اداروں اور جنوبی بلوچستان میں خصوصاً ایف سی بلوچستان (ساؤتھ) کا امن کے قیام اور عوامی بہبود کے منصوبوں پر عمل درآمد کروانے میں پیش آنے والی مشکلات کے باوجود ان منصوبوں کی تکمیل سے قوم کو آگاہ کرنا ہے اور بلوچستان میں امن ترقی اور خوشحالی کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کرنے والی ملک دشمن قوتوں اور ان کے سہولت کاروں کو بے نقاب کرنا ہے، تاکہ تعلیم یافتہ بلوچ نوجوان نسل ان کے منفی پراپیگنڈے کا شکار نہ ہوسکیں۔ "بلوچستان امن اور ترقی کی راہ پر" میری پانچویں کتاب ہے۔ امید ہے آپ کو یہ کاوش پسند آئے گی۔ آخر میں انتہائی قابل احترام بڑے بھائی زاہد رفیق احمد صاحب (ایڈیٹوریل ایڈیٹر روزنامہ نئی بات)، حلقہ یاراں میں بریشم اور دشمن کے لیے تلوار مرزا پیارے بابا جبار مرزا صاحب، میرے محسن سید کاظم جعفری صاحب، محمد احمد تبسم (شاہ جی)، توقیر ساجد کھرل صاحب، رابعہ عظمت صاحبہ، پروفیسر حکیم منصور العزیز صاحب، فضل حسین اعوان صاحب، ڈاکٹر سلیم اختر صاحب سمیت تمام احباب کا تہہ دل سے مشکور و ممنون ہوں جنہوں نے ہر لمحہ میری حوصلہ افزائی کی۔

نسیم الحق زاہدی

نسیم الحق زاہدی کی کالم نگاری

بلوچستان امن اور ترقی

قدرتی وسائل سے مالا مال صوبہ بلوچستان کو نصف پاکستان پکارا جاتا ہے، لیکن شومئ قسمت کہ وطنِ عزیز کا رقبے کے لحاظ سے سب سے بڑا یہ صوبہ قیامِ پاکستان کے ساتھ ہی کئی طرح کی بیرونی سازشوں کا شکار ہو گیا۔ تاریخ گواہ ہے کہ سانحہ مشرقی پاکستان کے بعد ہمارے روایتی اور ازلی دشمن بھارت نے اس صوبے کو خاص طور پر نشانہ بنایا اور اپنی خفیہ ایجنسی ''را'' کے ذریعے بلوچ عوام کو گمراہ کیا اور نا صرف ریاست کے خلاف بغاوت پر اکسایا، بلکہ بلوچوں کو اپنے ہم وطنوں کے مدمقابل لڑنے کیلئے ہتھیار اور مالی فنڈنگ بھی فراہم کی، جس کے ٹھوس شواہد موجود ہیں۔ یوں صوبے کے امن کو سبوتاژ کرنے والی تنظیموں کو بھارت، اسرائیل اور دیگر ملک دشمن ممالک کی طرف سے حمایت فراہم کی گئی۔ ملک دشمن ایجنٹ جو خود تو بیرونِ ممالک میں پرتعیش زندگیاں گزارتے ہیں، ان کا کام بیرونی آقاؤں کی آشیرباد پر معصوم بلوچ قوم کو گمراہ کر کے ملک کے قومی و اجتماعی مفاد کے خلاف اُکسانا ہے، جس کا مقصد بلوچستان میں امن و امان کا مسئلہ قائم رکھنا ہے، تاکہ پاکستان کی ترقی و خوشحالی کے سفر کو روکا جا سکے۔ دشمن بخوبی جانتے ہیں کہ پاکستان کی معیشت کی ترقی کا باب بلوچستان ہے۔

2014ء میں سی پیک کا معاہدہ ہونے اور گوادر پورٹ کی تعمیر کے بعد بلوچستان میں ترقی کا ایک نیا دور شروع ہوا، مگر مذموم دہشت گردی نے اس ترقی کو ہر ممکن روکنے کی کوشش کی۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ پاکستان کی مستقبل کی بنیاد بلوچستان کی ترقی، خوشحالی اور سالمیت پر منحصر ہے۔

دوسری طرف یہ بھی ایک کڑوا سچ ہے کہ معدنی ذخائر کی موجودگی کے باوجود سماجی و اقتصادی اعشاریوں کے اعتبار سے بلوچستان دیگر صوبوں کی نسبت آج بھی پسماندہ صوبہ

تصور کیا جاتا ہے، تاہم افواج پاکستان نے بلوچستان کے عوام کو قومی دھارے میں لانے کے لیے کئی عملی اقدامات اٹھائے، جن سے صوبے میں ترقی اور خوشحالی کے ایک نئے باب کا آغاز ہو چکا ہے۔ اس وقت بلوچستان میں پاک فوج اور جنوبی بلوچستان میں ایف سی بلوچستان (ساؤتھ) امن کی بحالی اور بلوچ عوام کے فلاح و بہبود کے لیے جو کچھ کر رہی ہے، ہمارا میڈیا اس بارے میں قوم کو نہ کچھ بتا رہا ہے اور نہ ہی کچھ دکھا رہا ہے۔ تاہم اس حوالے سے خوش آئند بات یہ ہے کہ ہمارے دوست نسیم الحق زاہدی نے بلوچستان میں انجام پانے والے عوامی بہبود کے منصوبوں، ان پر عملدرآمد کروانے میں پیش آنے والی مشکلات اور ان منصوبوں کی تکمیل پر جو کچھ لکھا ہے، وہ ایسے سنہرے حروف ہیں، جن کا فی زمانہ پاکستان میں رواج مفقود ہے۔

نسیم الحق زاہدی جس طرح خوش گفتار، محبت کرنے والے خوبصورت انسان ہیں، اسی طرح ان کی تحریر میں بھی یہ تمام صفات بدرجہ اتم موجود ہیں۔ انہوں نے بلوچستان کے بارے میں لکھے گئے بہترین کالموں کا جو سلسلہ ہمارے سامنے پیش کیا ہے اور جس انداز میں صوبہ بلوچستان کے تمام حالات کو قلم بند کیا ہے، وہ قابلِ ستائش ہے۔ زیر نظر کتاب ''بلوچستان امن اور ترقی کی راہ پر'' میں نسیم الحق زاہدی نے بلوچستان میں اس وقت وہاں ریاستی اداروں کو درپیش حالات کو انتہائی موثر انداز میں پیش کیا ہے۔ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ پاک فوج کے سپوت صوبہ بھر میں صحت، تعلیم اور روزگار کے معاملات میں بلوچ عوام کو ہر طرح کی سہولیات اور مدد فراہم کر رہے ہیں۔ اسی طرح دیگر معاملات میں بھی عوام کی خدمت کرنے میں مصروف ہیں۔ نسیم الحق زاہدی نے جس طرح سے ان تمام امور کو بیان کیا ہے اور جس انداز میں حقائق سامنے لائے ہیں، وہ ایک قومی دستاویز ہے۔

بلوچستان میں دہشت گردی کے خاتمے اور امن کے قیام کے لیے نیشنل ایکشن پلان کی اپیکس کمیٹی نے اہم فیصلے کیے ہیں، جو ملک دشمن ایجنٹوں، سازشیوں، سہولت کاروں،

بلوچستان امن اور ترقی

دہشت گردوں اور علیحدگی پسندوں کو بھی کیفر کردار تک پہنچانے کے لیے ضروری ہیں۔ پاکستان میں تحقیقی صحافت اور حقائق کو سامنے لانے کے حوالے سے ہمارا ریکارڈ دنیا کے سامنے پیش کرنے کے لائق نہیں۔ہم سیاسی معاملات پر لکھنے کو ہی کامیابی سمجھتے ہیں،لیکن ملک کے مفاد میں کام کرنے والوں کی کارگزاری،قربانی اور فرض سے لگن کو سامنے لانے والے نہ ہونے کے برابر ہیں۔

نسیم الحق زاہدی نے بلوچستان کے بارے میں جو تحقیقی کام کیا ہے اور جس طرح اپنے کالموں کی صورت میں عوام تک آگہی وشعور کو پہنچانا اپنا فرض سمجھا ہے، وہ نا صرف قابلِ داد ہے، بلکہ انہوں نے افواج پاکستان، ایف سی بلوچستان (ساؤتھ) اور دیگر فورسز کی کاوشوں اور قربانیوں کو منظر عام پر لانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے۔

سب جانتے ہیں کہ مسلم لیگ ن نے 2013ء میں برسر اقتدار آنے کے بعد دہشت گردی کے خلاف جنگ شروع کی اور پہلی مرتبہ کراچی، صوبہ بلوچستان اور خیبر پختونخوا میں دہشت گردوں کی اس طرح سرکوبی کی کہ وہ افغانستان بھاگنے پر مجبور ہو گئے۔ سانحہ آرمی پبلک اسکول پشاور کے بعد نیشنل ایکشن پلان ترتیب دیا گیا۔جس سے حکومت کو دہشت گردوں کے خلاف جنگ میں بہت بڑی کامیابی حاصل ہوئی اور کئی دہشت گرد اپنے انجام کو پہنچے۔

بلوچستان میں معصوم بے گناہ مقامی وغیر مقامی افراد کو نشانہ بنانے والے دہشت گردوں کے خلاف اپیکس کمیٹی کے اجلاس میں موجودہ وزیراعظم شہباز شریف نے افواج پاکستان کے ساتھ مل کر منصوبہ بندی کے تحت منظم کارروائیوں کا فیصلہ کیا ہے اور اب اس پر پوری شد و مد سے عملدرآمد ہو رہا ہے۔اس جنگ میں ہمارے سکیورٹی اداروں کی کاوشوں کو منظر عام پر لانے کے لیے اہل قلم کو جو کردار ادا کرنا چاہیے تھا، وہ کردار ادا نہیں کیا، مگر حب الوطنی کے جذبات کے ساتھ نسیم الحق زاہدی نے اس حوالے سے جو کاوش زیر نظر کتاب

''بلوچستان امن اور ترقی کی راہ پر'' کی صورت میں کی ہے، وہ واقعی قابل تحسین ہے۔ اس کتاب کو پڑھ کر قاری کو ان حالات و واقعات اور تاریخ سے آگہی ہوتی ہے، جن سے اکثر افراد اب تک لاعلم ہیں۔

افواج پاکستان اور عوام نے دہشت گردی کے خلاف جو قربانیاں دی ہیں، وہ قابل تحسین ہیں، تاہم شاید ہماری قوم کو خود اس کا ادراک نہیں کہ کس طرح ماؤں کے جوان بیٹوں نے اپنی جانیں اس مادر وطن پر نچھاور کر کے ہمیں پرُ امن زندگی دی اور وہ ابھی بلوچستان اور خیبر پختونخوا میں اس معرکے میں مصروف ہیں۔ فتنہ الخوارج کے خلاف اس وقت جو لڑائی جاری ہے، اس میں قربانیوں کی نئی تاریخ رقم ہو رہی ہے۔

نسیم الحق زاہدی کے قلم سے الفاظ نا صرف حقائق کو بیان کرتے ہیں، بلکہ مادر وطن کے لیے قربان ہونے والوں کیلئے اپنے اندر ایک سچے محب وطن پاکستانی کا عزم بھی سموئے ہوئے ہیں اور ان کا یہ عزم اس ملک کی سلامتی کا ضامن ہے۔

وطن عزیز پاکستان میں کالم نگار حضرات عموماً سیاسی معاملات پر طبع آزمائی کرتے ہیں، مگر نسیم الحق زاہدی نے تحقیقاتی مواد پیش کر کے ملک کی وہ خدمت انجام دی ہے، جس کی جتنی تعریف کی جائے، وہ کم ہے۔ ان کا اندازِ تحریر، الفاظ کا چناؤ اور فقروں کی سادگی و پرکاری قارئین کو متاثر کرتی ہے۔ میری دعا ہے کہ وہ ہمیشہ وطن کی محبت میں اسی طرح کی تحاریر سے ہم وطنوں کو قلبی اطمینان مہیا کرتے رہیں۔ (آمین)

زاہد رفیق احمد

ایڈیٹوریل ایڈیٹر روزنامہ ''نئی بات''

''مسنگ پرسنز کی آڑ میں ملکی سالمیت کیخلاف مذموم مہم''

مسنگ پرسنز مسنگ ایشوکو ہمارے ملک دشمن عناصر اور میڈیا و دیگر اداروں میں چھپی کالی بھیڑوں نے اسے پروپیگنڈہ سے ایک سیاسی ایشو میں تبدیل کر دیا ہے۔شنید یہ کہ مسنگ پرسنز کا مسئلہ مخصوص حلقے اٹھاتے ہیں جن میں انٹرنیشنل این جی اوز اور ہیومن رائٹ واچ ڈاگ شامل ہیں جو اسے اپنی دکانداری چمکانے کے لئے خوب استعمال کرر ہے ہیں۔گمشدہ اور لا پتہ افراد کے حوالے سے احتجاج کا سلسلہ کئی برس سے جاری ہے۔کوئٹہ کلب کے سامنے احتجاج کبھی کراچی کلب کے سامنے مظاہرے اور کوئٹہ سے کراچی، کراچی سے اسلام آباد لانگ مارچ اور دھرنے کی آڑ میں ملک دشمنوں کا ایجنڈے کی تکمیل اور ان علیحدگی پسندوں کے موقف کی پذیرائی کی جاتی ہے اور اصل ملزموں کو کوئی پوچھتا ہی نہیں۔بلوچستان میں شور ڈالا جاتا ہے کہ مسنگ پرسنز کی تعداد ہزاروں میں ہیں، یہ سیکڑوں بھی نہیں ہیں۔پاک افواج کو بدنام کرنے کے لئے بلوچ دہشت گرد تنظیمیں اپنے مخالفین کو قتل کر کے اس کا الزام آئی ایس آئی وسکیورٹی فورسز پر تھوپ دیتی ہیں، بلوچستان کے دور دراز پہاڑوں میں ملنے والی مسخ شدہ لاشیں اسی سلسلے کی کڑی ہیں تا کہ ان کی شناخت نہ ہو سکے۔دراصل بلوچستان میں موجود دہشت گرد گروہ ملک دشمن ایجنڈے پر کام کر رہے ہیں جن کے عوض انہیں بھارت سے اربوں ڈالر بھی ملتے ہیں۔مزید برآں گمشدہ یا لا پتہ افراد کے حوالے سے بلوچ یک جہتی کمیٹی کے اسلام آباد دھرنا کے پس پردہ مقاصد کو یوں صرف نظر نہیں کیا جا سکتا۔یہ جانتے ہوئے کہ مسنگ پرسنز افغانستان اور ایران میں دہشت گردی کیمپوں میں موجود ہیں، ماہ رنگ بلوچ ان دہشت گردوں کے لواحقین کو لے کر ریاست کے خلاف احتجاج کے لیے بیٹھی رہی۔یہ جبری گمشدہ تھے تو بی ایل اے، بی ایل ایف کیمپوں میں کیا کر رہے تھے؟ یاد رہے کہ لا پتہ افراد کے احتجاجی کیمپ کی خاتون لیڈر ماہ رنگ بلوچ اعتراف کر چکی ہے کہ پاکستان کی جانب سے ایران پر جوابی حملے میں جو بلوچ مرے ہیں ان کے لواحقین اسلا آباد اس دھرنے میں موجود ہیں۔یعنی ان کے

مردمسنگ نہیں بلکہ افغانستان انڈیا کے کیمپوں میں چھپے دہشتگرد ہیں۔ لمحہ فکریہ تو یہ ہے کہ دشمن عورتوں بچوں، بوڑھوں کو بطور ریاست مخالف پروپیگنڈہ مظاہروں، لانگ مارچ اور دھرنوں میں استعمال کرتے ہیں۔ گوادر ناکام حملہ نے بھی مسنگ پرسنز کا ڈرامہ فلاپ کر دیا تھا۔ ماہ رنگ بلوچ نے جس کو مسنگ پرسنز بتایا وہ دہشت گرد گوادر حملے میں ملوث پایا گیا۔ گوادر میں 7 پنجابیوں کا قتل میں بھی یہ لاپتہ افراد ملوث ہیں۔ درحقیقت بلوچ قومی یک جہتی کمیٹی بلوچ دہشت گرد تنظیموں بی ایل اے اور بی ایل ایف کا سیاسی ونگ ہے جو اس کے اہداف کے لئے جدو جہد کر رہا ہے۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ کالعدم تنظیمیں لوگوں کے نام لاپتہ افراد کی فہرست میں لکھواتی ہیں، یہاں لاپتہ افراد اور جبری گمشدگیوں کے کیسز میں فرق کرنا بھی ضروری ہے کیونکہ اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ لاپتہ افراد ملک میں کسی نہ کسی دہشتگردانہ کارروائی کے دوران سکیورٹی فورسز کے ہاتھوں مارے گئے۔ جیسا کہ گوادر پورٹ اتھارٹی کمپلیکس پر دہشتگردوں کی جانب سے حملہ کیا گیا اور اس حملے میں دہشتگرد کریم جان ہلاک ہوا۔ دہشتگرد کریم جان لاپتہ افراد کی فہرست میں موجود تھا اور بعد میں اس کی بہن نے نعش حاصل کرنے کیلئے باقاعدہ درخواست بھی دی۔ دہشتگرد عبدالودود ساتکزئی کی بہن 12 اگست 2021 سے بھائی کی گمشدگی کا واویلا مچا رہی تھی جو مچھ حملے میں مارا گیا۔ پاکستان میں عدم استحکام کو ہوا دینے کے لیے کالعدم بلوچ عسکریت پسندوں کی طرف سے دہشت گردانہ سرگرمیوں کے لیے پاکستانی شہریوں کو بھرتی کرنے میں ملوث ہونے کے ناقابل تردید ثبوت موجود ہیں۔ وائس آف بلوچ مسنگ پرسنز نامی تنظیم گمشدہ افراد کی تعداد 20 ہزار بتاتی رہی اس سلسلے میں عدالت عظمی کی جانب سے ٹاسک فورس اور کمیشن بھی تشکیل دیا گیا تھا۔ قتل ہونے والوں میں سے اکثریت کا تعلق بلوچ دہشت گرد تنظیم لبریشن آرمی سے ہیں جس کا خود اعتراف اس دہشت گرد تنظیم نے کیا تھا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ عام سویلین نہیں تھے۔ خواتین بھی انہی علیحدگی پسند تنظیموں کے ظلم کا شکار ہوئیں۔ عورتوں کو بھرے بازاروں سے یہ دہشت گرد اٹھالے جاتے ہیں اور کوئی ان کا نام تک نہیں لیتا۔ خواتین کے اغواء، بے حرمتی جیسے سنگین الزامات پاک سکیورٹی فورسز پر لگا کر انہیں دنیا بھر میں بدنام

کیا جا رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ علیحدگی پسند تنظیمیں اغواء برائے تاوان میں ملوث ہیں۔ ان دہشت گردوں کے ہاتھوں 3 ہزار سے زائد بلوچ ہلاک ہو چکے ہیں، لاکھوں خاندان جائیدادیں بیچ کر دوسرے صوبوں میں ہجرت کر چکے ہیں۔ مسنگ پرسنز صرف بلوچستان کا مسئلہ نہیں بلکہ پورے ملک اسلام آباد، خیبر پختونخوا سے لیکر کراچی اور جنوبی پنجاب تک ایسے کیسز پائے جاتے ہیں۔ بلوچستان کے پہاڑوں میں سر بریدہ لاشیں ملتی ہیں اور لوگ لاپتہ ہیں تو سندھ سے جنوبی پنجاب تک کچے کے علاقوں میں بھی لوگوں کو تاوان کی غرض سے اٹھا لیا جاتا ہے۔ دوسری جانب مسنگ پرسنز کا مسئلہ پوری دنیا میں پایا جاتا ہے، بالخصوص ترقی یافتہ ممالک میں مسنگ پرسنز کی تعداد لاکھوں میں ہے ہمارے یہاں تو ہزاروں میں ہے مسئلہ یہ ہے کہ یہاں معاملے کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا جاتا ہے پاک فوج کے ترجمان کے مطابق یہاں بہت سے مافیاز نے اپنی پرائیویٹ جیلیں بنائی ہوئی ہیں لوگوں کو اُن میں ڈال کر مسنگ پرسنز بتا دیا جاتا ہے۔ اقوام متحدہ میں 100 ملکوں کے اعداد وشمار موجود ہیں جن میں پاکستان سمیت سری لنکا، انڈیا، بنگلہ دیش، جنوبی افریقہ، شام، ایران اور عراق شامل ہیں۔ عراق میں لاپتہ ہونے والے افراد کی تعداد اڑھائی لاکھ سے لیکر ایک ملین تک ہے۔ امریکہ کی 2021ء کی رپورٹ کے مطابق 521705 افراد لاپتہ ہیں جبکہ برطانیہ کے 2021 کی رپورٹ کے مطابق 241046 افراد لاپتہ ہیں۔ پاکستان میں مسنگ پرسنز کے مسئلے کے پیچھے کئی وجوہات میں نائن الیون کے بعد افغانستان پر امریکی چڑھائی، افغانیوں کی پاکستان ہجرت، پاک افغان بارڈر کشیدگی اور بھارت کا کردار سب سے اہم ہے۔ حکومت پاکستان نے 2011ء میں جبری گمشدگیوں کے لیے ایک انکوائری کمیشن بنایا۔ اس کمیشن نے اپریل 2024 تک 10203 کیسز رجسٹر کیے ہیں جن میں سے 7901 حل کر دیے گئے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ 77 فیصد کیسز حل ہو چکے ہیں۔ اس کمیشن نے کئی دیگر قابل ذکر اقدامات بھی لیے ہیں۔ تحقیقات میں یہ بات اکثر سامنے آئی ہے کہ جبری گمشدگیوں میں نامزد افراد اکثر محض لاپتہ ہونے کے کیسز ہوتے ہیں۔ وقت کے ساتھ ساتھ ان مسنگ پرسن کی حقیقت منظر عام پر آنا شروع ہو چکی ہے۔

''ڈاکٹر ماہ رنگ بلوچ ایک ملک دشمن ایجنٹ''

آخر کار بلوچ قوم کو بیوقوف بنانے والی ماہ رنگ بلوچ پاکستان میں ملک دشمن قوتوں کے مذموم مقاصد کی تکمیل کے بعد ناروے پہنچ گئی ''پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا'' اور وہاں پر ملک دشمن ایجنٹ نام نہاد بلوچ رہنما ماہ رنگ بلوچ نے ناروے میں PEN ورلڈ ایکسپریشن فورم، اور یوٹیا آئی لینڈ کی جانب سے بین الاقوامی سطح پر منعقد تین روزہ سیمینار میں اپنی اشتعال انگیز تقریر میں مسنگ پرسنز کا جھوٹا پروپیگنڈہ کرتے ہوئے پاک فوج اور سیکورٹی فورسز پر ملبہ ڈالنے کی پوری کوشش کی۔ ماہ رنگ بلوچ نے کہا کہ میں 10 سال سے زائد عرصے سے جبری گمشدگیوں کے خلاف مہم چلا رہی ہوں اور کہا کہ میرے والد کو پاکستانی ریاست کی ایجنسیوں نے جبری لاپتہ کر دیا تھا اور 2011ء میں ان کی لاش ملی تھی۔ ماہ رنگ بلوچ اپنی تقریر میں یہ حقائق بھی بتاتی کہ اس کے والد عبدالغفار لانگو بلوچ کا بی ایل اے، بی ایس ایف اور بی ایس او جیسی دہشت گرد تنظیموں سے تعلق رہا جن کو اقوام متحدہ نے بھی دہشت گرد قرار دے رکھا ہے۔ اس کی تقریر جھوٹ کا پلندہ ہے جس میں نام نہاد مظلومیت کا رونا رویا گیا۔ ماہ رنگ جو خود ڈسٹرکٹ چاغی میں میڈیکل آفیسر ہے اور سرکاری مراعات لے رہی ہے۔ اس کی ''بلوچ یک جہتی کمیٹی'' کریمہ بلوچ کی کینیڈا میں ہلاکت کے بعد بنائی گئی تھی۔ درحقیقت بلوچستان کی خواتین کا استعمال کیا گیا کریمہ خود بھی بی ایس او کی فعال رکن تھی اور انڈین پے رول پر کام کر رہی تھی۔ اسی طرح سمی دین ڈاکٹر دین محمد کی بیٹی ہے' وہی ڈاکٹر دین محمد جو ڈاکٹر اللہ نذر بلوچ جیسے مسلمہ دہشت گرد کا ساتھی تھا اور جسے اقوام متحدہ نے بھی دہشت گرد ڈکلیئر کر رکھا ہے۔ بلوچ روایات کے برعکس خواتین کو سامنے رکھنا اور دہشت گردی میں استعمال کرنا اس سارے معاملے کا دوسرا پہلو ہے۔ کراچی میں چینی سفارتخانے کے حملے میں ایک خاتون ہی کو استعمال کیا گیا تھا۔ بی ایل اے نے کہا ہے کہ

بلوچستان امن اور ترقی

سیکڑوں بلوچ نام نہاد فدائین جن میں خواتین بھی شامل ہیں، مجید بریگیڈ کا حصہ ہیں۔ ضروری ہے کہ اسلام آباد دھرنا کے پس پردہ مذموم مقاصد کو بھی بے نقاب کیا جاتا جس میں اعتراف کیا تھا کہ اس میں ایران دھماکے میں ملوث دہشت گرد موجود ہیں۔ ماہ رنگ بلوچ نے منعقدہ کانفرنس میں کہا کہ سپریم کورٹ، پارلیمنٹ اور سیکیورٹی فورسز جبری لاپتہ افراد کو رہا کریں یا کم از کم انہیں کسی عدالت میں پیش کریں۔ وہ یہ بتانا بھول گئی کہ پاکستان سپریم کورٹ نے یکم مارچ 2011ء کو اس حوالے سے ایک کمیشن تشکیل دیا گیا تھا جو اب بھی اپنا کام کر رہا ہے۔ جبکہ ماہ رنگ بلوچ کا جبری گمشدگیوں کی تحقیقات کرنے والے عدالتی کمیشن کے ساتھ تعاون کرنے سے مسلسل انکار لاپتہ افراد کے معاملے کو حل کرنے میں ان کی ساکھ اور مقاصد پر سنگین سوالات اٹھاتا ہے۔ اس کمیشن کے اعداد و شمار کے مطابق رجسٹرڈ کیسز کی تعداد 10014 ہے جبکہ فیصلہ شدہ کیسز کی تعداد 7749 ہے۔ 2265 ایسے کیس ہیں جو اس وقت حل طلب ہیں۔ کمیشن کے اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ لاپتہ افراد کی ایک بڑی تعداد نے دہشت گرد تنظیموں جیسے کہ بلوچستان لبریشن آرمی (بی ایل اے)، بلوچ لبریشن فرنٹ (بی ایل ایف)، اور تحریک طالبان پاکستان (ٹی ٹی پی) میں شمولیت اختیار کر رکھی ہے۔ یہ انکشاف ان لوگوں کے مذموم ایجنڈے کو بے نقاب کرتا ہے جو لاپتہ افراد کی حالت زار کو اپنے مذموم مقاصد کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ مسنگ پرسنز کے معاملے کو پروپیگنڈے اور دہشت گردی کے ایک ہتھیار کے طور پر استعمال کرنا نہ صرف اخلاقی طور پر قابل مذمت ہے بلکہ بلوچستان میں طویل مدتی امن و استحکام کے حصول میں بھی نقصان دہ ہے۔ دراصل ہیومن رائٹس کمیشن کے نام پر مختلف تنظیموں کے نام پر لاکھوں ڈالر اپنی جیبوں میں ڈال کر امریکی مفادات کی تکمیل کیلئے ''لاپتہ افراد'' کی کہانیاں مخصوص چینلوں کو سنا رہے ہیں۔ دوسری جانب اس حقیقت کو بھی کوئی جھٹلا نہیں سکتا کہ مسنگ پرسنز میں شامل بہت سے افراد پہاڑوں پر دہشت گرد گروہوں کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔ بلوچستان کی مسلح دہشت گرد تنظیموں نے

بلوچستان میں قتل و غارت کا بازار گرم کر رکھا ہے اور اس کا نشانہ اردو، پنجابی بولنے والے استاد، ڈاکٹر، پنجاب اور خیبر پختونخوا سے تعلق رکھنے والے کوئلے کی کانوں کے مزدور بن رہے ہیں سب کو چن چن کر ویگنوں' بسوں اور ریل گاڑیوں سے اتار کر بے رحمی کے ساتھ گولیوں سے چھلنی کیا جا رہا ہے۔ جب منعقدہ کانفرنس میں بلوچوں کی وکالت کرنے والی ماہ رنگ کو بلوچستان میں پنجابیوں پہ ظلم وستم کی داستان سنائی گئی اور پنجابی مزدوروں کے قتل پر سوالات پوچھے گئے کہ مئی 2024 میں دہشتگردوں نے ایک گھر پر حملہ کر کے 7 پنجابی مزدوروں کا قتل کیا جو نائی کی دکان چلاتے تھے؟ اپریل میں بی ایل اے نے 9 پنجابی جو ایران سے سفر کر رہے تھے اُن کو قتل کرنے کی ذمہ داری قبول کی۔ اپریل میں ہی ایک اور واقعے میں 2 مزید پنجابی مارے گئے۔ اکتوبر 2023 میں دہشتگردوں نے 6 پنجابی مزدوروں کو تربت میں قتل کر دیا۔ اپریل 2019 میں دہشتگردوں نے مکران کوسٹل ہائیوے کے قریب 14 مسافروں کو بسوں سے اُتار کر قتل کر دیا۔ نومبر 2017 میں گولیوں سے چھلنی 15 لاشیں لیویز نے بلیدہ کے قریب برآمد کیں۔ مذکورہ اینکر نے پوچھا کہ صوبے میں پنجابی مزدوروں کے قتل کے پیچھے کون ہے؟ کون ہے جن کو پنجابی مزدوروں کے قتل سے فائدہ ہو رہا ہے؟ میڈم کیا پنجابیوں پر ڈھائے بی ایل اے کے ظلم وستم کی آپ مذمت کرتی ہیں؟ دنیا نے دیکھا کہ دشت گرد تنظیموں کی وکالت کرنے والی ڈاکٹر ماہ رنگ کی پنجابی مزدوروں کے قتل پر خاموشی اور بعض گروہوں کے ساتھ اس کی وابستگی ان کی وکالت میں تعصب کو ظاہر کرتی ہے۔ ایک جانب وہ ریاستی خلاف ورزیوں کے بارے میں آواز اٹھاتی ہے، اور دوسری جانب وہ دہشت گرد تنظیم کی پرتشدد کارروائیوں پر خاموش رہتی ہے۔ اس سے ان دہشت گرد تنظیموں کے ساتھ، ڈاکٹر ماہ رنگ کا تعلق دنیا کے سامنے آ گیا ہے۔ دہشت گرد تنظیموں کے ہولناک کارناموں پر ڈاکٹر ماہ رنگ کا سکوت اس کے دوہرے معیار کو ظاہر کرتا ہے۔ جہاں وہ ایک طرف پرجوش انداز میں بلوچوں کے حقوق کی کہانیاں سناتی ہیں،

وہیں دوسری طرف دہشت گردوں کے لیے راہیں آسان کر رہی ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ بلوچستان میں پنجابیوں اور دوسرے آبادکاروں کو روزانہ چن چن کر قتل کیا جا رہا ہے' کوئٹہ، گوادر اور بلوچستان کے دوسرے علاقوں میں پنجابی لاپتہ کیے جا رہے ہیں' ان کی سر بریدہ لاشیں ملتی ہیں' اان کے بوڑھے ماں باپ' ان کی جوان بہنیں' ان کی بیوائیں' ان کے معصوم یتیم ہونے والے بچے کس سے فریاد کریں؟ اب یہ حقیقت واضح ہو چکی کہ ڈاکٹر ماہ رنگ بلوچ ، بلوچ قوم کو بے وقوف بنا رہی ہے ،اس کے پیچھے اس کے اپنے ذاتی مقاصد ہیں ۔اسلام آباد میں ماہ رنگ بلوچ کے دھرنوں میں دہشت گرد تنظیموں میں شامل افراد کی شرکت اس بات کا ثبوت ہیں کہ بلوچستان میں بلوچ نسل کشی اور نوجوانوں کو دہشت گرد بنانے کے پیچھے ماہ رنگ بلوچ جیسے لوگ شامل ہیں۔ جو اپنے ذاتی مفادات کے لیے کسی بھی حد تک جا سکتے ہیں۔ ڈاکٹر ماہ رنگ بلوچ ایک عرصہ سے پاک فوج اور ملک محافظ ایجنسیوں کو ٹارگٹ کیے ہوئے اور اپنی مرضی سے دہشت گرد تنظیموں کا حصہ بنے والے افراد کو مسنگ پرسنز بنا رہی ہے، وقت کے ساتھ ساتھ حقائق واضح ہونے شروع ہو چکے ہیں کہ نام نہاد بلوچ لیڈر ماہ رنگ بلوچ کے مسنگ پرسنز دہشت گرد تنظیموں کے کارکنان ہیں۔ سرفراز بنگلزئی خود اس بات کا قرار کر چکا ہے کہ وہ کرپشن کے مقدمات کی وجہ سے وہ روپوش ہو گیا اور پھر دہشت گرد تنظیموں میں شامل ہو گیا۔ کچھ مسنگ پرسنز تو قبائلی جھگڑوں کی وجہ سے خود روپوش ہو جاتے ہیں اور پھر ماہ رنگ بلوچ جیسے ملک دشمن ایجنٹ انہیں لاپتہ افراد میں شامل کر کے پاک فوج اور دیگر محافظ فورسز کے خلاف دشمنوں کی زبان بولتے ہیں۔ بلوچ قوم کو اب سنجیدگی سے سوچنا ہو گا کہ بلوچ قوم کا اصل دشمن کون ہے؟ وہ جو اپنی جان ہتھیلی پر رکھ پر ان کے جان و مال کی حفاظت کر رہے ہیں؟ یا پھر وہ اپنے ذاتی مقاصد کے لیے اپنوں کو استعمال کر کے باہر ملکوں میں بیٹھ کر اپنی ہی فوج کے خلاف زہر اگلتے ہیں۔ فیصلہ بلوچ قوم کے ہاتھ میں ہے۔

بلوچستان امن اور ترقی

”سی پیک کیلئے سیاسی ہم آہنگی ناگزیر“

قوموں کی تاریخ میں کچھ ایسے منصوبے ہوتے ہیں جن سے تقدیر بدلتے دیر نہیں لگتی، سی پیک کا شمار بھی انہی میں ہوتا ہے۔ درحقیقت پاک چین اقتصادی راہداری منصوبہ CPEC صرف پاکستان ہی نہیں بلکہ پورے خطے کیلئے گیم چینجر کی حیثیت رکھتا ہے۔ چین کی جانب سے اس میں 100 ارب ڈالر تک سرمایہ کاری کی جارہی ہے۔ چین پاکستان کی سمندر سے گہری ،ہمالیہ سے اونچی ،اور شہد سے میٹھی دوستی آنے والے دنوں میں قراقرم کی سنگلاخ چٹانوں اور ہمالیہ کی بلندیوں سے اڑان بھرتی ہوئی گوادر کے ساحلوں، بلوچستان کے سونے کے پہاڑوں اور سندھ کے کوئلے سے مالا مال صحراؤں کو چھورہی ہے۔ اس عظیم انقلابی منصوبے کا آغاز 2015 میں ہوا۔ اس کی اہمیت وصلاحیت کا موازانہ یورپ کے مارشل پلان سے کیا جاتا ہے اس کی نمایاں خصوسیات میں 2030ء کے درمیان 23 لاکھ ملازمتیں پیدا ہونگیں۔ 9 اسپیشل اکنامک زون بنیں گے جن سے بے روزگاری کا عفریت قابو میں آسکے گا۔ ملکی تعمیر وترقی ،ٹیکنالوجی سماجی و اقتصادی وصنعتی ترقی کے منصوبوں کو 2030ء تک مکمل ہونا ہے۔ جن کی تکمیل سے معیشت میں تیزی کی نوید سنائی گئی ہے۔ سوال یہ ہے کہ اس میں رکاوٹیں کیوں پیش آرہی ہیں۔ کیوں اس کے پراجیکٹ مکمل نہ ہوسکے۔ سی پیک پر کام کرنے والے چینی کیوں نشانہ بن رہے ہیں؟ 2015 سے 2018ء تک منصوبوں پر تیزی سے کام جاری رہا۔ لیکن بعد یہ رفتار دھیمی پڑ گئی۔ سی پیک میں گوادر کے لئے 14 پراجیکٹ رکھے گئے ہیں افسوس 8 سال بعد صرف تین ہی مکمل ہوئے اور گیارہ ابھی تک نامکمل ہیں۔ پاکستان منسٹری آف پلاننگ کے مطابق 24 بلین ڈالر کی سرمایہ کاری سے 36 منصوبے مکمل ہوئے ہیں جبکہ 5 بلین ڈالر کی لاگت سے 22 بڑے منصوبوں کی تعمیر جاری ہے۔ اس وقت 27 بلین ڈالر کی سرمایہ کاری ہوچکی ہے۔ چین نے پہلے پیکج کے طور پر 65 بلین ڈالر کی سرمایہ کاری کا اعلان کیا تھا۔ صوبہ بلوچستان کے لئے بھی 27 منصوبے تشکیل دیئے

گئے ہیں۔ انرجی کے 13 منصوبوں سے 8 ہزار 20 میگا واٹ بجلی حاصل کی گئی ہے۔ لیکن یہ بھارت کو ہضم نہیں ہو رہا۔ بلاشبہ خطے میں چینی اثر و رسوخ سے خائف امریکہ کی ایک بڑی گیم جاری ہے۔ دوسری جانب حالیہ پاک چین سیاسی جماعتوں کے فورم اور اقتصادی راہداری کے حوالے سے سیاسی جماعتوں کے مشترکہ مشاورتی اجلاس میں ملک کی نمائندہ سیاسی جماعتوں کی شرکت خوش آئند ہے۔ اس منعقدہ اجلاس میں چینی کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی خارجہ کمیٹی کے رکن اور وزیر لیو جیان چاؤ بھی شریک تھے اور ایسے موقع پر پاکستانی سیاسی قیادت کی جانب سے مشترکہ شرکت پاکستان اور چین کی ٹھوس اور سدا بہار تزویراتی شراکت داری' اور سی پیک کیلئے سنجیدگی سیاسی قیادت کی جانب سے سیاسی استحکام کا اشارہ ہے۔ درحقیقت پاکستان وسطی ایشیا اور خلیجی ممالک یعنی ایک وسیع دنیا کے لیے گیٹ وے کا درجہ رکھتا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی خصوصی عنایات ہیں۔ چین اس وقت پوری دنیا میں سرمایہ کاری کر رہا ہے اور پاکستان میں اس کی دلچسپی کی سب سے بڑی مثال اقتصادی راہداری کے منصوبے کے حوالے سے چین کی تاریخ میں کسی دوسرے ملک میں یہ سب سے بڑی سرمایہ کاری ہے اور یہ کہ چین پاکستان تجارتی راہداری حقیقت بننے کو تیار ہے۔ بلاشبہ چین اور پاکستان جغرافیائی اعتبار سے بھی ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم ہیں، تاہم اِن کے تعلقات اُن ممالک کو ایک نظر نہیں بھا رہے جو خطے کے وسائل پر قابض ہونے اُور یہاں پر اپنی بالادستی کا خواب دیکھ رہے ہیں۔ استعماری قوتوں کو سی پیک مسلسل کھٹک رہا ہے اور وہ اسے سبوتاژ کرنے کے لیے سرگرم عمل ہیں۔ دشمن جانتا ہے کہ یہ ایک معاشی گیم چینجر منصوبہ ہے جس کی تکمیل سے وطن عزیز پاکستان میں ترقی و خوشحالی کے نئے دروازے کھلیں گے۔ چنانچہ ضروری ہے کہ وطن عزیز کی سیاسی قیادتیں اتفاقِ رائے اور ملکی مفادات کو مدنظر رکھیں اور اس کیلئے ذاتی سیاسی مفادات کی قربانی دینے سے بھی دریغ نہ کریں۔ دوسری جانب وزیراعظم شہباز شریف کا سعودی عرب، امارات اور قطر کے دورے کے بعد چین کا دورہ بھی کامیاب رہا۔ ہر ملک کی طرف سے پاکستان میں اربوں ڈالر کی سرمایہ کاری کے

معاہدے کیے گئے جس سے پاکستان کی معیشت اپنے قدموں پر کھڑی ہوتی ہوئی نظر آ رہی ہے۔ بدقسمتی سے پاکستان کے اندر موجود کچھ لوگ سیاسی مخالفت کی بنا پر سوشل میڈیا پر بے بنیاد پروپیگنڈا شروع کر دیتے ہیں۔ ان کا ایسا کرنا ملک دشمنی سے کم نہیں۔ جبکہ عالمی معیشت و سیاست میں چین کی مستحکم ہوتی ہوئی پوزیشن امریکہ، بھارت اور ان کے اتحادی ممالک کے لئے پریشانی کا سبب بن رہی ہے۔ چین کی یہ خواہش ہے کہ ایشیاء، افریقہ اور یورپ کو کسی نہ کسی طور پر ایک بھرپور بلاک کی شکل میں عالمی معیشت کے بڑے عنصر کے طور پر سامنے لائے ''ون بیلٹ ون روڈ'' اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ دنیا کے کئی ایک ممالک میں سرمایہ کاری کیلئے چینی سرمایہ کاروں نے بھی محفوظ ڈالرز کے ذخائر کی انبار سازی کا وسیع پیمانے پر استعمال کا آغاز کر رکھا ہے جس کیلئے روزگار کے نئے مواقع بھی فراہم کئے جا رہے ہیں۔ واشنگٹن جو ان دنوں چین کی بڑھتی ہوئی صنعتی، دفاعی اور جوہری صلاحیتوں سے خائف دکھائی دے رہا ہے بالکل اسی طرح کے حالات کا سامنا اسے 1980ء میں کرنا پڑا تھا جب جاپانی صنعتی مصنوعات کی بڑھتی ہوئی مقبولیت نے اسے خوف کا شکار کئے رکھا تھا لہٰذا اس میں کوئی دو رائے نہیں ہیں کہ عالمی افق پر چین کی بڑھتی ہوئی مقبولیت پر امریکہ کے تحفظات اور یوکرائن تنازع پر روس و مغرب کے مابین کشیدگی نے خطے میں اتحاد سازی کے عمل کو تیز اور مستحکم کر دیا ہے۔ مغرب اور بھارت پاکستان کو غیر مستحکم کرنے کے لئے نت نئے مذموم منصوبوں کے ساتھ خطے میں انتہاء پسندی کو فروغ دے رہے ہیں کیونکہ وہ نہیں چاہتے کہ ایک مضبوط پاکستان چین کا ساتھ دے یہی وجہ ہے کہ اب بھارت دہشت گرد تنظیموں کو مالی امداد اور لاجسٹک سپورٹ مہیا کر کے خطے کو تباہی سے دو چار کر رہا ہے۔ دنیا جانتی ہے کہ سی پیک منصوبہ درحقیقت پاکستان کو معاشی اہمیت کی بلندی پر کھڑا کر سکتا ہے۔ اقتصادی زونز صنعتی پارکس، آئل پائپ لائنز کے قیام سے جہاں روزگار کے وسیع مواقع پیدا ہوں گے، وہیں تزویراتی طور پر بین الاقوامی اہمیت کی حامل گوادر بندرگاہ سے بے شک پورے خطے کے لیے اقتصادی ترقی کے دروازے کھل جائیں گے، اور پاکستان بحرانوں سے نکل جائے گا۔

''سینڈک کاپر، گولڈ مائن پروجیکٹ!
بلوچستان کی ترقی کا راز''

بلوچستان امن اور ترقی

سینڈک، سیائن دک بلوچی زبان میں ''سیاہ پہاڑی'' کو کہا جاتا ہے۔ یہ بلوچستان کے ضلع چاغی کا ایک اہم شہر ہے۔ جس کی وجہ شہرت عالمی طور پر سونے، چاندی اور تانبے کے بڑے بڑے ذخائز ہیں۔ 1901ء میں یہاں تانبے اور دیگر قیمتی دھاتوں کی دریافت ہوئی لیکن کام کا آغاز 1964ء میں شروع کیا گیا۔ 1980ء میں معدنیات کی باقاعدہ پیداوار کے لیے ''سینڈک میٹل ملز لمیٹڈ'' کی جانب سے منصوبے پر کام کا آغاز کیا گیا، جو ابتدائی طور پر ساڑھے 5 ارب روپے کی لاگت سے شروع ہوا۔ یہ کمپنی مکمل طور پر حکومت پاکستان کی ملکیت ہے۔ سینڈک کاپر، گولڈ مائن پروجیکٹ بلوچستان میں واقع ایک بڑے پیمانے پر کان کنی کا منصوبہ ہے۔ یہ حکومت پاکستان اور چینی کمپنی MCC (میٹالرجیکل کارپوریشن آف چائنہ) کے درمیان ایک مشترکہ معاہدہ ہے۔ اس منصوبے پر 1990ء میں باقاعدہ کام کا آغاز کیا گیا جس کے لیے چین کی ایک کمپنی MRDL کی معاونت حاصل کی گئی تھی۔ 1960ء میں GSP (جیولوجیکل سروے آف پاکستان) کے ذریعہ دریافت کیا گیا، سینڈک کاپر، گولڈ پروجیکٹ کو بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، جن میں اس کی سرحدی جگہ کی وجہ سے ماحولیاتی رکاوٹیں اور سیکورٹی خدشات وغیرہ شامل ہیں۔ یہ پروجیکٹ پاکستان اور چین کے درمیان پائیدار شراکت داری کا منہ بولتا ثبوت ہے جو بلوچستان کی معیشت کی ترقی میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ 1990ء میں ہونے والی ناکامیوں کے باوجود MCC (میٹالرجیکل کارپوریشن آف چائنہ) کی غیر متزلزل لگن اور جدوجہد 2001ء میں

اس منصوبے کی بحالی کا باعث بنی۔MCC ریسورسز ڈویلپمنٹ کمپنی پرائیوٹ لمیٹڈ، اسے حکومت پاکستان کے تعاون سے چلا رہی ہے، رواں سال 2024ء میں سینڈک کاپر، گولڈ منصوبے کی استعداد میں 27 ٹن سالانہ کا اضافہ کر دیا گیا، 11 ماہ کی قلیل مدت میں مکمل ہونے والے منصوبے سے سینڈک سے سالانہ 70 لاکھ ٹن کی پیداوار کی جائے گی جب کہ 600 افراد کو ملازمتیں ملیں گی۔ سینڈک کاپر اینڈ گولڈ پروجیکٹ میں کنسٹریشن کی تعداد کار میں اضافے کے لیے نومبر 2022ء میں نئے 2-75 ملین (27 لاکھ) ٹن کنسنٹریٹر کی تنصیب کا کام شروع کیا گیا تھا جو اکتوبر 2023ء میں منصوبے کی تکمیل کی مقررہ مدت سے 7 ماہ قبل مکمل کر لیا۔ منصوبے کے تحت سینڈک سے پیداوار 42 لاکھ ٹن سے بڑھ کر 70 لاکھ ٹن ہوگئی ہے جبکہ اس پر 11 ماہ کے دوران 9 کروڑ 29 لاکھ 73 ہزار ڈالر لاگت آئی ہے۔ سینڈک میں نصب کئے گئے نئے سسٹم اور مشینری کو 7 سے 30 اکتوبر تک مختلف مراحل میں ٹیسٹ کرنے کے بعد 18 جنوری 2024 سے ہیوی آئل فیول پاور پلانٹ سے چلایا جا چکا ہے۔ منصوبے کی افتتاحی تقریب میں چیئرمین MRDL زینگ زی جون (Zhang Zhuijun) نے کہا تھا کہ منصوبے سے پاکستان اور بلوچستان کی ترقی میں بھی اضافہ ہوگا۔ مقامی لوگوں کو روزگار کی فراہمی، صوبے کے سرحدی علاقوں میں رہنے والے افراد کے معیار زندگی میں بہتری، سماجی و اقتصادی ترقی کی نئی راہیں کھلیں گی۔ اور یہ حقیقت ہے کہ میٹالرجیکل کارپوریشن ریسورسز ڈویلپمنٹ کمپنی پرائیوٹ کارپویٹ کان کنی کے ساتھ ساتھ سماجی ذمہ داری کی سرگرمیوں میں تعلیم، طبی دیکھ بھال، مقامی ذریعہ کی معاش کی سہولیات اور سماجی خدمات میں بھی بھرپور حصہ لے رہی ہے۔ سینڈک پروجیکٹ کے تحت باقاعدہ سکول قائم ہے اور 600 طلباء کو تعلیم فراہم کرنے کے لیے فنڈنگ مہیا کر رہی ہے، یہ حکومت بلوچستان کی منظوری کے تحت مقامی کمیونٹی میں واحد ہائی اسکول ہے۔ سینڈک پروجیکٹ کے

بلوچستان امن اور ترقی

تحت جدید طبی آلات سے آراستہ سینڈک ہسپتال بھی قائم کیا گیا ہے، جو مقامی لوگوں کو صحت کی مفت سہولیات مہیا کر رہا ہے یہاں تک سیکڑوں میل دور سے بھی لوگ سینڈک ہسپتال میں مفت معائنے اور مختلف بیماریوں کی تشخیص اور علاج کے لیے آتے ہیں، جہاں مقامی افراد کو انتہائی کم قیمت پر ادویات فراہم کی جاتی ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ کمپنی نے 6 قریبی گاؤں کو مفت بجلی فراہم کرنے کے لیے بجلی کی تاریں نصب کی ہیں، اور قریبی آبادی میں آئل لیمپ کا استعمال ختم کرتے ہوئے مفت بجلی کی فراہمی کے لیے سولر پینل بھی فراہم کیے گئے ہیں ، میٹالرجیکل کارپوریشن ریسورسز ڈویلپمنٹ کمپنی پرائیوٹ نے پانی کی فراہمی کے لیے کنوئیں بھی کھودیں ہیں اور مقامی آبادی میں پینے کا صاف پانی پہچانے کے لیے ٹینکر بھی خریدے ہیں۔سینڈک کاپر، گولڈ مائن پروجیکٹ معاشی بلکہ مقامی آبادی کے مستقبل کی روشن امید ہے۔اب یہ Belt and Road Initiaive اور پاک چین اقتصادی راہداری (سی پیک) نئے دور میں داخل ہو چکا ہے۔سینڈک پروجیکٹ نے مقامی آبادی کے لیے روزگار کے بہت بڑے مواقع پیدا کیے ہیں ۔اس وقت اس منصوبے میں 1763 پاکستانی کام کر رہے ہیں جن میں 1549 کا تعلق صوبہ بلوچستان سے ہے جو کل ملازمین کا 87 فیصد بنتا ہے ۔734 ملازمین یعنی 42 فیصد کا تعلق ضلع چاغی سے ہے، اور 439 افراد یعنی 25 فیصد نوشکی سے ہیں، جو کمپنی کی بھرتی کی پالیسی ''مقامی لوگوں کو ترجیح دینا'' کا بہترین عملی نمونہ ہے۔ پاکستان اور چین 20 سال سے اس منصوبے پر مل کر کام کر رہا ہے۔ پاکستان میں کان کنی کا شعبہ ملکی معیشت کا ایک اہم حصہ ہے جو صنعتی اور معاشی ترقی میں کردار ادا کر رہا ہے لیکن مختلف چیلنجز میں گھرا ہوا ہے۔تاہم حالیہ مہینوں میں پاکستان کی کان کنی کی صنعت سرخیوں میں آئی ہے، جس میں متعدد بین الاقوامی کمپنیوں نے نسبتاً غیر استعمال شدہ شعبے کو تلاش کرنے میں دلچسپی کا اظہار کیا ہے۔ وہیں چینی کمپنی MCC (میٹالرجیکل کارپوریشن آف چائنہ)

بلوچستان امن اور ترقی

ریسورسز ڈویلپمنٹ کمپنی پرائیوٹ نے پاکستان میں معدنیات اور کان کنی کے شعبے میں اپنی سرمایہ کاری مزید بڑھا دی ہے۔اس بات میں کوئی شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ سیندک پروجیکٹ کے اثرات آپریشنل حدود سے کہیں زیادہ پھیلے ہوئے ہیں۔MRDL نے بلوچستان میں معاشی ترقی میں ایک اہم کردار ادا کیا ہے۔سیندک کاپر، گولڈ مائن پروجیکٹ اور سی پیک راہداری منصوبے سے ترقی کے نئے دور کا آغاز ہوا ہے،جس سے مائننگ کے شعبے میں بھی بہتری آرہی ہے۔اور دونوں ممالک کے درمیان دوستی کا رشتہ مزید مضبوط اور گہرا اور ہو چکا ہے۔سیندک پروجیکٹ اور سی پیک راہداری منصوبے پاک چین تعلقات میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں،ان سے نہ صرف چین کے روابط دنیا تک وسیع ہوں گے بلکہ پاکستان بھی ترقی وخوشحالی کی منازل طے کریگا۔دشمن اس لیے ان منصوبوں کی راہ میں رکاوٹیں ڈال رہاہے،وہ جانتا ہے کہ ان پروجیکٹس کی کامیابی کے بعد پاکستان داخلی طور پر مستحکم ہوگا اور اس کی اہمیت اور حیثیت بڑھے گی اور ترقی کی دوڑ میں وہ دشمن ممالک کو پیچھے چھوڑ سکتا ہے۔تو دوسری جانب چین بڑی اقتصادی قوت بن جائے گا۔

''سی پیک منصوبہ اور ملک دشمن عناصر''

بلوچستان کی اہمیت کا اندازہ بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کے اس فرمان سے لگایا جا سکتا ہے کہ ''بلوچستان بہادر اور حریت پسند لوگوں کی سرزمین ہے''۔ جناح کیپ کے نام سے شہرت پانے والی اور بابائے قوم کی شخصیت کا حصہ بن جانے والی قراقلی ٹوپی بھی آپ کو کوئٹہ ہی میں پیش کی گئی تھی۔ بلوچستان سے محبت اور انس کا یہ عالم تھا کہ قائداعظم نے اپنی زندگی کے آخری ایام زیارت میں گزارے، علالت کے باوجود کسی بڑے شہر جانے کی بجائے زیارت کو ترجیح دی، زیارت میں وقت گزارنا بلوچستان اور یہاں کے لوگوں سے قائد کی محبت کا مظہر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بلوچ قیادت قائداعظم کا بہت احترام کرتی تھی یہ بلوچستان ہی تھا جہاں آپ کو چاندی میں تولا گیا تھا۔ قائداعظم کو اس خطے سے بے حد محبت تھی جس کا اظہار انہوں نے اپنی مختلف تقاریر و خطابات میں کیا- بلوچ قوم، بہادر، دلیر اور مہمان نواز قوم ہے۔ بلوچ قوم کا رہن سہن اور ثقافت باقی تمام قوموں سے مختلف ہے۔ جغرافیائی اعتبار سے بلوچستان کا شمار دُنیا کے چند حساس ترین خطوں میں ہوتا ہے کہ اس کے ایک جانب وسطی ایشیا کی قربت ہے، تو دوسری طرف بحیرہ عرب کے راستے گرم پانیوں تک رسائی کا خواب آنکھوں میں سجائے امریکی، سی آئی اے، راء اور موساد کا مشترکہ پلان طویل عرصہ سے اس علاقے کو ٹارگٹ کئے ہوئے ہے۔ افغانستان کے ذریعے بھارتی خفیہ ایجنسی ''را'' کا سرگرم عمل منظم نیٹ ورک صوبے میں تخریبی کارروائیوں میں ملوث عناصر کو بھاری اسلحہ اور سرمایہ کی فراہمی کے علاوہ بلوچستان کے علیحدگی پسند بلوچ نوجوانوں کو تربیت بھی دیتا رہا ہے جو ملک کی سلامتی کے لئے خطرے کا باعث ہیں۔ دراصل بلوچستان میں علیحدگی کی آگ باقاعدہ منظم منصوبہ بندی کے تحت گزشتہ 76 سالوں سے سلگائی جا رہی ہے۔ جس نے پورے ملک بالخصوص بلوچستان کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے اس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی کہ ''آزاد بلوچستان'' کی چنگاری کو بھڑکائے رکھنے میں نہ صرف بیرونی بلکہ

اپنے لوگوں کا بھی ہاتھ ہے۔ یورپ، امریکہ میں پاکستان دشمن پروپیگنڈے پر مبنی زہر آلود لٹریچر کی تقسیم، فری بلوچستان موومنٹ کے زیر اہتمام ریلیاں، مظاہرے اور پلے کارڈز و پوسٹرز کی تقسیم جن پر بلوچستان پر پاکستانی مظالم اور نام نہاد پاکستان چین اکنامک کوریڈور کے خلاف نعرے درج تھے۔ ایک طرف بھارت میں ''را'' کے تحت چلنے والے 3 چینلز 24 گھنٹے بلوچستان کے حوالے سے پاکستان کے خلاف پروپیگنڈا کرنے میں مصروف ہیں۔تو دوسری طرف بلوچ قوم پرست پر مبنی شدت پسند تحریکیوں نے بلوچستان کا امن تباہ کیا ہوا ہے۔ بلوچ حقوق کا ٹائٹل لگا کر ملک دشمنوں کے سہولت کاروں نے بلوچ یوتھ، بلوچ عوام کو ریاست اور ریاستی اداروں کے خلاف منفی پراپیگنڈا کر کے انہیں بغاوت پر اکسایا ہے۔ آج وہ بلوچ جن کو قائداعظم نے محب وطن اور بہادر قوم کا خطاب دیا تھا وہ ڈاکٹر ماہ رنگ بلوچ، سمی دین بلوچ اور صبغت اللہ جیسے ملک دشمن ایجنٹوں کی سازش کا شکار ہو کر ریاست کے دشمن بن چکے ہیں۔ اس وقت ان ملک دشمنوں کا اصل ہدف بلوچستان کی ترقی (سی پیک منصوبہ) ہے جو ملکی معاشی ترقی میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ سی پیک منصوبہ پاکستان کے لیے گیم چینجر ہے جس کی تکمیل کے بعد پاکستان اقتصادی خود انحصاری سے ہمکنار ہوگا۔ سی پیک میں سڑکوں، ریلوے، بندرگاہوں اور توانائی کے منصوبوں کے ایک وسیع نیٹ ورک کی تعمیر شامل ہے، جو لاکھوں نئی ملازمتیں پیدا کر کے پاکستان کی معیشت کو فروغ دے گا۔ سی پیک کے میگا پراجیکٹس میں گوادر پورٹ، گوادر انٹرنیشنل ائیر پورٹ، گوادر ایسٹ بے ایکسپریس وے، حب پاور پلانٹ، حویلیاں ڈرائی پورٹ، رشکی سپیشل اکنامک زون، پشاور کراچی موٹر وے، ایم ایل ون اور قراقرم ہائی وے کی اپ گریڈیشن شامل ہیں۔ گوادر پورٹ کی ترقی اور سی پیک کی صلاحیت بلوچستان کی آنے والی نسلوں کے لیے ایک مضبوط اقتصادی بنیاد ہے۔ گوادر کے عوام گوادر کی بندرگاہ میں اسٹیک ہولڈر ہیں، اس بندرگاہ سے مقامی افراد کو کثیر فوائد حاصل ہونگے۔ ملک دشمن عناصر سی پیک منصوبے کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کرنے کے لیے مختلف قسم کی سازشوں میں مصروف عمل ہیں۔ سوشل میڈیا پلیٹ فارم اور جلسوں کے ذریعے اس منصوبے کے خلاف بلوچ یوتھ اور بلوچ عوام کو گمراہ کیا جا رہا ہے۔ حالانکہ سی پیک منصوبہ اور اس سے منسلک منصوبوں کی وجہ

سے تقریباً دو لاکھ براہ راست مقامی ملازمتیں پیدا ہوئی ہیں جب کہ 1,400 کلومیٹر سے زیادہ شاہراہیں اور سڑکیں بنائی گئیں اور آٹھ ہزار میگاواٹ بجلی قومی گریڈ میں شامل کی گئی اس منصوبے کے تحت لگائے گئے بجلی کے منصوبوں سے لگ بھگ 23 کروڑ آبادی والے ملک میں بجلی کی بندش کی وجہ سے برسوں کے بلیک آؤٹ کا خاتمہ ہوا ہے۔ یہ منصوبہ پاکستان کو اقتصادی رابطے کے لیے ایک علاقائی مرکز میں بدل دے گا۔ بلوچستان کی ترقی کی دشمن شدت پسند تنظیموں کا الزام ہے کہ سی پیک منصوبے سے صوبے کے وسائل کا فائدہ وہاں کے عوام کو نہیں مل رہا، اس بے بنیاد اور من گھڑت الزامات کے نتیجے میں دہشت گرد تنظیموں نے چینی باشندوں اور انجینئرز پر پاکستان کے مختلف شہروں میں ہلاکت خیز حملے بھی کیے، مگر دوست ملک چین نے اس دہشگردانہ واقعات کے باوجود پاکستان کا ساتھ دیا۔ ملک کے غداروں کی وجہ سے سی پیک منصوبے کی راہ میں کئی رکاوٹیں کھڑی ہوئیں چین جیسے عظیم دوست ملک پر بے بنیاد الزامات لگائے گئے، حالانکہ یہ گیم چینجر منصوبہ ہے جس کی تکمیل کے ذریعے بلوچستان سے غربت، بے روزگاری اور معاشی بدحالی کا خاتمہ ہوسکتا ہے کیونکہ اس میں فراہمی آب سے لے کر فنی تعلیم و تربیت اور ہنرمندی کے منصوبے شامل ہیں۔ اس اسپیشل منصوبے کے تحت ملک بھر میں نو اسپیشل اکنامک زونز تعمیر ہونگے جن کی بدولت نہ صرف ٹیکنالوجی کی منتقلی ممکن ہوگی بلکہ صنعتی اشتراک عمل اور مقامی پیداوار میں اضافہ ہوگا جبکہ زراعت کی ترقی کے مشترکہ منصوبوں سے غذائی تحفظ کو بھی یقینی بنایا جاسکے گا، محب وطن بلوچ عوام کو اب یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ بلوچ قوم کی نسل کشی کے ذمہ دار کون لوگ ہیں۔؟ وہ لوگ جو اس ترقی کی راہ میں مشکلات کھڑی کر کے بلوچستان اور بلوچ قوم کو اپنے مفادات کے یرغمال بنائے ہوئے ہیں۔؟ یا کہ پھر ریاست اور وہ ریاستی منصوبے جو بلوچستان کی قسمت بدلنے والے ہیں۔؟ فیصلہ بلوچ عوام کے ہاتھ میں ہے۔ کہ وہ ملک دشمن ایجنٹوں کی جھوٹی کہانیوں سے متاثر ہوکر ریاست اور ریاستی اداروں کے خلاف سازشوں، جلسوں اور دھرنوں کا حصہ بنتے ہیں یا پھر ریاست اور ریاستی اداروں کا ساتھ دیتے ہیں۔؟ یاد رکھیے گا دشمن ممالک کی گود میں بیٹھ کر ڈالروں کے عوض پاکستان کو بدنام کرنے والے محب وطن نہیں ہوسکتے۔

''ایف سی بلوچستان (ساؤتھ) کی قابل ستائش خدمات''

ایف سی (فرنٹ ئیر کور) بلوچستان کا قیام 2017ء میں عمل میں لایا گیا، اس فورس کو تشکیل دینے کا مقصد پاکستان کے جنوب مغربی حصے میں افغانستان اور ایران کے ساتھ ملک کی سرحدوں کی نگرانی اور صوبہ بلوچستان میں امن وامان کو برقرار رکھنے کے ساتھ ساتھ داخلی اور سرحدی سلامتی کے علاوہ قومی اور عسکری اہمیت کے منصوبوں کو بھی تحفظ فراہم کرنا تھا۔ اس فورس نے ان سات سالوں میں نہ صرف خود کو منظم کیا بلکہ اپنی افرادی قوت کو پیشہ ورانہ تربیت دی، سرحدی علاقوں کی حفاظت اور امن وامان کی بحالی کی اپنی بنیادی ذمہ داریوں کو انتہائی بہترین اور موثر انداز میں پورا کیا۔ لوگوں کی فلاح و بہبود تعلیم کے فروغ، صاف پانی کی فراہمی، صحت کی سہولیات اور مختلف اوقات میں آنے والے قدرتی آفات میں اور بالخصوص سی پیک جیسے میگا پراجیکٹس کی حفاظت اور دہشت گردی کے خاتمے کے لیے قابل ستائش خدمات سرانجام دی ہیں۔ جن میں سے چند ایک کا ذکر، رواں سال ایف سی بلوچستان (ساؤتھ) کی جانب سے بلوچستان کے مختلف علاقوں میں طبی سہولیات فراہم کرنے کے لیے 20 سے زائد فری میڈیکل کیمپس کا انعقاد کیا گیا۔ یہ میڈیکل کیمپس کیچ، دشت، ہوشاب، پنجگور، خاران، دالبندین اور نوکنڈی کے دور دراز علاقوں میں لگائے گئے، جن میں 7646 سے زائد مریضوں کا مفت طبی معائنہ، مختلف لیب ٹیسٹ کرنے کے ساتھ ساتھ ادویات بھی فراہم کی گئیں۔ اس وقت ایف سی بلوچستان (ساؤتھ) کے زیر اہتمام 10 ایف سی پبلک اسکولز چلائے جارہے ہیں جن میں 561 طلباء کو مفت تعلیم فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ صوبے کے دور دراز علاقوں سے تعلق رکھنے والے 87 طلباء کو ہاسٹل کی سہولت بھی مفت فراہم کی جارہی ہے۔ ضلع خاران میں اسپیشل بچوں کے لیے اپنی نوعیت کا اسپیشل چلڈرن سکول قائم کیا گیا ہے جس میں اس وقت 45 خصوصی بچے زیر تعلیم ہیں۔ ایف

سی کے زیر اہتمام چلنے والے ان سکولوں میں 230 اساتذہ اور 90 انتظامی عملہ کام کر رہا ہے جو کہ مقامی آبادی کے پڑھے لکھے افراد کے لیے روزگار کا موثر ذریعہ بھی ہے۔ اس کے علاوہ یونیورسٹی آف تربت کے 16 مستحق طلباء کو تعلیمی وظائف بھی دیئے جا رہے ہیں۔ یونیورسٹی آف تربت کو 6 بسیں فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ طلباء اور اساتذہ میں 100 سے زائد لیپ ٹاپ کی تقسیم اور 65 کلاس رومز میں ائیر کنڈیشن نصب کرنا بھی شامل ہے۔ جنوبی بلوچستان کے مختلف سکولوں کی مرمت، ڈیجیٹل کمپیوٹر لیب کا قیام، لائبریریوں کے لیے کتابوں کی فراہمی اور طلباء کے لیے مطالعاتی دورے بھی شامل ہیں۔ رواں ماہ میں ایف سی بلوچستان (ساؤتھ) کی جانب سے ہوشاب کے علاقہ ڈانڈا اور مشکی چاہ میں فری میڈیکل کیمپس کا انعقاد کیا گیا جس میں 80 مرد 380 خواتین اور 80 بچوں سمیت 540 افراد کا طبی معائنہ کرنے کے ساتھ مفت ادویات بھی فراہم کی گئیں، مشکی چاہ میں ایف سی بلوچستان کی جانب سے ایک روزہ فری طبی میڈیکل کیمپ لگایا گیا جس میں 244 مریضوں کا چیک اپ کیا گیا جس میں 75 مرد 105 خواتین اور 64 بچے شامل ہیں۔ خواتین کے چیک اپ کے لیے خصوصی انتظامات کیے گئے، اس ایک روزہ فری میڈیکل کیمپ میں لیڈی ڈاکٹر اور میڈیکل سٹاف کو بذریعہ ہیلی کاپٹر کوئٹہ سے مشکی چاہ لایا گیا۔ ایف سی بلوچستان نے کھیلوں کے حوالے سے شاندار خدمات انجام دیتے ہوئے صوبے کے مختلف علاقوں میں کھیلوں کے میدان سجائے ضلع پنجگور کے علاقہ پروم میں فٹ بال ٹورنامنٹ کا انعقاد کیا گیا، جس میں مقامی ٹیموں نے حصہ لیا۔ اسی طرح 19 جون سے 04 جولائی تک پاک افغان سرحدی شہر برابچہ میں کرکٹ ٹورنامنٹ منعقد کیا گیا جس میں ٹوٹل 8 ٹیموں نے حصہ لیا، یہ ٹورنامنٹ مسلسل پندرہ روز جاری رہا۔ گوادر میں بین الاقوامی کھیلوں کی سرگرمیوں کا آغاز کیا گیا جس میں پاکستان ہینڈ گلائیڈرز اینڈ پیرا گلائیڈنگ ایسوسی ایشن (PHPA) نے خوبصورت ساحلی شہر گوادر میں پیرا گلائیڈنگ جمپ پیڈز کے کامیاب ٹیسٹ کیے، پی ایچ پی اے کا پہلی بار گوادر کے مشہور پاکستان پوائنٹ پر جمپ پیڈ کا کامیاب تجربہ کیا۔ ایف سی بلوچستان

(ساؤتھ) کی زراعت کے شعبہ میں گراں قدر خدمات قابل ستائش ہیں، رواں ماہ میں آئی جی ایف سی اور ضلعی انتظامیہ کا ضلع کیچ کی تحصیل دشت میں مقامی کاشتکاروں کے ساتھ گرینڈ جرگہ کا انعقاد کیا گیا جس میں Green Pakistan Initiative پروگرام کے تحت علاقے میں زرعی شعبے کی ترقی اور رواں کیچ میں 793 ٹیوب ویل لگائے جانے کا اعلان کیا گیا اس کا مقصد دشت کی غیر آباد زرعی زمین کے لیے پانی کی فراہمی کو یقینی بنانا ہے جس سے مقامی کسانوں کی پیداواری صلاحیت اور ذریعہ معاش میں قابل قدر بہتری ہوگی۔ Green Pakistan Initiative کے تحت علاقے میں ٹیوب ویلوں کی کھدائی اور جدید سولر سسٹم کے نظام کی فراہمی بھی شامل ہے جو موجودہ موسم میں نصب کیے جائیں گے، جو مقامی کسانوں کو درپیش پانی کی کمی کو پورا کر کے غیر آباد زرعی زمینوں کو قابل کاشت بنائے گا۔ ایف سی بلوچستان (ساؤتھ) کا یہ اقدام پائیدار زراعت اور کسانوں کو معاشی طور پر بااختیار بنانے کی جانب ایک اہم قدم ہے، جو مقامی کسانوں کے لیے طویل مدتی فوائد یقینی بنائے گا۔ ایف سی بلوچستان نے مختلف اوقات میں آنے والی قدرتی آفات میں صوبائی حکومت کی ہر ممکن مدد کی، لوگوں کو بچایا بھی اور بر وقت ریلیف بھی فراہم کیا۔ بحالی کے کاموں میں اپنے تمام تر وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے لوگوں کی شاندار خدمت کی اعلیٰ مثال قائم کی ہے دو سال قبل جب طوفانی بارشوں اور سیلاب کی وجہ سے بلوچستان کے طول و عرض میں بڑے پیمانے پر تباہی پھیلی، جنوبی بلوچستان میں کھجور کی فصل کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا۔ ذرائع آمدورفت شدید متاثر ہوا، ان حالات میں ایف سی نے منظم اور فعال انداز میں بہترین خدمات انجام دی ہیں۔ اس کے علاوہ پولیو مہم اور مردم شماریوں کی ٹیموں کو فرائض کی انجام دہی کے لیے سازگار ماحول مہیا کیا اور تمام تر ممکنہ سہولتیں فراہم کیں۔ بلاشبہ اسمگلنگ ملکی اقتصادیات کے لیے ناسور سے کم نہیں، اسمگلنگ کے ناسور نے ملکی معیشت کو بھاری نقصان پہنچایا ہے۔ بلوچستان میں اسمگلنگ کی روم تھام کے لیے ایف سی اور قانون نافذ کرنے والے اداروں نے کامیاب انسداد اسمگلنگ آپریشنز کیے ہیں، ماشکیل، تفتان بارڈر، تربت

اور پنجگور اسمگلنگ کرنے والے نیٹ ورک کو موثر طریقے سے ناکام بناتے ہوئے اسمگلروں سے آٹا، چینی، یوریا، چاول، نان کسٹم پیڈ گاریاں، نارکوٹکس اور ممنوعہ اشیاء سمیت غیر ملکی کرنسی پکڑی جس کی مالیت تقریباً دس ارب روپے ہے۔ بلاشبہ ملک کی بقاء وسلامتی ہو یا دہشت گردی کے سائے ہوں یا پھر کسی بھی قسم کی قدرتی آفات، ایف سی (ساؤتھ) نے ملکی اور عوامی خدمت میں اپنا بھرپور کردار ادا کیا ہے۔

’’گرین پاکستان انیشیٹو پروگرام! ساؤتھ بلوچستان‘‘

زراعت کو جدید خطوط پر استوار کرنے کے لیے خصوصی سرمایہ کاری کونسل نے گرین پاکستان انیشیٹو پروگرام کا انعقاد کیا۔گرین پاکستان انیشیٹو کے تحت 70 لاکھ ہیکٹرز سے زائد غیر کاشت شدہ اراضی کو استعمال کرتے ہوئے جدید زرعی فارمنگ کو فروغ دیا جا رہا ہے ۔جس پر ملکی وغیر ملکی سرمایہ کاروں نے تقریباً 6 لاکھ ایکٹر زمین پر کاشت کے لیے معاہدے کیے ہیں۔ پاکستان ایک زرعی ملک ہے اور زراعت اس کی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ پاکستان میں زراعت واحد شعبہ ہے جس سے بڑے پیمانے پر لوگوں کا روزگار وابستہ ہے۔اس وقت ضرورت ہے کہ اس شعبے پر خصوصی طور پر توجہ دی جائے کیونکہ اس سے ملکی معاشی صورت حال میں بہتری آئے گی۔زراعت کو جدید خطوط پر استوار کرنے ،بنجر زمین کو کاشت کے قابل بنانے اور لوگوں کو روزگار فراہم کرنے کے لیے 2023ء میں پاک فوج کے تعاون سے وطن عزیز میں زرعی انقلاب لانے کے لیے ایک بڑے منصوبے ’’گرین پاکستان انیشیٹو‘‘ کا اعلان کیا گیا، اور اگست 2023 میں (ساؤتھ) بلوچستان میں شروع کیا گیا۔ بیرونی سرمایہ کاری سے شروع ہونے والا یہ منصوبہ ملکی معاشی استحکام کا ضامن اور زرعی انقلاب کی نوید ہے۔اس گرین پاکستان (سبز انقلاب) کے خواب کی تعبیر کا سہرا آرمی چیف جنرل عاصم منیر کے سر ہے اور یہ بنیادی طور پر انہی کا انیشیٹو ہے۔اس حوالے سے جنوبی بلوچستان کے علاقہ دشت میں ایک لاکھ ایکٹر زرعی زمین پر اس پائلٹ پراجیکٹ (آزمائشی منصوبے) کا آغاز کیا گیا ابتدائی طور پر یہ منصوبہ دو مراحل میں شروع کیا گیا تھا، پہلے مرحلے میں نومبر، دسمبر 2023 میں 800 ایکٹر زمین کے لیے پانی کی فراہمی کے لیے 40 سولر ٹیوب ویلز لگائے گئے جس میں اس زرعی زمین سے 80 فیصد گندم جبکہ 20 فیصد تربوز کی فصل کاشت کی گئی۔ دوسرے مرحلے میں 1660 ایکٹر زمین کے لیے

83 سولر ٹیوب ویلز لگائے گئے ۔ ابتدائی طور پر یہ منصوبہ 2200 ایکٹر زمین کے لیے تھا مگر مقامی لوگوں کے اصرار پر مزید سولر ٹیوب ویلز لگائے گئے جس کی وجہ سے 10 فیصد پیاز جبکہ 65 فیصد کپاس کی فصل کاشت کی جارہی ہے ۔95 فیصد بنجر زمین کو ہموار کر کے 2460 ایکٹر زمین کو کاشت کاری کے قابل بنایا گیا ہے ۔اس وقت تک 123 سولر ٹیوب ویلز لگائے جاچکے ہیں ۔جن سے پہلے اور دوسرے مرحلے میں ساؤتھ بلوچستان کے 110 سے زائد خاندانوں نے ان سہولیات سے استفادہ حاصل کیا ہے ۔ایف ایف سی سکھر کے تعاون سے ایف سی بلوچستان (ساؤتھ) کی جانب سے مقامی کسانوں کو ضرورت کے مطابق کھاد کی فراہمی رواں ماہ ،اگست 2024ء میں شروع ہوجائے گی ۔ایف سی بلوچستان (ساؤتھ) نے ہمیشہ کی طرح عوامی خدمت کا حق ادا کرتے ہوئے مقامی کسانوں کو زمین ہموار کرنے ، سولر ٹیوب ویل کی فراہمی ،کنوؤں کی کھدائی ،کاشت کاری میں مدد اور ایف ایف سی سے رعایتی نرخوں پر کھاد کی دستیابی تک ہر جگہ بھرپور تعاون کیا ہے۔ دشت میں پری فیب اسٹوریج شیڈ تعمیر کیا جارہا ہے ۔(پری فیب اسٹوریج شیڈ سٹیل کے ڈھانچے کی عمارت کو کہتے ہیں جو انتہائی مضبوط اور پائیدار ہوتی ہے ،جس میں تیز ہواؤں ، برف باری اور زلزلوں کو برداشت کرنے کی طاقت ہوتی ہے) پہلی بار ساؤتھ بلوچستان میں ایگریکلچر مال کا قیام عمل میں لایا جارہا ہے اس کے علاوہ تربت ،پنجگور ،آواران اور خضدار میں مزید 3-4 ایگریکلچر مالز بنائے جارہے ہیں ۔جن میں مقامی کسانوں کو مذکورہ سہولیات فراہم کی جارہی ہیں ۔کھاد اور بیج کی فراہمی ۔کیڑے مار ادویات ۔تکنیکی ماہرین کے ذریعے مشورے ۔کسانوں کے لیے کرایہ پر مشینری ۔ڈرون ٹیکنالوجی سپرے مشینیں ۔ساؤتھ بلوچستان میں کاٹن جننگ فیکٹری کا قیام عمل میں لایا جارہا ہے فیکٹری مالک کی جانب سے جگہ کا انتخاب مکمل کرلیا گیا ہے اس وقت اس کا Feasibility Process جاری ہے ۔ڈیزل کے کاروبار پر آبادی کے انحصار کے پیش نظر مقامی لوگوں کی زرعی صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کے لیے اور ان کے

مفادات کو مدنظر رکھتے ہوئے ، اس میگا پراجیکٹ کو ساؤتھ بلوچستان کی تحصیلوں ، مند ، بلیدہ ، تربت ، ہوشاب ، پنجگور اور خاران تک پھیلایا جا رہا ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اس منصوبے سے فائدہ پہنچ سکے اور بے روزگاری کا خاتمہ ہو سکے ۔ Green Pakistan Initiative پروگرام کا مقصد لوگوں میں سماجی اقتصادی ترقی اور اقتصادی سرگرمیوں کو پیدا کرنا ہے اور مقامی لوگوں کو روزگار کے متبادل ذرائع فراہم کرنا ہے تاکہ ڈیزل کے کاروبار سے ملکی خزانے پر پڑنے والے بوجھ کو کم کیا جا سکے ۔ اس وقت بلوچستان کے علاقہ دشت میں 2600 ایکٹر رقبہ میں صرف دوسرے مرحلے کی پروجیکشن سے 110 سے زائد خاندان مستفید ہوئے ہیں اس پائلٹ پراجیکٹ (آزمائشی منصوبے) کی تکمیل کے ساتھ ہی سال 2027ء تک 1500 خاندان اس منصوبے کی وجہ سے ہونے والی ترقی کے ثمرات سے مستفید ہوں گے ۔ مالی سال 2024-2025 میں گرین پاکستان انیشیٹو پروگرام کے تحت کاشت کاری کے حوالے سے منصوبے اور ان پر آنے والے اخرجات کی تفصیلات کے مطابق چار سے پانچ ارب روپے صرف ایف سی بلوچستان (ساؤتھ) کے علاقوں میں خرچ کیا جا رہا ہے جو کہ علاقے کی زرعی تقدیر بدل دے گا ۔ Green Pakistan Initiative پروگرام کے تحت دشت اور پنجگور میں موجودہ ریسرچ سنٹر کی اپ گریڈیشن میں تقریباً 200 ملین خرچ کیے جائیں گے جبکہ دشت اور پنجگور میں کسانوں کے لیے آسان اقساط پر ٹریکٹر اور مشینری کی خریداری میں تقریباً 500 ملین خرچ کیے جائیں گے ۔ رعایتی نرخوں پر کیڑے مار ادویات کی بروقت فراہمی کے ساتھ پھل اور سبزیوں کے لیے منڈی تک رسائی بھی اس پروگرام کا لازمی حصہ ہے ۔ اس میگا پراجیکٹ کے آغاز پر مقامی کسانوں نے پاک فوج اور بالخصوص ایف سی بلوچستان (ساؤتھ) کی خدمات پر انہیں خراج تحسین پیش کیا ہے ۔ مقامی کسانوں کا کہنا تھا کہ ہم اپنی زمینوں پر کاشتکاری کرنے کے قابل نہیں تھے ۔ ہمیں سولر ٹیوب ویلز اور کھاد فراہم کی گئی ، پہلے لوگ یہاں بے روزگاری کی

وجہ سے نقل مکانی کر کے چلے گئے تھے لیکن اب واپس اپنے اپنے علاقوں میں آنا شروع ہو گئے ہیں۔ پاک فوج اور ایف سی بلوچستان (ساؤتھ) کے اقدامات سے جہاں ان علاقوں میں ترقی کی شرح میں اضافہ ہوا ہے، وہیں لوگوں کو روزگار ملنے سے خوش حالی بھی آرہی ہے۔ ''گرین پاکستان انیشیٹو'' منصوبے کی کامیابی کی ضمانت میں پاک فوج کا اشتراک شامل ہے۔ ایف سی بلوچستان (ساؤتھ) کا کردار انتہائی قابل ستائش ہے۔ پاکستان میں زراعت کے شعبے سے جڑے افراد اس پروگرام کو اہم سمجھتے ہیں۔ ماہرین کی رائے میں اگر اس منصوبے میں جدید طریقوں کو اختیار کیا جاتا ہے تو یہ نہ صرف بنجر زمین کے لیے فائدہ مند ہوگا بلکہ پاکستان کے لیے بھی سود مند رہے گا۔ آرمی چیف نے بنجر زمینوں کو لہلہاتے کھیتوں میں بدلنے کا جو مشن شروع کیا ہے وہ ملک کی ضرورت اور قوم کی خوشحالی کا راستہ ہے۔ اب جب کہ حکومت اور فوج کی مشترکہ کوششوں سے معیشت سنبھل رہی ہے، ضرورت اس امر کی ہے کہ ترقی کے اس تسلسل کو بریک نہ لگنے دی جائے۔

بلوچستان امن اور ترقی

''تحریک آزادی میں بلوچستان کا کردار''

صوبہ بلوچستان پاکستان کا اہم ترین اور رقبہ کے اعتبار سے سب سے بڑا صوبہ ہے۔ جدوجہد آزادی میں بلوچستان کا کردار پاکستان کے کسی بھی دوسرے خطے سے کم نہیں پاکستان ایک گلدستہ کی مانند ہے اور بلوچستان اس گلدستے کا انتہائی خوبصورت اور خوشبودار پھول ہے۔ بلوچستان کے لوگ پاکستان سے والہانہ محبت کرتے ہیں حصول پاکستان کے لیے بلوچستان کے مشاہیر کی خدمات نے تاریخ پر ان مٹ نقوش ثبت کیے۔ تقسیم ہند کے وقت قلات ،لسبیلہ،مکران اور خاران کے حکمرانوں نے انگریز حکومت کی طرف سے آزاد رہنے کی پیش کش کو اپنے پاؤں سے ٹھوکر ماردی اور قائداعظم محمد علی جناح کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے پاکستان سے الحاق کر لیا۔ قائداعظم جب خان آف قلات سے ملنے گئے تو خان معظم نے انہیں سونے میں تولا اور اپنی ریاست کے وسائل اور فوج کو قائداعظم کے استعمال میں دینے کی پیش کش کی۔ خان معظم ،میر احمد یار خان، خان آف قلات کو قائداعظم اور پاکستان سے اتنا لگاؤ تھا کہ انہوں نے قائداعظم سے کہا کہ ''اگر خدانخواستہ پاکستان نہ بن پایا تو آپ بے شک قلات کا نام پاکستان رکھ دیجئے گا'' افسوس کہ آج بلوچستان کے حوالے سے تاریخی حقائق کو مسخ کر کے نئی نسل کے سامنے پیش کیا جارہا ہے۔ پاکستان 14 اگست 1947 کو معرض وجود میں آیا لیکن قلات کا الحاق 27 مارچ 1948 کو ہوا اور اس کے پیچھے ایک مکمل کہانی ہے۔ 1940 میں جب قرارداد پاکستان منظور ہوئی تو قاضی عیسیٰ بلوچستان کی نمائندگی کر رہے تھے۔ انہوں نے اس قرارداد کی بھرپور حمایت کی جس نے بالآخر قیام پاکستان کی راہ ہموار کی۔ تاریخی طور پر دیکھا جائے تو پاکستان کو ملنے والا بلوچستان تین قسم کے علاقوں پر مشتمل تھا۔ سب سے پہلے، اس علاقے کی ایک لمبی پٹی تھی جو بلوچستان کو افغانستان اور شمال مغربی سرحدی صوبے (خیبر پختونخوا) سے الگ کرتی تھی۔ یہ دونوں علاقے براہ راست انگریزوں کے زیر انتظام تھے اور اس علاقے کا مقصد بلوچ قبائل کو ان کے پڑوسیوں سے الگ تھلگ کرنا تھا۔ دوسری بات یہ کہ کچھ اضلاع ایسے تھے، جنہیں

خان آف قلات نے لیز پر دیا تھا۔اس وقت کے چیف کمشنر کے پاس ان لیز پر دیئے گئے اضلاع اور براہ راست اپنے زیر انتظام پٹی کا کنٹرول تھا۔تیسرا وہ علاقہ تھا جس پر سرداروں کا کنٹرول تھا، ان سرداروں کا انگریز حکومت کے ساتھ معاہدہ تھا۔وہ داخلی طور پر آزاد تھےلیکن ان کے بیرونی تعلقات حکومت ہند کے زیر کنٹرول تھے۔خان آف قلات نے قائداعظم اور پاکستان سے اپنی والہانہ محبت کا ثبوت دیتے ہوئے پاکستان میں شمولیت کا اعلان کر دیا۔اس اعلان کے فوراً بعد کانگریس کے وفاداروں اور تنخواہ دار دشمنوں نے بلوچستان میں پاکستان کے خلاف مسلح بغاوت کی سازشیں شروع کر دیں۔الحاق کے بعد 16 مئی 1948 کو خان قلات کے بھائی عبدالکریم خان نے پاکستان کے خلاف بغاوت کا اعلان کرتے ہوئے افغانستان کے علاقے شوراوک کو اپنا ہیڈ کوارٹر بنالیا۔مگر دوسری طرف خان آف قلات میر احمد یار خان نے ایک اشتہار جاری کر کے بلوچ قوم سے اپیل کی کہ ''عبدالکریم خان'' ان کی مرضی ومنشا کے خلاف پاکستان کا باغی ہوگیا ہےاس لیے اس کی کوئی مدد اور معاونت نہ کی جائے۔لیکن پرنس عبدالکریم کو بھارت کی مکمل شہہ تھی اس لیے وہ افغانستان سے مدد اور اسلحہ لے کر بلوچستان میں داخل ہوگیا۔اس وقت اس کی فوج کی تعداد ایک ہزار سے بھی زیادہ تھی جس پر افواج پاکستان نے بریگیڈر محمد اکبر خان کی قیادت میں بھارت اور ظاہر شاہ کی اس سازش کو ناکام بناتے ہوئے ان کا حملہ پسپا کر دیا۔آج اس صوبے کو لہولہو کرنے کے لیے بھارتی خفیہ ایجنسیوں کے لوگ پیش پیش ہیں۔آج شدت پسند بلوچ تحریکیں اوران کے نام نہاد لیڈر جیسا کہ ڈاکٹر ماہ رنگ بلوچ،سمی دین بلوچ اور ماما قدیر اسی سازش کا حصہ ہیں جو بھارت کے ان ایجنٹوں اوران کے اجداد نے 1947ء میں پنڈت نہرو کی زیر قیادت کام کرنے والی آل انڈیا سٹیٹ پیپلز کانفرس کے تحت کیا تھا۔تاریخ کے ان اوراق کو بلوچ عوام کے سامنے لانا ضروری ہوگیا ہے کیونکہ یہ ملک دشمن ایجنٹ دراصل خان آف قلات کے اس لیے خلاف تھے کہ وہ اپنے بھائی عبدالکریم خان جس کی افغانستان کے ظاہر شاہ خاندان سے قریبی رشتہ داری تھی کی پاکستان کے خلاف سازش میں شریک نہیں ہوئے تھے۔خان آف قلات کسی صورت اس سازش کا حصہ نہیں بن

سکتے تھے کیونکہ وہ ایک محب وطن انسان اور قائداعظم کے قریبی ساتھی تھے۔تحریک آزادی پاکستان میں بلوچ نواب حضرات کا بڑا اہم کردار ہے جسے کسی صورت فراموش نہیں کیا جاسکتا آج شدت پسند اور ریاست مخالف عناصر کی جانب سے بلوچستان کے حوالے سے بے بنیاد پروپیگنڈا تاریخ کو مسخ کرنے کی ناکام کوشش ہے۔خان آف قلات نے اپنی خوشی کے ساتھ پاکستان سے الحاق کیا تھا ۔بلوچستان الحاق کے معاملے میں ہمیشہ سے منفی پراپیگنڈا کر کے نئی نسل کو گمراہ کیا گیا ہے۔حالانکہ ریاست پاکستان نے ہمیشہ بلوچستان اور بلوچ قوم سے اسی طرح محبت کی ہے جس طرح بانی پاکستان محمد علی جناح کیا کرتے تھے۔آپؒ نے 4فروری1948 کو سبی دربار میں تقریر کے دوران فرمایا تھا:''آپ سب کو علم ہے کہ میرا بلوچستان کے ساتھ تعلق ایک طویل عرصے پر محیط ہے۔جب میں پلٹ کر ان ایام پر نظر ڈالتا ہوں۔جب اس صوبے کے عوام نے میرے ساتھ شانہ سے شانہ ملا کر جدوجہد آزادی میں حصہ لیا تو مجھے ایک گونہ اطمینان ہوتا۔اپنے مقاصد کے حصول کے لیے آپ نے پاکستان کے دیگر صوبوں کے بھائیوں کے مقابلے میں کچھ کم حق ادا نہیں کیا۔''18ویں آئینی ترمیم سے بلوچستان کو ملنے والے حقوق اور وسائل میں اضافہ کیا گیا اور وفاقی اور صوبائی حکومتوں کے میگا پروجیکٹس بلوچستان کی سماجی اور معاشی ترقی میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔بلوچستان کے لوگوں اور ریاست کے درمیان رشتہ کمزور کرنے کی کوششوں سے وہ ترقیاتی منصوبے متاثر ہو سکتے ہیں جو اس صوبے کی پسماندگی ،افلاس اور محرومی کا خاتمہ کر سکتے ہیں ۔شر پسند اور ریاست مخالف عناصر بلوچستان کے حوالے سے ریاست پاکستان کے خلاف بے بنیاد پروپیگنڈا کر کے بلوچ نوجوان نسل کو گمراہ کر کے ریاست کا باغی بنا رہے ہیں۔ان کا مقصد بلوچستان میں دہشت گردی،انتہا پسندی اور بدامنی کو فروغ دینا ہے۔تاریخ سے واقف لوگ جانتے ہیں کہ بلوچستان کے عوام پاکستان کا حصہ بننے کی خواہش رکھتے تھے۔افسوس کہ آج چند لوگ اپنے آباؤاجداد کے وطن پرستی کے راستے کو چھوڑ کر غداروں کے بہکاوے میں آ کر ملک دشمنی کی راہوں پر چل پڑے ہیں۔تاہم بلوچستان کے غیور عوام دشمن کی ایسی ناپاک سازش کو ناکام بنانے کا بھرپور عزم رکھتے ہیں۔

”ڈی سی ذاکر بلوچ شہید اور دہشت تنظیموں کا منفی پراپیگنڈا“

بلوچستان امن اور ترقی

شہید ڈپٹی کمشنر پنجگور ذاکر بلوچ ایک محب وطن انسان تھے جن کی اولین ترجیح پاکستان اور صرف پاکستان تھا۔صوبہ بلوچستان شرح خواندگی کے حوالے سے پاکستان میں سب سے نچلی سطح پر اور پسماندگی میں سب سے اوپر ہے، ایسے مشکل ترین حالات میں ذاکر بلوچ نے زندگی کی جنگ لڑی ،جس میں وہ کامیاب ہوئے اور ڈپٹی کمشنر کے عہدے پر فائز ہوئے ۔ان کا تعلق بلوچستان کے ضلع کیچ کے علاقہ تربت میں آبسر سے تھا۔انہوں نے میٹرک تک تعلیم تربت سے حاصل کی اس کے بعد ایف جی کالج کوئٹہ سے ایف ایس سی کی۔ 2009ء میں ہائر ایجوکیشن کی جانب سے سکالرشپ کے لیے امتحان میں حصہ لیا اور مکران ڈویژن میں پہلی پوزیشن حاصل کی۔یونیورسٹی آف ٹیکنالوجی لاہور سے پٹرولیم انجینئرنگ کی ڈگری حاصل کی اور پھر ایک ملٹی نیشنل کمپنی میں انجینئر کی حیثیت سے ملازمت اختیار کی۔2016-17 کے سیشن میں مقابلے کے امتحان میں حصہ لیا اور بلوچستان سول سروس کے لیے منتخب ہوئے۔ذاکر بلوچ بلوچستان کے مختلف علاقوں میں اسسٹنٹ کمشنر اور ایڈیشنل کمشنر کی حیثیت سے فرائض سرانجام دینے کے بعد پہلی مرتبہ افغانستان سے قریبی سرحدی ضلع قلعہ عبداللہ کے بطور ڈپٹی کمشنر تعینات ہوئے۔ضلع پنجگور میں بطور ڈپٹی کمشنر ان کی دوسری تقرری تھی۔وہ ایک انتہائی مہربان ،تجربہ کار اور لوگوں کی خدمت کے جذبے سے سرشار آفیسر تھے ان کی ہمیشہ یہ کوشش ہوتی تھی کہ وہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کی خدمت کریں۔وہ صوبہ بلوچستان میں امن کا سورج طلوع ہوتا دیکھنا چاہتے ،وہ نوجوانوں کے ہاتھوں میں بندوقوں کے بجائے قلم دیکھنا چاہتے تھے۔انہیں شاید علم نہیں تھا کہ دشمن ان پر نظریں جمائے بیٹھا ہے۔دہشت گرد تنظیمیں اور ان کے سہولت کار وطن عزیز میں بدامنی اور دہشت گردی کو پھیلانے کے لیے ہر وقت تیار بیٹھے ہیں اور محب وطن لوگ ان کا پہلا ٹارگٹ ہیں۔ڈپٹی

کمشنر ذاکر بلوچ 12 اگست کو تین دیگر افراد کے ہمراہ دو گاڑیوں میں مغرب سے کچھ دیر پہلے ضلع کونسل پنجگور کے چیئرمین اور نیشنل پارٹی کے رہنما عبدالمالک صالح، ان کے چھوٹے بھائی ولید صالح اور ڈرائیور کے ساتھ کوئٹہ سے پنجگور کے لیے جا رہے تھے کہ مستونگ کے علاقہ کھڈ کوچہ کے قریب مسلح دہشت گرد گھات لگائے بیٹھے تھے جن کو معلوم تھا کہ ذاکر بلوچ گزرنے والے ہیں۔عبدالمالک صالح بتاتے ہیں کہ جب وہ کھڈ کوچہ کے قریب پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ مسلح دہشت گردوں کی ایک بڑی تعداد نے روڈ بلاک کر کے دو تین ٹرک روک رکھے تھے۔خطرہ محسوس ہوتے ہی جیسے گاڑیوں کو واپس موڑنے کی کوشش کی گئی تو اچانک مسلح دہشت گردوں نے گاڑی کے سامنے آ کر اندھا دھند فائرنگ شروع کر دی جس سے وہ اور ذاکر بلوچ شدید زخمی ہوئے اور ذاکر بلوچ زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے مرتبہ شہادت پر فائز ہوئے۔کالعدم دہشت گرد تنظیموں اور ان کی سہولت کاروں کا ڈپٹی کمشنر ذاکر بلوچ کی شہادت کا الزام ریاست اور ریاستی اداروں پر لگانا انتہائی شرمناک اور افسوس ناک امر ہے۔دہشت گرد تنظیموں اور ان کے سہولت کاروں کی جانب سے ایسے بے بنیاد الزامات محض ریاست اور ریاستی اداروں کو بدنام کرنے کی گھناؤنی سازش کے سوا کچھ نہ ہیں۔وزیراعظم پاکستان میاں محمد شہباز شریف نے ڈپٹی کمشنر ذاکر بلوچ کی شہادت پر گہرے دکھ اور افسوس کا اظہار کیا،شہید کے درجات کی بلندی اور سوگوار خاندان کے لیے صبر جمیل کی دعا کی۔وزیر اعلیٰ بلوچستان سرفراز بگٹی،کور کمانڈ کوئٹہ لیفٹیننٹ جنرل راحت نسیم احمد خان اور آئی جی ایف سی بلوچستان میجر جنرل بلال سرفراز خان شہید ڈپٹی کمشنر ذاکر بلوچ کے گھر پہنچے، جہاں انہوں نے شہید کے والد سے ملاقات کی اور ان کے بیٹے کی شہادت پر تعزیت کی اور کہا کہ شہید حکومت بلوچستان کے ایک باصلاحیت نوجوان آفیسر تھے،شہید ذاکر بلوچ کی قربانی وطن کے لیے مشعل راہ ہے جسے کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔شہید نے اپنے فرض کو مقدم رکھا، ان کی خدمات کو ہمیشہ سنہرے حروف میں یاد رکھا جائے گا۔اس

موقع پروزیراعلیٰ بلوچستان سرفراز بگٹی نے کہا کہ ذاکر بلوچ صرف اپنے خاندان کا اثاثہ نہیں تھے بلکہ وہ اپنے صوبے اور ملک کے لیے بھی قیمتی اثاثہ تھے۔انہوں نے کہا کہ دہشت گردوں نے ہمارے ملک کے ایک بڑے اثاثے کو بڑی بے دردی کے ساتھ شہید کر دیا، دہشت گرد ہمارے ملک میں امن وامان کو خراب کر کے خانہ جنگی پیدا کرنا چاہتے ہیں جو کبھی بھی کامیاب نہیں ہوسکتے۔وزیراعلیٰ بلوچستان سرفراز بگٹی نے کہا کہ ذاکر بلوچ سمیت بلوچستان کی ترقی وخوشحالی میں کردار ادا کرنے اور قربانی دینے والے شہدا کے لواحقین کو تنہا نہیں چھوڑیں گے ان کو سنبھالیں گے۔ذاکر بلوچ کی اہلیہ کو سرکاری نوکری دینے اور ان کے بچوں کی تعلیمی اخراجات برداشت کرنے اور ہوشاب میں سرکاری کالج شہید ڈپٹی کمشنر کے نام سے منسوب کرنے کا اعلان کیا۔مزید انہوں نے کہا کہ صوبائی حکومت ذاکر بلوچ کی خدمات کے عوض ان کو 23 مارچ کے اعلیٰ سویلین ایوارڈ دلوانے کے لیے صدر پاکستان کو سفارشات بھیج دی ہیں۔اس موقع پر کور کمانڈر کوئٹہ لیفٹیننٹ جنرل راحت نسیم احمد خان اور آئی جی ایف سی بلوچستان ساؤتھ میجر جنرل بلال سرفراز خان نے کہا کہ ہماری مسلح افواج دہشت گردی کے خاتمے کے لیے پرعزم ہے، دہشت گردی کے خاتمے کے لیے ہمارے بہت سے جوانوں اور اعلیٰ افسران نے قربانیاں دی ہیں، ہم ان شہداء کو خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔پاک فوج اور سیکورٹی فورسز دہشت گردی کو ختم کرنے کے لیے پرعزم ہے اور ہمارے بہادر شہدا کی قربانیاں ہمارے عزم کو تقویت دیتی ہیں۔ہمارے سیکورٹی ادارے جان ہتھیلی پر رکھ کر ملک کی حفاظت کے لیے چوکنا رہتے ہیں۔جلد ہی دہشت گرد اپنے انجام کو پہنچ جائیں گے۔شہید ذاکر بلوچ جیسے لوگ ملک وقوم کا قیمتی سرمایہ ہوتے ہیں۔ان کی شہادت ایک ناقابل تلافی نقصان ہے، ہم شہید کے درجات کی بلندی کے لیے دعا گو ہیں اور لواحقین کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ذاکر بلوچ کی شہادت پر بلوچستان کی اعلیٰ سیاسی وسماجی شخصیات نے انتہائی دُکھ اور غم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ہم شہید کی قربانی کو کبھی نہیں

بھولیں گے اور اتحاد کی طاقت سے دہشت گردوں کا خاتمہ کریں گے۔ دہشت گرد پہلے بے گناہ لوگوں کو خود مارتے ہیں اور پھر ان کا الزام ریاست اور ریاستی اداروں پر لگا دیتے ہیں۔ ایک اور محب وطن ذاکر بلوچ سبز ہلالی پرچم کا مقدس کفن پہنے وطن سے محبت کا حق ادا کر گیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی شہادت کو قبول فرمائے اور اس ملک سے دہشت گردی کا خاتمہ فرمائے۔ آمین۔ ڈپٹی کمشنر ذاکر بلوچ کو ضلعی انتظامیہ، اعلیٰ افسران سیکڑوں سوگواراں کی موجودگی میں تربت کے قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

بلوچستان امن اور ترقی

بلوچستان !تعلیم یافتہ نوجوان دہشت گرد تنظیموں کا نشانہ

بلوچستان امن اور ترقی

بلوچستان، جو اپنی تاریخ، ثقافت، اور جغرافیائی اہمیت کے لحاظ سے پاکستان کا ایک اہم صوبہ ہے، آج ایک سنگین بحران سے دوچار ہے۔ دہشت گرد تنظیمیں یہاں کے تعلیم یافتہ نوجوانوں کو نشانہ بنا کر انہیں اپنے مقاصد کے لیے استعمال کر رہی ہیں۔ یہ صورتِ حال نہ صرف صوبے کے امن و امان کے لیے ایک بڑا چیلنج ہے بلکہ ملک کے مستقبل کے حوالے سے بھی تشویش کا باعث ہے۔ کسی بھی قوم کی ترقی میں نوجوانوں کا کردار ہمیشہ سے مرکزی رہا ہے۔ تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ جب بھی کسی ملک نے ترقی کی منازل طے کیں، اس کے پیچھے نوجوانوں کی محنت، ذہانت اور قربانی کا بڑا ہاتھ تھا۔ نوجوان کسی بھی قوم کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ وہ قوموں کو ترقی کی راہ پر گامزن کرتے ہیں اور معاشرتی تبدیلیوں کے لیے محرک ثابت ہوتے ہیں۔ اسی لیے دشمن عناصر اور دہشت گرد تنظیمیں اب نوجوانوں کو اپنا نشانہ بنا رہی ہیں تاکہ انہیں اپنے مذموم مقاصد کے لیے استعمال کیا جا سکے۔ پاکستان میں دہشت گردی کی جڑیں گہری ہوتی جا رہی ہیں، اور اس کے پیچھے دشمن ممالک کی پراسرار سازشیں اور منظم منصوبہ بندی ہے۔ شروع میں دہشت گرد تنظیموں نے مدارس کے غریب طلباء کو اپنے جال میں پھنسایا۔ ان غریب طلباء کو جنت کی جھوٹی امیدیں دلا کر، دہشت گردی کی کارروائیوں میں شامل کیا گیا۔ جب یہ بات سامنے آئی کہ کچھ مدارس کے طلباء دہشت گردی میں ملوث ہیں تو حکومتی اداروں نے ان کی نگرانی بڑھا دی۔ اس کی وجہ سے دہشت گردوں نے اپنی حکمت عملی میں تبدیلی کی اور اب وہ یونیورسٹیوں اور کالجوں کے تعلیم یافتہ نوجوانوں کو اپنے نیٹ ورک میں شامل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ دہشت گرد تنظیموں نے نوجوانوں کے لیے جھوٹے خواب تخلیق کیے ہیں، جن میں بیرون ملک اعلیٰ تعلیم، ملازمت، اور نیشنلٹی کے مواقع شامل ہیں۔ ان خوابوں کے پیچھے چھپی حقیقت نہایت خوفناک ہے۔ بلوچستان میں ہونے والی حالیہ دہشت گردانہ کارروائیوں

میں ملوث زیادہ تر افراد جدید تعلیم یافتہ نوجوان ہیں۔ یہ دہشت گرد تنظیمیں ایک منظم منصوبہ بندی کے تحت نوجوانوں کی برین واشنگ کر کے انہیں اس حد تک جذباتی بناتی ہیں کہ وہ اپنے ہی ملک اور قوم کے خلاف ہتھیار اٹھا لیتے ہیں۔ بلوچستان میں شدت پسند تنظیموں نے سوشل میڈیا کا بھرپور استعمال کیا ہے۔ سوشل میڈیا کے ذریعے یہ تنظیمیں تعلیم یافتہ نوجوانوں کو ہدف بناتی ہیں۔ نوجوان، جو اپنی جوانی کے جوش اور جذباتیت کے باعث جلدی متاثر ہو جاتے ہیں، ان تنظیموں کے جھوٹے وعدوں کا شکار ہو کر ان کی سازشوں کا حصہ بن جاتے ہیں۔ سوشل میڈیا پر پھیلائی جانے والی پروپیگنڈا مہم کے ذریعے نوجوانوں کے ذہنوں کو مسموم کیا جاتا ہے۔ ان کے اندر ریاست اور ریاستی اداروں کے خلاف نفرت پیدا کی جاتی ہے، اور انہیں یہ باور کرایا جاتا ہے کہ وہ اپنے اعمال کے ذریعے قوم کی خدمت کر رہے ہیں۔ ایک اہم پہلو جو دہشت گرد تنظیموں کی حکمت عملی کا حصہ ہے، وہ نوجوانوں کی نفسیات پر حملہ کرنا ہے۔ یہ تنظیمیں نوجوانوں کو جذباتی طور پر متاثر کرتی ہیں، ان کے ذہنوں میں نفرت کے بیج بوتی ہیں، اور پھر انہیں اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرتی ہیں۔ ان تنظیموں کی برین واشنگ کا عمل اس قدر منظم ہے کہ وہ نوجوانوں کو اس حد تک قائل کر دیتی ہیں کہ وہ اپنے ہی بھائیوں کا خون بہانے کو بھی ایک مذہبی فریضہ سمجھنے لگتے ہیں۔ دہشت گرد تنظیموں نے اپنی حکمت عملی کو مزید مضبوط بنانے کے لیے خواتین کو بھی شامل کرنا شروع کیا ہے۔ بلوچستان میں شاری بلوچ اور سمیعہ قلندرانی جیسے اعلیٰ تعلیم یافتہ خواتین کو ریاست اور ریاستی اداروں کے خلاف استعمال کیا گیا۔ ان خواتین کو جھوٹی کہانیاں سنا کر اس قدر قائل کر دیا گیا کہ وہ خودکش حملوں کے لیے تیار ہو گئیں۔ ان حملوں میں نہ صرف چینی باشندے بلکہ کئی بے گناہ پاکستانی بھی اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ نوجوانوں کو دہشت گردی کی طرف راغب کرنے کے لیے ایک اور حربہ جو استعمال کیا جا رہا ہے وہ ہے ''نارکو ٹیرر''۔ یہ ایک ایسی حکمت عملی ہے جس میں نوجوانوں کو بے خوف اور احساسات سے عاری کرنے کے لیے نشہ آور ادویات کا استعمال کرایا جاتا ہے۔ ان ادویات کی مدد سے نوجوانوں

کے اندر کے انسانی احساسات کو ختم کر دیا جاتا ہے اور انہیں بے خوفی کے ساتھ خطرناک کارروائیوں کے لیے تیار کیا جاتا ہے۔ بلوچستان کی حالیہ صورتحال پر نظر ڈالی جائے تو ہمیں یہ نظر آتا ہے کہ دہشت گرد تنظیموں نے سوشل میڈیا کے ذریعے تعلیم یافتہ نوجوانوں کو گمراہ کرنے کے لیے منظم کوششیں کی ہیں۔ ان تنظیموں کا مقصد نہ صرف نوجوانوں کو اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرنا ہے بلکہ ان کے ذریعے بلوچستان میں عدم استحکام پیدا کرنا ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے یہ تنظیمیں نہ صرف نوجوانوں کو برین واش کرتی ہیں بلکہ انہیں مالی امداد، بیرون ملک ملازمت اور تعلیم کے مواقع کے جھوٹے خواب دکھا کر اپنے جال میں پھنساتی ہیں۔ یہ دہشت گرد تنظیمیں نوجوانوں کی ذہن سازی کے ساتھ ساتھ ان کے اندر بے حسی اور نفرت کے بیج بوتی ہیں۔ انہیں اس بات پر قائل کرتی ہیں کہ ان کی کارروائیاں ایک مقدس فریضہ ہیں۔ اس عمل میں یہ تنظیمیں نہ صرف نوجوانوں کو بلکہ ان کے خاندانوں کو بھی نقصان پہنچاتی ہیں۔ بلوچستان میں حالیہ دہشت گردانہ کارروائیوں کے بعد یہ بات سامنے آئی ہے کہ ان تنظیموں نے سینکڑوں نوجوانوں کی زندگیاں تباہ کی ہیں۔ بلوچ طالب علموں کا کہنا ہے کہ وہ شدت پسند تنظیموں کا حصہ نہیں بننا چاہتے، لیکن انہیں مختلف طریقوں سے بلیک میل کیا جاتا ہے۔ دہشت گردوں کے سہولت کار انہیں بلیک میل کر کے اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ اگر وہ انکار کرتے ہیں تو انہیں اغوا کر لیا جاتا ہے اور پھر مار کر ان کی لاشوں کو پہاڑوں پر پھینک دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد ان کے بارے میں یہ پروپیگنڈا کیا جاتا ہے کہ وہ ''مسنگ پرسن'' ہیں اور ان کی گمشدگی کا الزام ریاستی اداروں پر ڈال دیا جاتا ہے۔ اس صورتِ حال میں والدین کی ذمہ داری اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ والدین کو چاہیے کہ وہ اپنے بچوں کی حرکات و سکنات پر نظر رکھیں، خصوصاً ان کے موبائل اور انٹرنیٹ کے استعمال کے حوالے سے۔ اگر مستونگ آپریشن میں مارا جانے والا دہشت گرد آصف نیچاری کے والدین اگر اس کی سرگرمیوں پر نظر رکھتے تو شاید انہیں یہ دن نہ دیکھنا پڑتا، آصف نیچاری کے والدین اپنے بیٹے کی سرگرمیوں سے ناواقف تھے۔

”بلوچستان! امن وخوشحالی کی طرف گامزن“

صوبہ بلوچستان میں مٹھی بھر دہشت گرد تنظیموں اور ان کے سہولت کاروں نے بدامنی اور انتشار کو فروغ دے رکھا ہے۔حالیہ حملوں میں ان درندوں نے جس طرح نہتے شہریوں،خواتین اور بچوں کو نشانہ بنایا ہے۔تشدد کا اندھا دھند استعمال کی یہ حکمت عملی جنگی اور انسانی حقوق کے قوانین کی سراسر خلاف ورزی ہے۔ان دہشت گردوں نے ثابت کیا کہ وہ نہ صرف بلوچستان اور بلوچ قوم کے دشمن ہیں بلکہ وہ انسانیت کے بھی دشمن ہیں۔اللہ تعالیٰ ایسے افراد کو سخت نہ پسند فرماتا ہے جو اس کی مخلوق کو تکالیف میں مبتلا کرتے ہیں۔سورۃ المائدہ آیت 33 میں ارشاد ربانی ہے۔”اللہ کی زمین پر فتنہ وفساد پھیلانے والے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دشمن ہیں گویا ایسے فسادی لوگ مخلوق سے ہی نہیں بلکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے بھی برسرپیکار جنگ ہوتے ہیں۔بدامنی،فتنہ فساد پھیلانے والوں کے لیے دُنیا میں بھی سزا رکھی گئی ہے اور آخرت میں بھی ان کا ٹھکانہ جہنم ہوگا“ الحمد للہ! بلوچستان میں حالیہ دہشت گردی کے حملوں میں سیکورٹی فورسز کی جوابی کاروائی میں تمام دہشت گرد جہنم کا ایندھن بن چکے ہیں۔ایک مسلمان ہونے کے ناطے ہمارے لیے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات منیارہ نور مشعل راہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔فرمان مصطفی ﷺ ہے کہ ”انسان اللہ کا کنبہ ہیں اور اللہ کو اپنے بندوں میں سب سے زیادہ وہ محبوب ہے جو اس کے کنبے کے ساتھ اچھا سلوک کرے“(مشکوۃ) ارشاد باریٰ تعالیٰ ہے کہ ”جس شخص نے کسی ایک انسان کی جان بچائی گویا اس نے پوری انسانیت کو بچایا“ اور جس نے کسی ایک انسان کو ناحق قتل کیا گویا اس نے پوری انسانیت کو قتل کیا۔یاد رکھیے گا کہ ان دہشت گردوں کا کوئی مذہب نہیں ہوتا یہ صرف دہشت گرد ہوتے ہیں۔آج دہشت گردی کے خاتمے کے لیے غیور بلوچ قوم کو ہر خوف وخطر کو بالائے طاق رکھتے ہوئے متحد ہونا ہوگا ریاست اور ریاستی اداروں کا ساتھ دینا ہوگا کیونکہ اتحاد کی طاقت سے ہم اندرونی وبیرونی دشمنوں کا مقابلہ کرسکتے ہیں۔دہشت گردی کے خلاف جاری اس میں جنگ میں

نوجوانوں کو اپنا بھرپور کردار ادا کرنا ہوگا کیونکہ کسی بھی قوم و ملک کی کامیابی و ناکامی، فتح و شکست میں نوجوانوں کا اہم کردار ہوتا ہے۔ ہر انقلاب چاہے وہ سیاسی ہو یا اقتصادی، معاشرتی سطح کا ہو یا ملکی سطح کا سبھی میدانوں نوجوانوں کا کردار نہایت اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔اسی لیے آج تعلیم یافتہ نوجوان ان دہشت گرد تنظیموں کا نشانہ ہیں جس کا تفصیلی ذکر میں اپنے گذشتہ کالم میں کر چکا ہوں ۔آج نوجوان نسل کو سب سے زیادہ توجہ اپنی تعلیم پر دینا ہوگی کیونکہ ''قلم'' تلوار سے زیادہ طاقتور ہے۔کسی بھی معاشرے کی ترقی کے لیے دیکھا جاتا ہے کہ وہاں کی تعلیم کی شرح کیا ہے۔کیونکہ پڑھے لکھے لوگ ہی ایک صحت منداور باشعور معاشرہ تشکیل دیتے ہیں۔تعلیم یافتہ نوجوانوں کو چاہیے کہ وہ کالجز اور یونیورسٹیز سطح پر دہشت گردی کے نقصانات کے موضوع پر سمینار کا اہتمام کریں اور سوشل میڈیا پر انجان لوگوں سے گفتگو کرنے سے پرہیز کریں،اور اپنے اردگرد ماحول پر نظر رکھیں کوئی مشکوک سرگرمی نظر آنے کی صورت میں ملک محافظ اداروں سے رابطہ کریں۔غیور بلوچ عوام ان مشکل حالات کا ہمت سے مقابلہ کریں اور مایوس نہ ہوں، بہت جلد یہ مٹھی بھر دہشت گرد اپنے انجام کو پہنچ جائیں گے۔کیونکہ اب ریاست اور ریاستی اداروں نے دہشت گردی کو ختم کرنے کا تہیہ کرلیا ہے، اب ریاست کی طرف سے خواتین کے پیچھے چھپ کر دہشت گردی کرنے والوں کو کسی قسم کی رعایت نہیں دی جائے گی۔ان مٹھی بھر دہشت گردوں اور ان کے سہولت کاروں نے ''مسنگ پرسن'' کے نام پر بلوچ عوام کو ریاست اور ریاستی اداروں کے خلاف منفی پراپیگنڈا کے ذریعے بہت گمراہ کیا ہے۔ان ملک دشمن عناصر نے نوجوانوں کے ہاتھوں سے کتابیں چھین کر ہتھیار پکڑا دیئے ہیں اور انہیں عام شہریوں سے دہشت گرد بنا دیا ہے۔یاد رکھیے گا کہ فرد، ادارے اور قوم کی زندگی میں نشیب و فراز آتے رہتے ہیں، کٹھن حالات اور مشکلات اگرچہ پرخار اور پرخطر قومی سفر کے لازمی حصے ہیں لیکن یہ چیلنجز وقتی اور عارضی ہوتے ہیں۔ہمیں ناامید اور مایوس ہونے کی ضرورت نہیں۔ہم نے نوجوانوں کی شراکت سے یہ ثابت کرنا ہے کہ ہم مضبوط اعصاب کے مالک ہیں، ہم خطرات مول لینے کی شاندار تاریخ رکھتے ہیں، ہم ہر قسم کے بحرانوں سے نکلنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور اب

ہم نئے جذبہ وولولہ کے ساتھ ایک روشن اور خود مختار مستقبل کے لیے پر عزم قوم ہیں۔ریاست اب یہ فیصلہ کر چکی ہے کہ ملک دشمنوں سے کوئی بات نہیں ہوگی،دہشت گردی کو ختم کرنے کا وقت آ پہنچا ہے ۔دہشت گروں کے لیے ملک میں کوئی جگہ نہیں ہے،اس سلسلے میں دی گئی قربانیاں رائیگاں نہیں جائیں گی۔دہشت گردوں کا مقصد پاکستان میں خلفشار پیدا کرنا ہے،اور بلوچستان میں اس کی ترقی کے لیے کیے جانے والے اقدامات میں رخنہ ڈالنا ہے۔افواج پاکستان کے سربراہ جنرل سید عاصم منیر بار بار برملا کہہ چکے ہیں کہ دہشت گردوں کو پاک سرزمین پر دوبارہ قدم جمانے کا موقع ہرگز نہیں دیا جائے گا۔اس امر میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ پاک فوج کے بہادر سپوتوں نے ہر موقعے پر جرات کے ساتھ دہشت گردوں کے مذموم عزائم کو ناکام بنایا ہے۔ریاست بلاشبہ پوری طاقت سے دہشت گردی کے خلاف نبرد آزما ہے۔اب وقت آ چکا ہے کہ قوم 1965ء والے جذبے کے ساتھ دہشت گردی کے خلاف جاری اس جنگ میں ریاست اور پاک فوج کا ساتھ دے،یاد ہوگا کہ کس طرح پاکستانی افواج نے پاکستانی قوم کے اعتماد پر پورا اترتے ہوئے اپنے ملک کی سرحدوں کا بھرپور دفاع کیا تھا اور اپنے سے کئی گناہ بڑے دشمن کو شکست فاش سے دوچار کیا۔اس جنگ کے دوران پوری قوم کا جذبہ قابل تعریف رہا،ہمیں آج ایک بار پھر انہیں جذبوں کی ضرورت ہے۔الحمدللہ دہشت گردی کے خلاف جاری اس جنگ میں ہم فتح یاب ہو چکے ہیں۔دشمن اپنی چالوں میں بری طرح ناکام ہوا ہے،بلوچستان اس وقت امن وخوشحالی کی راہ پر گامزن ہے۔غیور بلوچ عوام نے ان دہشت گرد تنظیموں اور ان کے سہولت کاروں کو مسترد کر دیا ہے کیونکہ انہیں واضح ہو چکا ہے کہ یہ لوگ انہیں اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرتے ہیں۔بلوچ عوام کل بھی پاکستان سے محبت کرتی تھی،آج بھی کرتی ہے اور ہمیشہ کرتی رہے گی۔مٹھی بھر دہشت گرد ان کے دلوں سے وطن کی محبت نہیں نکال سکتے۔آخر میں دہشت گردی کی اس جنگ میں قربانیاں دینے والے پاک فوج اور بالخصوص ایف سی بلوچستان (ساؤتھ) اور دیگر فورسز کے شہداء کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ جنہوں نے ہمارے کل پر اپنا آج قربان کر دیا۔

”بلوچستان! دہشتگرد تنظیمیں اور خواتین کا استعمال“

بلوچستان امن اور ترقی

اللہ تعالیٰ نے صنف نازک کو بے شمار خوبیوں سے نوازا ہے، جذباتی فطرت کی وجہ سے یہ جلد بہکاوے میں آجاتی ہے، مغرب نے عورت کی اسی کمزوری کا ناجائز فائدا اٹھا کر ہمیشہ اس کا استعمال اور استحصال کیا ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ غیر مسلم اقوام نے عورت پر جس قدر ظلم وستم روا رکھے ہیں، شاید اپنے معاشرے کی کسی اور صنف پر اتنے مظالم انہوں نے نہ ڈھائے ہوں۔ کہیں اسے میراث سے محروم کیا گیا، کہیں اسے اپنے شوہر کی چتا میں جلایا گیا، کہیں اسے سوسائٹی میں جانوروں سے بھی بدترین زندگی گزارنے پر مجبور کیا گیا۔ مغربی معاشروں میں آج بھی عورت کو اپنے مذموم مقاصد کے لیے استعمال کیا جاتا ہے، اپنی دہشت، وحشت کو قائم رکھنے کے لیے معصوم بچوں کو قتل کروانا اور خواتین کو بطور ڈھال استعمال کرنا فراعین مصر کا شیوہ ہے۔ آج بلوچستان میں، بلوچ قوم کے حقوق کا دعوئ کرنے والے دہشت گردوں نے اپنے ناپاک مقاصد کے لیے خواتین کا استعمال کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ وہ نہ تو بلوچ ہیں اور نہ ہی مسلمان ہیں، وہ صرف دہشت گرد ہیں۔ دشمن ممالک اور ان کے ایجنٹ ایک طویل مدت سے بلوچستان کے امن وامان کو نشانہ بنائے ہوئے ہیں، جن کا مقصد بلوچستان کی ترقی کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کرنا ہیں، کیونکہ سی پیک منصوبے کی وجہ سے بلوچستان ”گوادر“ عالمی نگاہوں کا مرکز بن چکا ہے، الحمدللہ! بلوچستان ترقی اور خوشحالی کی راہ پر گامزن ہو چکا ہے، یہی وجہ ہے کہ جب سے سی پیک کا معاہدہ ہوا امریکہ اور بھارت اس پر اپنے شدید تحفظات ظاہر کرتے نظر آئے ہیں۔ امریکہ سمجھتا ہے کہ سی پیک منصوبے کی تکمیل سے نہ صرف پاکستان داخلی طور پر مستحکم ہوگا بلکہ وہ اس کی دسترس اور اثر سے نکل جائے گا تو دوسری جانب چین کو بڑی اقتصادی قوت بننے سے روکا نہیں جا سکے گا جبکہ بھارت

کی آنکھ میں سی پیک اس لیے کھٹک رہا کہ وہ سمجھتا ہے کہ نیوکلیئر پاور بننے کے بعد دفاعی حوالے سے وہ پاکستان کو چیلنج نہیں کرسکتا تو سی پیک پایہ تکمیل پر پہنچنے کے بعد پاکستان کی اہمیت وحیثیت بڑھے گی اور ترقی کی دوڑ میں وہ بھارت کو پیچھے چھوڑ دے گا۔ یہی وجہ ہے کہ امریکی آشیر باد سے بھارت اور افغانستان دہشت گردی اور شدت پسندی کو ہوا دے رہے ہیں، اس پر جنرل حمید گلؒ نے سالوں پہلے بالکل درست فرمایا تھا کہ نائن الیون بہانہ، افغانستان ٹھکانہ اور پاکستان نشانہ ہے۔ بھارت پاکستان کو اندرونی طور پر غیر مستحکم کرنے کے لیے علیحدگی پسند اور شدت پسند تنظیموں کو اسلحہ اور فنڈز فراہم کرتا ہے جس سے دہشت گرد تنظیمیں ڈاکٹر ماہ رنگ بلوچ اور سمی دین بلوچ جیسے اپنے سہولت کاروں کی وساطت سے بلوچ عوام کو ریاست کے خلاف من گھڑت، بے بنیاد پراپیگنڈے کے ذریعے گمراہ کررہی ہیں، بالخصوص تعلیم یافتہ نوجوان نسل جن میں خواتین بھی شامل ہیں جن کو قومیت اور آزادی کے نام پر جذباتی کرکے خودکش بمبار بنایا جارہا ہے۔ دہشت گرد تنظیمیں باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت تعلیم یافتہ نوجوانوں کو نشانہ بناتی ہیں، انہیں یہ باور کرایا جاتا ہے کہ ریاست انہیں، ان کے حقوق نہیں دے رہی۔ پھر ان نوجوانوں کو بیرون ممالک میں اعلیٰ تعلیم، ملازمت اور نیشنلٹی جیسے جھوٹے خواب دیکھا کر اپنے ساتھ شامل کرلیا جاتا ہے، اور انہیں پہاڑوں پر موجود دہشت گردی کے کیمپوں میں تربیت کے لیے بھیج دیا جاتا ہے، دوسری طرف دہشت گردوں کی پراکسی، نام نہاد بلوچ یک جہتی کمیٹی اور ڈاکٹر ماہ رنگ بلوچ، سمی دین بلوچ جیسے ملک دشمن عناصر ان دہشت گردوں کو ''لاپتہ'' افراد کا ٹائٹل دیکر ان کی خواتین کو یہ بتا کر کہ ان کے پیاروں کو ریاست نے جبری گمشدہ کیا ہے، اس منفی پراپیگنڈا کے ذریعے گمراہ کرکے سڑکوں پر لے آتیں ہیں۔ جہاں احتجاج اور دھرنوں میں ان خواتین کے ہاتھوں میں اپنے عزیز اوقاب کی تصاویر اور ریاست مخالف پلے کارڈ پکڑا کر بین الاقوامی انسانی حقوق کی تنظیموں کی توجہ اور فنڈنگ حاصل کی جاتی ہے، اور ساتھ یہ تاثر دیا جاتا ہے کہ خدانخواستہ پاکستان

ایک دہشت گرد ملک ہے۔ایسا کرنے کے لیے ڈاکٹر ماہ رنگ بلوچ، سی دین بلوچ جیسے ایجنٹ، دشمن ممالک سے لاکھوں ڈالرز وصول کرتے ہیں۔میں اپنے متعدد کالمز میں ان حقائق کو تحریر کر چکا ہوں کہ ''مسنگ پرسن'' کے نام پر دیئے جانے والے دھرنے، احتجاج درحقیقت نئے دہشت گردوں کے لیے بھرتی سنٹرز ہیں جہاں پر دہشت گرد تنظیموں کے سہولت کار نوجوانوں کو ریاست اور ریاستی اداروں کے مظالم کے حوالے سے جھوٹی کہانیاں سنا کر گمراہ کرتے ہیں، ان کی اس حد تک برین واشنگ کی جاتی ہے کہ وہ اپنے ہی بھائیوں کے خون بہانے کو جہاد سمجھنے لگ جاتے ہیں۔احتجاج کے نام ملکی املاک کو نقصان پہنچایا جاتا ہے، توڑ پھوڑ کی جاتی ہے۔ریاست اور ریاستی اداروں کو بدنام کرنے کے لیے بے گناہ افراد کا قتل کیا جاتا ہے، جس طرح بلوچستان میں دہشت گردی کے حالیہ واقعات میں کئی بے گناہ افراد کے ساتھ ساتھ کئی سیکورٹی فورسز کے جوانوں کو بھی شہید کیا گیا۔ریاست جب دہشت گردوں کے خلاف ایکشن لیتی ہے تو ان کے سہولت کار خواتین کو ڈھال بنا کر ریاست کو بلیک میل کرتے ہیں۔دہشت گرد تنظیمیں یہ جانتی ہیں کہ ریاست پاکستان اور ریاستی ادارے ہمیشہ خواتین کا احترام کرتے ہیں، اسی بات کا فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ بزدل خواتین کو فرنٹ پر رکھتے ہیں۔خواتین یہ کب سمجھیں گی کہ ان کے پیچھے چھپ کر وار کرنے والے ان کے حقوق کے محافظ نہیں ہو سکتے۔دہشت گرد تنظیموں نے خواتین کو قومیت کے نام پر جذباتی کر کے، انہیں بلیک میل کر کے خودکش بمبار بنا کر ان کی دنیا و آخرت تباہ کی اور کئی نسلوں کو برباد کیا ہے۔اپنے مذموم مقاصد کے لیے بے گناہ بچوں، بوڑھوں اور خواتین کا قتل کرنے والی دہشت گرد تنظیمیں کسی بھی صورت بلوچ عوام اور بلوچستان کی خیر خواہ نہیں ہوسکتی۔بلوچستان کی تاریخ بتاتی ہے کہ یہاں کے بہادر مرد دوسری اقوام کی خواتین کی حفاظت کرتے تھے، آج عورت کے آنچل کے پیچھے چھپ کر دہشت گردی کو انجام دینے والے بہادر نہیں بلکہ بزدل ہیں۔خواتین کو اپنے مقاصد اور مفادات کے لیے استعمال کرنا

اور ان کا استحصال کرنا مغربی معاشروں کی ریت ہے، دور حاضر میں یورپ، امریکہ اور دوسرے تجارتی ممالک میں عورت ایک ایسی گری پڑی مخلوق ہے جو صرف اور صرف تجارتی اشیاء کی خرید وفروخت کے لیے استعمال ہوتی ہے۔اور آج بلوچستان میں دہشت گرد تنظیمیں خواتین کو بطور ڈھال استعمال کررہی ہیں ۔ دین اسلام میں عورت کو اتنا اونچا مقام مرتبہ حاصل ہوا ہے جو اسے پہلے کسی ملت میں حاصل نہیں ہوا تھا اور نہ کوئی امت اسے پاسکی، اللہ تعالٰی سے دعا ہے کہ وہ ہماری ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کو گمراہی سے بچائے۔آمین۔

''دہشت گرد تنظیمیں! اسمگلنگ اور بھتہ خوری''

بلوچستان امن اور ترقی

بلاشبہ اسمگلنگ اور بھتہ خوری ملکی اقتصادیات کے لیے ناسور سے کم نہیں ،جس نے ملکی معیشت کو بھاری نقصان پہنچایا ہے۔ پاکستان میں منشیات کی اسمگلنگ اور بھتہ خوری سے دہشت گرد تنظیموں کی فنانسنگ کا تخمینہ تیس ارب کے لگ بھگ ہے۔ بلوچستان ایک مدت سے اندرونی و بیرونی دشمنوں کی سازشوں کا شکار ہے، بلوچ قوم کے حقوق کا دعویٰ کرنے والی شدت پسند تنظیموں نے اس کے امن کو تباہ کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی۔ ان دہشت گرد تنظیموں نے بلوچستان میں خون کی وہ ہولی کھیلی ہے کہ جس کی تاریخ میں شاید ہی کوئی مثال ملتی ہو۔ پاکستان کئی دہائیوں سے دہشت گردی کے خلاف اندرونی اور بیرونی جنگ لڑ رہا ہے۔ کسی بھی ملک کی معیشت کو دہشت گردی کی بالواسطہ اور بلاواسطہ دونوں طرح کی قیمت ادا کرنا پڑتی ہے۔ یہ قیمت انسانی ہلاکتیں، زرمبادلہ کا نقصان، سرکاری وغیر سرکاری عمارتوں اور انفراسٹرکچر کو پہنچنے والا نقصان، فیکٹریوں اور کھڑی فصلوں کا نقصان، اقتصادی سرگرمیوں میں رکاوٹ، سرمایہ کاری میں کمی، ترقیاتی کاموں کو آگے بڑھانے میں ناکامی ، بے روزگاری اور دیگر کی صورت میں ادا کرنا پڑتی ہے۔ پاکستان نے دہشت گردی کی عفریت کو شکست دینے کے لیے بھاری قیمت ادا کی ہے، بڑی قربانیاں دی ہیں۔ جس میں افسران ،سیکورٹی فورسز کے جوانوں سمیت ہزاروں پاکستانی شہید ہوئے ہیں، جن میں ہماری مائیں، بہنیں ،بزرگ اور بچے بھی شامل ہیں۔ بلوچستان میں دہشت گرد تنظیموں نے عوام کے سامنے مسخ شدہ حقائق پیش کر کے انہیں ریاستی مظالم کی جھوٹی کہانیاں سنا کر ریاست کا باغی بنایا۔ تعلیم یافتہ نوجوان طبقہ جن میں خواتین کی بھی کثیر تعداد شامل ہے قومیت اور نام نہاد آزادی پر ان کے ہاتھوں میں اسلحہ تھما کر فساد کو جہاد کا نام دے کر اپنوں کے ہاتھوں اپنوں کا قتل کروایا، اور اپنے مالی وسائل کے لیے اغواء برائے تاوان، اسمگلنگ اور بھتہ خوری جیسے جرائم کو انجام دیا۔ دہشت گردی، اسمگلنگ اور بھتہ خوری بظاہر تین مختلف درحقیقت باہم جڑے ہوئے جرائم ہیں۔ یہ تینوں ایک دوسرے کے لیے

تقویت کا باعث بنتے ہیں۔ دہشت گردی، اسمگلنگ اور بھتہ خوری کا ایک دوسرے سے گہرا واسطہ ہونے کے بارے میں یہ نتیجہ اخذ کرنا غلط نہ ہوگا کہ اسمگلنگ اور بھتہ خوری سے بڑے پیمانے پر رقوم حاصل کرتے ہوئے دہشت گردی کے لیے وسائل پیدا کیے جاتے ہیں۔ جن کا ایک بڑا حصہ دہشت گرد تنظیمیں تعلیم یافتہ نوجوان طبقے کو گمراہ کرنے کے لیے اپنے سہولت کاروں پر استعمال کرتی ہیں جو ان خوارج کو میڈیا اور انسانی حقوق کی تنظیموں کے سامنے اپنے حقوق کی جنگ لڑنے والے مجاہد بنا کر پیش کرتے ہیں اور دوسری طرف ان دہشت گرد تنظیموں کی پراکسی بلوچ یک جہتی کمیٹی، ڈاکٹر ماہ رنگ بلوچ اور سمی دین بلوچ جیسے ملک دشمن ایجنٹ ان دہشت گردوں کو مسنگ پرسن بنا کر منفی پراپیگنڈے کے ذریعے ریاست اور ریاستی اداروں کو بدنام کرتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ مسنگ پرسن کے نام پر کیے جانے والے احتجاج اور دھرنے دہشت گردوں کے بھرتی سنٹرز ہیں جن میں لوگوں کی برین واشنگ کر کے انہیں جذباتی بنا کر اپنے مذموم مقاصد کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ اسمگلنگ اور بھتہ خوری سے حاصل ہونے والا پیسہ دہشت گردوں کی تربیت اور ہتھیاروں کی خریداری پر استعمال ہوتا ہے۔ دہشت گرد اسمگلنگ اور بھتہ خوری کا مکروہ دھندہ کرنے کے لیے سیکورٹی فورسز، عام شہریوں اور سرکاری املاک کو نشانہ بناتے ہیں تا کہ بدامنی پھیلی رہی اور یہ کھل کر ان جرائم کو انجام دے سکیں کیونکہ پرامن حالات میں ان جرائم کو انجام دینا ممکن نہیں ہوتا۔ دہشت گردوں کا اصل نشانہ بلوچستان کا امن اور خوشحالی ہے جس کو سبوتاژ کرنے کے لیے بدامنی اور انتشار کو فروغ دیا جارہا ہے کیونکہ امن خوشحالی کو جنم دیتا ہے اور خوشحالی ترقی کو، بلوچستان کی ترقی ہی اس وقت دشمن ممالک کو ہضم نہیں ہورہی بالخصوص سی پیک منصوبہ جس کا فیز ٹو اس وقت تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔ سی پیک منصوبے کی وجہ سے "گوادر" اس وقت عالمی نگاہوں کا مرکز بن چکا ہے، بلوچستان ترقی اور خوشحالی کی راہ پر گامزن ہوچکا ہے، یہی وجہ ہے کہ جب سے سی پیک کا معاہدہ ہوا امریکہ اور بھارت اس پر اپنے شدید تحفظات ظاہر کرتے نظر آئے ہیں۔ امریکہ کو علم ہے کہ سی پیک منصوبے کی تکمیل سے نہ صرف پاکستان داخلی طور پر مستحکم ہوگا بلکہ وہ اس کی دسترس اور اثر سے نکل جائے گا تو

بلوچستان امن اور ترقی

دوسری جانب چین کو بڑی اقتصادی قوت بننے سے روکا نہیں جاسکے گا جبکہ بھارت کی آنکھ میں سی پیک اس لیے کھٹک رہا ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ نیوکلیئر پاور بننے کے بعد دفاعی حوالے سے وہ پاکستان کو چیلنج نہیں کرسکتا تو سی پیک پایہ تکمیل پر پہنچنے کے بعد پاکستان کی اہمیت وحیثیت بڑھے گی اور ترقی کی دوڑ میں وہ بھارت کو پیچھے چھوڑ دے گا، اسی لیے آج ملک دشمن عناصر ترقیاتی منصوبوں اور ان پر کام کرنے والی مشینری کو نقصان پہنچا رہے ہیں، ٹھیکیداروں اور عام لوگوں سے زبردستی بھتہ وصول کرتے ہیں، انکار پر انہیں قتل کردیا جاتا ہے۔ اس بات کے ٹھوس شواہد موجود ہیں کہ بلوچستان میں منشیات سمیت دیگر ممنوعہ اشیاء کی اسمگلنگ اور بھتہ خوری میں دہشت گرد تنظیمیں ملوث ہیں۔ اسمگلنگ کے بارے شرعی حکم، اسمگلنگ کرنا اور اسمگلر سے سامان خریدنا دونوں کام ناجائز و گناہ ہیں۔ امام اہل سنت احمد رضا خانؒ فرماتے ہیں کہ ''اسمگلنگ کرنا یا اسمگلنگ کا مال بیچنا اور خریدنا اس لیے ناجائز ہے کہ یہ ملک کے قانون کے خلاف ہے اور مسلمان کو خلاف قانون کوئی کام کرنا جائز اس لیے کہ خلاف قانون کوئی کام کرنے جب پکڑا جائے گا تو پہلے جھوٹ بولے گا، اگر جھوٹ سے کام نہ چلا تو رشوت دے گا، رشوت سے بھی کام نہ چلا تو سزا ہوگی، جس سے اس کی بے عزتی ہے۔ مسلمان کوئی ایسا کام ہی نہ کرے جس سے جھوٹ بولنا یا رشوت دینا پڑے یا جس سے اس کی بے عزتی ہو''۔ دہشت گرد تنظیمیں لوگوں سے بزور طاقت پیسہ لیتی ہیں جیسے ''بھتہ خوری'' کہا جاتا ہے۔ شریعت میں بھتہ خوری کی سخت ممانعت اور یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد پاک ہے ''اے ایمان والو! باطل طریقے سے آپس میں ایک دوسرے کا مال نہ کھاؤ'' باطل طریقے سے مراد وہ طریقہ ہے جس سے مال حاصل کرنا شریعت نے حرام قرار دیا ہے، جیسے سود، چوری، ڈاکہ زنی اور بھتہ خوری ہے یہ سبھی ناجائز اور باطل طریقے ہیں۔ آج ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم دہشت گردی، اسمگلنگ اور بھتہ خوری کے خاتمے کے لیے ریاست اور ریاستی اداروں کا ساتھ دیں۔ متحد ہوجائیں کیونکہ اتحاد کی طاقت سے بڑے سے بڑے دشمن کو شکست دی جاسکتی ہے یہ تو پھر مٹھی بھر دہشت گرد ہیں۔

''فراعین مصر، دہشت گرد اور معصوم بچے''

بلوچستان امن اور ترقی

رحمت دوعالم ﷺ کا فرمان مقدس ہے کہ'' پیدا ہونے والا ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی ،عیسائی ، مجوسی اور مشرک (بت پرست) بناتے ہیں (بخاری ،مسند احمد) رحمتہ للعالمین ﷺ نے تمام انسانوں کو پیغام دے دیا کہ بچے کو اپنی مذہبی عینک کے ساتھ نہ دیکھنا۔ بچے کو بس بچے کی حیثیت سے دیکھنا اور اس کے ساتھ پیار اور الفت کا رویہ اختیار کرنا۔ آپ ﷺ بچوں کے لیے انتہائی مہربان ہیں۔ اس قدر مہربان کہ حال اور مستقبل میں آنے والے بچوں کے لیے ہی نہیں بلکہ ماضی میں گزرے بچوں کے ساتھ بھی مہربانی اور شفقت بھرے خیالات کا اظہار فرمانے والے ہیں۔ دین اسلام ہمیں بچوں سے محبت اور پیار کرنے کا درس دیتا ہے ،ایک بار حضور ﷺ اپنے ننھے نواسے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے پیار کرتے ہوئے منہ چوم رہے تھے۔ وہاں موجود ایک شخص نے حیران ہو کر کہا: میرے دس بیٹے ہیں مگر میں نے کبھی کسی کو پیار نہیں کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جو رحم نہیں کرتا اللہ پاک بھی اس پر رحم نہیں فرماتا۔ قارئین کرام !فرعون مصر کا ایک ظالم اور جابر بادشاہ تھا ،جس کی حکومت ،قبطیوں اور بنی اسرائیل دونوں پر تھی۔ چنانچہ اس نے خواب دیکھا کہ آگ کا ایک بگولہ ،بیت المقدس کی جانب سے آیا اور اس نے مصر کو اپنے لپیٹ میں لے لیا ،پس اس آگ نے اس میں رہنے والے قبطیوں کو جلا ڈالا اور بنی اسرائیل والوں کو چھوڑ دیا۔ فرعون نے اس کی تعبیر معلوم کی تو معبرین نے بتایا کہ بیت المقدس جو بنی اسرائیل کا ٹھکانہ تھا ،وہاں سے ایک شخص آئے گا اور اس کے ہاتھوں مصر فتح ہوگا ،اور فرعون کی بادشاہت ختم ہوجائے گی۔ فرعون نے یہ سنتے ہی حکم دیا کہ بنی اسرائیل میں پیدا ہونے والے تمام لڑکوں کا قتل کر دیا جائے ،اور لڑکیوں کو غلامی کے لیے چھوڑ دیا جائے۔ چنانچہ مفسرین حضرات لکھتے ہیں کہ فرعون نے اپنی جھوٹی شان وشوکت اور اقتدار کو قائم رکھنے کے لیے بنی اسرائیل کے نوے ہزار لوگوں کا قتل

بلوچستان امن اور ترقی

کیا۔فرعون نے قوم بنی اسرائیل کی نسل کشی کی ابتداء کی تھی۔اس لیے مورخین نے لکھا ہے کہ اقتدار کی ہوس میں معصوم بچوں کو قتل کروانا سلاطین اسلام کی روایت نہیں بلکہ فراعین مصر کا شیوہ ہے۔آج بلوچستان میں دہشت گرد تنظیمیں اپنے مذموم مقاصد کے لیے معصوم بچوں کا استعمال کر رہی ہیں۔ دہشت گردوں کا اپنے نیٹ ورک میں معصوم بچوں کی بھرتی ایک سفاکانہ اور غیر انسانی عمل ہے، جو دہشت گرد تنظیموں میں وسیع پیمانے پر پھیلتا ہوا واضح رجحان بنتا نظر آرہا ہے۔اس بھرتی کے نتیجے میں عموماً بچوں کا بدترین استحصال ہوتا ہے اور ان سے بدسلوکی کی جاتی ہے۔دہشت گرد تنظیموں کے لیے بچوں کی بھرتی متعدد معاشی فوائد کی حامل ہے، جیسا کہ بچوں کو بڑوں کے مقابلے میں کم معاوضہ ملتا ہے اور ان کے کھانے پینے کے لوازمات بھی بڑوں سے کم ہوتے ہیں۔علاوہ ازیں بچوں کو جسمانی اور نفسیاتی طور پر قابو کرنا آسان ہوتا ہے اور وہ بڑوں کے مقابلے میں احکامات وہدایات پر زیادہ عمل درآمد کرتے ہیں۔بارودی مواد لے جانے، پیغامات پہنچانے اور خودکش حملے کرنے میں بچے اور ان میں خصوصاً خواتین تیزی سے استعمال کی جارہی ہیں۔اس کی وجہ یہ ہے کہ بچوں کو ان سے لاحق خطرات سے آگاہی کم ہوتی ہے۔چند عرصہ قبل خاران ایری گیشن کالونی کے رہائشی گیارہ سالہ قدرت اللہ کو چند پیسوں کا لالچ دے کر ایک پیکٹ دوسری جگہ پہنچانے کے لیے دیا گیا، جس میں بم تھا قدرت اللہ نے گھر جا کر جیسے ہی اسے کھولنے کی کوشش کی تو وہ پھٹ گیا اور معصوم قدرت اللہ موقع پر ہی شہید ہو گیا، اسی طرح بلیدہ میں ہوا اور سیکڑوں ایسے واقعات ہیں جن میں معصوم بچوں اور خواتین کو اپنے مقاصد کے لیے استعمال کیا گیا۔معصوم بچے بالغوں سے کم مشکوک نظر آتے ہیں، اس بات کا دہشت گرد تنظیموں نے خوب فائدہ اٹھایا اور اپنے ناپاک مقاصد میں ان کو بطور خودکش بمبار استعمال کر کے سیکڑوں ماؤں کی گودیں اجاڑ دیں۔یاد رکھیے گا کہ دنیا کا کوئی بھی مذہب کوئی بھی عقیدہ انسانی جانوں کے ضیاع کا حکم نہیں دیتا، دہشت گردوں کا کوئی مذہب نہیں ہوتا دہشت گرد صرف دہشت گرد ہوتا ہے۔دہشت گردوں کے منفی پراپیگنڈے سے صاف واضح ہوتا ہے کہ وہ اپنے

بلوچستان امن اور ترقی

اہداف ومقاصد کی تکمیل کے لیے نہ بچوں کی معصومیت کو مدنظر رکھتے ہیں، نہ خواتین کی عزت وآبرو کا پاس رکھتے ہیں اور نہ ہی اس دنیا میں فساد نہ پھیلانے کے حکم کا، جو اللہ رب العزت نے صاف اور واضح الفاظ میں بار بار دیا ہے، کی تعمیل کرتے ہیں، تعمیل کرتے ہیں تو صرف اپنی منفعت اور فائدہ کی۔ آج ہمیں دہشت گردی اور آزادی کی تحریکوں میں فرق کو سمجھنا ہوگا، آزادی کی تحریکوں میں بے گناہوں کا قتل عام نہیں کیا جاتا، ملکی املاک کو نقصان نہیں پہنچایا جاتا، بوڑھوں، بچوں اور خواتین پر ظلم نہیں کیا جاتا۔ آج بلوچستان میں دہشت گرد اپنے مفادات کے لیے بلوچیت کا لیبل لگا کر بلوچ قوم کی نسل کشی کر رہے ہیں۔ اپنے حقوق کے لیے آواز اٹھانا ہر انسان کا بنیادی حق ہے مگر حقوق کے نام پر انتشار پھیلانا، جلاؤ گھیراؤ کرنا، روڈ بلاک کرنا، لوگوں کے لیے مشکلات پیدا کرنا اور اپنے ہی لوگوں کے خون سے ہاتھ رنگین کرنا سراسر دہشت گردی ہے۔ محب وطن بلوچ عوام کو اب یہ سمجھنا ہوگا کہ دہشت گرد ان کا استحصال کر رہے ہیں، انہیں ریاستی مظالم کی جھوٹی کہانیاں سنا کر گمراہ کیا جا رہا ہے تعلیم یافتہ بلوچ نوجوانوں کو قومیت اور آزادی کے نام پر جذباتی کر کے اپنے مذموم مقاصد کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے۔ ان کے ہاتھوں سے قلم چھین کر بندوقیں تھمائی جا رہی ہیں۔ ان دہشت گردوں نے اپنے مقاصد کے لیے تعلیم یافتہ خواتین کو بطور حفاظتی ڈھال استعمال کر کے اسلامی اور بلوچ روایات کو پامال کیا ہے۔ اپنے مفادات اور مقاصد کے لیے ہتھیار اٹھانا جہاد نہیں بلکہ فساد ہوتا ہے اور یہ شرعاً اور قانوناً حرام ہے۔ اپنے مفادات کے لیے بچوں اور خواتین کا سہارا لینے والے کسی بھی صورت بلوچ قوم کے حقوق کے محافظ نہیں ہو سکتے۔ میری والدین سے گذارش ہے کہ وہ اپنے معصوم بچوں پر خصوصی نظر رکھیں، کیونکہ انسانوں کے روپ میں یہ درندے آپ کی نسل کو نگل رہے ہیں۔ یہ جان لیں کہ بلوچ قوم کی نسل کشی کی اصل ذمہ دار یہ دہشت گرد تنظیمیں ہیں جو اپنے مقاصد کے لیے فراعین مصر کی طرح معصوم بچوں کو قتل کر رہی ہیں۔ آج ہمیں دہشت گردی کے خاتمے کے لیے متحد ہو کر اپنی ریاست اور ریاست اداروں کا ساتھ دینا ہوگا۔ انشاءاللہ، ہم یہ جنگ بھی جیتے گے۔

''آزادی کی تحریکیں یا دہشت گرد تنظیمیں؟''

بلوچستان امن اور ترقی

دہشت گردی اور آزادی کی تحریکوں میں واضح فرق ہوتا ہے۔آزادی کی تحریک کی زندہ مثال کشمیر اور فلسطین ہے، اس وقت کشمیری عوام اپنے حقوق اور کشمیر کی آزادی کی جنگ لڑ رہے ہیں اور بھارت کی کشمیر میں موجود لاکھوں کی فوج کے سامنے ڈٹے ہوئے ہیں اور اب تک ہزاروں کشمیری بھارتی فوجیوں کے ہاتھوں شہید ہو چکے ہیں، ہزاروں کشمیری ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کی عزتیں بھارتی فوجیوں کے ہاتھوں پامال ہو چکی ہیں اور ہزاروں کشمیری بھارتی فوجیوں کی پیلٹ گن کی گولیوں کا نشانہ بن کر معذور ہو چکے ہیں اور سب سے بڑھ کر کشمیر پر اقوام متحدہ کی قراردادیں موجود ہیں کہ کشمیر میں رائے شماری کرائی جائے کہ کشمیری عوام بھارت کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں یا نہیں لیکن بھارت کشمیر میں رائے شماری کرانے پر کسی صورت تیار نہیں ہو رہا ہے اب ایسی صورت حال میں اگر کشمیری اپنے حقوق کے لیے ہتھیار اٹھاتے ہیں تو یہ غلامی سے آزادی کی جنگ ہے، جہاد ہے جو کہ شرعاً اور قانوناً جائز ہے۔اسی طرح اسرائیل نے فلسطین اور بیت المقدس پر غاضبانہ قبضہ کر رکھا ہے اور مسلسل بمباری سے بے گناہ فلسطینی مردوں،عورتوں، بوڑھوں اور بچوں کو شہید کر رہا ہے۔ ایسے میں فلسطینی اسرائیلی مظالم کے خلاف جو برسرِ پیکار ہیں وہ جہاد ہے جو مسلمانوں پر واجب ہے۔مگر واضح رہے کہ بلوچستان کے حوالے سے آزادی کے نام پر بننے والی تمام تحریکیں جعلی اور بے بنیاد ہیں، تاریخ اس بات کی شائد ہے کہ خان آف قلات نے اپنی خوشی کے ساتھ پاکستان کے ساتھ الحاق کیا تھا، خدانخواستہ پاکستان نے زبردستی بلوچستان پر قبضہ نہیں کیا اور نہ ہی پاکستانی فوج وہاں بھارتی اور اسرائیلی فوج کی طرح عوام پر ظلم کر رہی ہے بلکہ پاکستانی فوج اور دیگر سیکورٹی فورسز بلوچستان میں دہشت گردی کے خاتمے اور امن کے قیام کے لیے مسلسل جانوں کی قربانیاں دے رہے ہیں۔ازلی دشمن بھارت بلوچستان کو

پاکستان سے الگ کرنے کے لیے مسلسل 77 سالوں سے سازشیں کر رہا ہے، ایک باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت بلوچستان میں علیحدگی پسند تحریکوں کو جنم دیا گیا پھر انہیں فنڈنگ، اسلحہ اور تربیت دے کر ریاست کا باغی بنا دیا گیا۔ غداروں نے ملک دشمن ایجنٹ ہونے کا ثبوت دیتے ہوئے تاریخی حقائق کو مسخ کر کے نوجوان نسل کے سامنے پیش کیے اور اپنے مفادات کے لیے اس دہشت گردی کو قومیت اور آزادی کی جنگ قرار دے کر اپنوں کے ہاتھوں اپنوں کی خونریزی کا لامتناہی سلسلہ شروع کیا گیا۔ یاد رکھیے گا کہ اپنے مذموم مقاصد کے لیے تعلیم یافتہ نوجوانوں کو منفی پراپیگنڈا کے ذریعے گمراہ کر کے ریاست کے خلاف کھڑا کرنا ،خواتین کو بطور حفاظتی ڈھال کے استعمال کرنا، بوڑھوں اور بچوں کو قتل کرنا، ملکی املاک کو نقصان پہنچانا آزادی کی جنگ نہیں بلکہ دہشت گردی ہوتی ہے، جہاد نہیں بلکہ فساد ہوتا ہے ۔ جو شرعاً اور قانوناً حرام ہے۔ واضح رہے کہ جنگ کی صورت میں بھی بمباری، میزائل یا کسی اور حملہ کی صورت میں بے گناہ افراد کو مار دینا کولیٹرل ڈیمج نہیں بلکہ کھلی دہشت گردی ہے۔ اسلام میں دوران جنگ نہتے افراد، بوڑھوں، بچوں اور خواتین کو مارنا حتیٰ کہ جانوروں اور کھیتوں کو نقصان پہنچانا بھی سختی سے منع کیا گیا ہے۔ آج بلوچستان میں دہشت گرد تنظیمیں بلاوجہ بے گناہوں کا قتل عام کر رہی ہیں، ان انسانیت کے دشمنوں کے ہاتھوں بوڑھے، بچے ،خواتین اور دوسری اقوام کے افراد محفوظ نہیں، ابھی دوران کالم معلوم ہوا کہ پنجگور میں کالعدم تنظیم بی ایل اے کے مسلح دہشت گردوں نے پنجاب شجاع آباد کے رہائشی سات نہتے پنجابی مزدوروں کو شہید کر دیا (اناللہ وانا الیہ راجعون) ان کا کیا قصور تھا؟ وہ تو مزدوری کی غرض سے یہاں آئے ہوئے تھے، ان کا تو کسی تنظیم سے کوئی تعلق نہ تھا۔ کیا بے گناہوں کو مارنا آزادی کی جنگ ہے؟ نہیں بالکل بھی نہیں یہ کھلی دہشت گردی ہے۔ آج دہشت گردوں کی پراکسی بی وائی سی اور ڈاکٹر ماہ رنگ بلوچ جیسے سہولت کار، دشمنوں کے ایجنٹ، ازخود غائب افراد جو کہ اس وقت پہاڑوں پر دہشت گردی کے کیمپوں میں موجود

ہیں کو لا پتہ افراد قرار دے کر ان کے لواحقین کو لیکر احتجاج اور دھرنوں کے نام پر صوبے کو یرغمال بنائے ہوئے ہیں، سڑکیں بند ہونے کی وجہ سے مارکیٹیں بند ہیں جنکی وجہ سے تاجروں کا معاشی قتل ہو رہا ہے، اشیاء خورد نوش نہ ملنے کی وجہ سے لوگ بھوک سے مر رہے ہیں، مریض ہسپتال نہیں پہنچ پا رہے، طلباء و طالبات کو کالجز اور یونیوسٹیوں میں جانے کے لیے مشکلات کا سامنا ہے۔ آخر یہ کس طرح کے حقوق کی جنگ ہے؟ ایک طرف ترقی کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کی جا رہی ہیں دوسری طرف بلوچستان کی پسماندگی کا رونا رویا جاتا ہے۔ بلوچستان میں مسنگ پرسن کے حوالے سے زیادہ تر ڈرامہ رچایا جا رہا ہے، ریاست اور ریاستی اداروں کو بدنام کرنے کی سازش ہے، جس کے کئی ثبوت موجود ہیں جیسا کہ طیب بلوچ نامی ایک شخص جو کہ بی ایل اے کا مسلح دہشت گرد تھا اس کو لا پتہ شخص قرار دے کر باقاعدہ ایف آئی آر درج کروائی گئی تھی، جس کی بیلہ کیمپ میں خودکش حملے میں شناخت ہوئی، اس کے علاوہ لاتعداد دہشت گرد، جو دہشت گرادنہ حملوں میں مارے گئے وہ لا پتہ افراد کی فہرست میں شامل تھے۔ دوسری بات اگر ریاستی ادارے لوگوں کو جبری اغواء کرتے ہیں تو پھر مسنگ پرسن کے نام پر سیاست کرنے والی ڈاکٹر ماہ رنگ بلوچ کا سپریم کورٹ آف پاکستان کی طرف سے بننے والے کمیشن کے ساتھ تعاون کرنے سے انکار کیوں ہے؟ یہ وہ حقیقت ہے جو کئی سوالات کو جنم دیتی ہے، ڈاکٹر ماہ رنگ بلوچ مسنگ پرسن کے نام پر نہ صرف ریاست اور ریاستی اداروں کو بدنام کر رہی ہے بلکہ دشمن ممالک سے اس کام کے لاکھوں ڈالرز بھی وصول کر رہی ہے اور اسی کے ساتھ ساتھ بین الاقوامی انسانی حقوق کی تنظیموں کی ہمدردیاں بھی سمیٹ رہی ہے۔ دہشت گرد تنظیمیں اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لیے خواتین کا استعمال کرتے ہیں جن کا میں اپنے سابقہ کئی کالموں میں ذکر کر چکا ہوں۔ چند روز قبل تربت سے گرفتار ہونے والی خودکش بمبار عدیلہ بلوچ نے ان دہشت گرد تنظیموں کی اصلیت عیاں کر دی، عدیلہ بلوچ نے بتایا کہ وہ ایک کوالیفائیڈ نرس ہے اور ورلڈ ہیلتھ

آرگنائزیشن کا ایک پراجیکٹ چلا رہی تھی، مجھے منفی پراپیگنڈا کے ذریعے گمراہ کیا گیا۔ میری اس انداز سے برین واشنگ کی گئی کہ میں خودکش حملہ کرنے کے لیے تیار ہوگئی۔ مجھے دہشت گردوں کی جانب سے نئی اورخوشگوار زندگی کے سبز باغ دکھائے گئے۔ میں اپنے گھر والوں کو بتائے بغیر پہاڑوں میں چلی گئی، وہاں جا کر مجھے احساس ہوا کہ یہ راستہ غلط ہے۔ عدیلہ بلوچ بتاتی ہے کہ بلوچ خواتین اپنی مرضی سے خودکش حملہ نہیں کرتیں بلکہ انہیں بلیک میل کر کے ایسا کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے میں اس بات کی چشم دید گواہ ہوں۔

بلوچستان امن اور ترقی

”ڈاکٹر ماہ رنگ بلوچ! دہشت گردوں کی سہولت کار“

بلوچستان امن اور ترقی

نیو یارک سے شائع ہونے والا امریکی جریدہ ”ٹائم“ نے ایک دہشت گرد کی بیٹی اور دہشت گردوں کی سہولت کار ڈاکٹر ماہ رنگ بلوچ کو، سو با اثر شخصیات کی فہرست میں اس بنیاد پر کہ وہ بلوچوں کی پرامن طریقے سے وکالت کر رہی ہے، شامل کرنا سمجھ سے بالاتر ہے۔ ڈاکٹر ماہ رنگ بلوچ کو ”پرامن وکیل“ کا خطاب دینا بلوچ قوم اور انسانیت پر ظلم ہے۔ ماہ رنگ بلوچ کون ہے؟ ڈاکٹر ماہ رنگ بلوچ، بلوچستان کے علاقہ قلات کے ضلع منگو چر شہر کے لانگو قبیلے سے ہے (لانگو بلوچستان میں ایک بلوچ قبیلہ ہے جس کی اکثریت قلات کے ضلع منگو چر، کوئٹہ، نوشکی خضدار میں پائی جاتی ہے اور کچھ سندھ میں بھی رہتے ہیں) یہ پانچ بہنیں اور ایک بھائی تھا، ان کا والد عبدالغفار لانگو، کالعدم تنظیم بی ایل اے کا سرغنہ اور ریاستی اداروں پر لاتعداد حملوں میں ملوث تھا، جو کہ ایک دہشت گردانہ حملے میں مارا گیا۔ (واضح رہے کہ بی ایل اے تنظیم کو اقوام متحدہ نے دہشت گرد قرار دیا ہے) ڈاکٹر ماہ رنگ بلوچ کو بولان یونیورسٹی آف میڈیکل اینڈ سائنسز کوئٹہ میں اسکالرشپ پر داخلہ ملا، 2016ء میں اس کا بھائی اپنے والد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دہشت گرد تنظیم بی ایل اے کے ساتھ جا ملا، جس کے متعلق ڈاکٹر ماہ رنگ بلوچ اور اس کی فیملی کو علم تھا، کیونکہ اس سے قبل ماہ رنگ لانگو، دہشت گرد تنظیم بی ایل اے کے ساتھ ایک سہولت کار کی حیثیت کے کام کر رہی تھی، اور اس کے دشمن ملک بھارت کے ساتھ بھی اچھے روابط تھے اور ہیں۔ ماہ رنگ بلوچ نے اپنے بھائی کی گمشدگی کا الزام ریاستی اداروں پر لگا کر ریاست اور ریاستی اداروں کے خلاف ایک منفی پراپیگنڈے کا آغاز کیا، جسے دشمن ملک بھارت کے میڈیا نے خوب اچھالا اور اس طرح ماہ رنگ بلوچ کو ”بلوچ لاپتہ افراد“ کے لیے جدوجہد کرنے والی لیڈر قرار دیا گیا۔ اور دہشت گرد تنظیموں کی پراکسی اور نام نہاد ”بلوچ یک جہتی کمیٹی“، بی وائی سی کا چیف آرگنائزر منتخب کیا گیا۔ جس کا مقصد صرف اور صرف ریاست اور

ریاستی اداروں کو بدنام کرنا اور پاکستان کو بلوچ قوم کے لیے ایک غیر محفوظ اور دہشت گرد ملک ثابت کرنا ہے، اس کام کے لیے اس ملک دشمن ایجنٹ نے دشمن ممالک سے لاکھوں ڈالرز وصول کیے ہیں۔ واضح رہے کہ ماہ رنگ بلوچ نے ناروے سے ایک ملین ڈالرز وصول کیے تھے۔ یہ ملک دشمن جو خود ضلع چاغی میں میڈیکل آفیسر ہے اور ریاست سے سرکاری مراعات لے رہی ہے اور بلوچ قوم کو ریاست کے خلاف من گھڑت پراپیگنڈا کر کے گمراہ کر رہی ہے۔ اس خاتون نے آج تک جن لوگوں کو''لاپتہ افراد'' قرار دے کر احتجاج کیا ہے، دھرنے دیے ہیں وہ سبھی کے سبھی دہشت گرد تھے۔ جس کا ثبوت ڈاکٹر ماہ رنگ بلوچ نے خود اس بات کا اقرار کیا تھا کہ اسلام آباد دھرنے میں ایران میں ہلاک دہشت گردوں کے لواحقین کے علاوہ بی ایل اے اور بی ایل ایف کے دہشت گرد بھی موجود تھے۔ انسانی حقوق کی نام نہاد دعویدار نے آج تک کسی بے گناہ کی ہلاکت پر افسوس یا مذمت کا ایک لفظ بھی ادا نہیں کیا۔ قارئین کو یاد ہوگا کہ ڈسٹرکٹ کیچ کا علاقہ کیبن میں دہشت گرد تنظیم بی ایل ایف نے ایک عام شہری نثار بلوچ کے گھر پر حملہ کیا تھا جس میں بچوں، بوڑھوں اور خواتین کو نشانہ بنایا گیا تھا اگلی صبح ان کے گھر کے سامنے بارودی سرنگ بچھائی گئی تھی جس کے پھٹنے سے آٹھ سالہ نذیر، چار سالہ آسیہ اور نثار بلوچ کی بہن کے جسم ٹکروں میں تقسیم ہو گئے تھے، ڈاکٹر ماہ رنگ بلوچ نے ان مقتولین کو انصاف دلانے اور بی ایل ایف کی دہشت گردی کے خلاف تو کوئی احتجاج نہیں کیا تھا، کوئی دھرنا نہیں دیا تھا، اس لیے کہ ماہ رنگ بلوچ ان دہشت گرد تنظیموں کی سہولت کار ہے، قارئین کو یاد ہوگا کہ ماہ رنگ بلوچ کا راجی مچی فسادکی تشہیر اسی دہشت گرد تنظیم بی ایل ایف نے اپنے آفیشنل ٹیلی گرام چینل پر کی تھی۔ ماہ رنگ بلوچ کو بی ایل اے کا دہشت گرد بشیر زیب کا بھائی ظہیر زیب کے حق میں احتجاج کرنا تو یاد ہے مگر وہ معصوم نوجوان یاد نہیں جنہیں شعبان پکنک پوائنٹ سے دہشت گرد بشیر زیب نے تاوان کے لیے اغواء کیا تھا۔ چند روز قبل پنجگور میں دہشت گردوں نے چھ نہتے پنجابی مزدوروں کو بڑی بے دردی سے قتل کر دیا تھا، ماہ رنگ بلوچ نے ان بے گناہوں کے لیے

کوئی آواز بلند نہیں کی۔کیا ہلاک ہونے والے انسان نہیں تھے؟ کسی وہ ماں کے بیٹے تو کسی بہن کے بھائی نہیں تھے؟ وہ تو ملتان سے یہاں مزدوری کرنے آئے تھے۔انہیں کس جرم کی پاداش میں قتل کیا گیا؟ افسوس کہ ماہ رنگ لانگو کے نزدیک صرف دہشت گرد ہی انسان ہیں۔ یاد رہے کہ ڈاکٹر ماہ رنگ بلوچ نے دہشت گردوں کو''لاپتہ افراد'' قرار دے کر بلوچستان میں خون کی جو ہولی کھیلی ہے اس کی کوئی دوسری مثال نہیں ملتی۔اس انتہا پسند خاتون نے بھائی کو بھائی کا دشمن بنا دیا،اپنوں کے ہاتھوں اپنوں کا خون کروایا،تعلیم یافتہ نوجوانوں کو قومیت اور آزادی کے نام جذباتی کرکے اپنے مذموم مقاصد کے لیے استعمال کیا،اپنے مفادات کے لیے بلوچ روایات کو پامال کرتے ہوئے خواتین کو سڑکوں پر لایا گیا،ایسی ملک دشمن،قوم دشمن،انسانیت کی دشمن کو بااثر شخصیات کی فہرست میں شامل کرنے کا مقصد دہشت گردی اور انتشار پسندی کو مزید فروغ دینا ہے۔ یاد رکھیے گا کہ ایسے لوگوں کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے۔''اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد نہ کرو تو جواب دیتے ہیں ہم تو صرف اصلاح کرنے والے ہیں''(سورۃ البقرہ 11) بالکل اسی طرح جب ڈاکٹر ماہ رنگ بلوچ سے یہ پوچھا جاتا ہے کہ آپ ریاستی اداروں پر بے بنیاد الزام لگا کر انہیں بدنام کر رہی ہیں تو اس کا جواب ہوتا ہے کہ وہ تو بلوچ قوم کے حقوق کی جنگ لڑ رہی ہے وہ تو''لاپتہ افراد'' کی بازیابی کے لیے آواز بلند کیے ہوئے ہے،جبکہ حقیقت تو یہ کہ وہ تو دہشت گردوں کو''لاپتہ افراد'' بنا کر بلوچستان میں فساد پھیلا رہی ہے۔کیونکہ اگر لاپتہ افراد معاملے میں کوئی حقیقت ہوتی تو ماہ رنگ لانگو سپریم کورٹ آف پاکستان کی جانب سے لاپتہ افراد کے حوالے سے بننے والے کمیشن کے ساتھ تعاون کرنے سے انکار نہ کرتی،ڈاکٹر ماہ رنگ بلوچ،بلوچ خواتین کو استعمال کرکے بین الاقوامی انسانی حقوق کی تنظیموں سے ہمدردیاں سمیٹنے کے ساتھ ساتھ لاکھوں ڈالر بھی وصول کر رہی ہے۔بلوچ نوجوانوں اور عوام سے اپیل ہے کہ اس ملک دشمن ایجنٹ،قوم فروش کے دھوکے میں ہرگز نہ آئیں کیونکہ یہ بلوچیت کے لبادے میں بلوچ نسل کشی کی اصل ذمہ دار ہے۔

”ریکوڈک! قومی اہمیت کا حامل منصوبہ بلوچستان کی خوشحالی کا ضامن“

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ پاکستان معدنی وسائل کی دولت سے مالا مال ہے اس کی ایک مثال بلوچستان کے ضلع چاغی کے قریب ریکوڈک کی وہ مائنز ہیں۔جس کے بارے پاکستان نہیں بلکہ باقی دنیا کے ماہرین کا خیال ہے کہ اگر پاکستان وہاں سے تانبے اور سونے کے ذرخائز نکال لیتا ہے تو پاکستان کے لیے اور پاکستان کی معیشت کے لیے گیم چینجر ثابت ہوسکتا ہے۔ ریکوڈک بلوچستان کے ضلع چاغی میں ایران وافغانستان کی سرحدوں کے نزدیک ایک علاقہ ہے جہاں پاکستان میں تانبے اور سونے کے سب سے بڑے جبکہ دنیا کے چند بڑے ذخائر موجود ہیں۔ریکوڈک تانبا اور سونا نکالنے کا منصوبہ ضلع چاغی میں شروع کیا گیا ایک اہم ترقیاتی انقلابی پراجیکٹ اور بلوچستان کی معاشی واقتصادی ترقی کی ضمانت ہے ۔لیکن ملک دشمن عناصر اس کو سبوتاژ کرنے کیلئے مسلسل سرگرم عمل ہیں۔اس منصوبے کی تکمیل کے ساتھ چونکہ بلوچستان کی خوشحالی جڑی ہوئی ہے اس لئے ملک دشمن عناصر کی طرف سے وہاں کے لوگوں بالخصوص نوجوانوں کو اس منصوبے کے خلاف منفی پراپیگنڈا کے ذریعے بھڑکایا جارہا ہے۔جبکہ اس منصوبے کی تکمیل سے بلوچستان کی موجودہ اور آنے والی نسلیں مستفید ہوں گی۔ضلع چاغی کو بہت سے چیلنجز کا سامنا ہے جن میں ترقی کی کمی، بنیادی ڈھانچے کی کمی، تعلیم وصحت کی دیکھ بھال اور صاف پانی جیسی بنیادی ضروریات تک محدود رسائی شامل ہیں۔یقینا مذکورہ پراجیکٹ سے اس ضلع کا مستقبل سنور جائے گا۔اور دشمن یہی نہیں چاہتا ہے کہ بلوچستان کبھی ترقی کرے۔حالانکہ جب بلوچستان سے قدرتی ذخائر کو نکالا جائے گا تو اس کا سب سے زیادہ فائدہ بلوچستان کو ہی ہوگا' بلوچستان کے مقامی لوگ اس

حقیقت کو سمجھنے سے قاصر ہیں' یا با قاعدہ ایک منصوبہ بندی کے تحت ان کی برین واشنگ کی جا رہی ہے۔اس سلسلے میں صوبے کی سیاسی جماعتوں کے ساتھ ساتھ بلوچستان کی مقامی تنظیموں کا تعاون بھی ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر بلوچستان میں ترقی کا یہ سفر مکمل ہونا ناممکن ہے۔ریکوڈک منصوبے میں نصف صدی سے زائد عرصہ تک سالانہ 2 لاکھ ٹن تانبا اور 5.2 لاکھ اونس سونا پیدا کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔ پاک سعودی بزنس فورم 2024ء سعودی عرب کے وزیر سرمایہ کاری شیخ خالد بن عبدالعزیز الفالح نے ریکوڈک کان کنی کے منصوبے میں سرمایہ کاری کی پیشکش کی ہے جو کہ خوش آئند ہے۔اس سلسلہ میں سعودی عرب کی مائننگ کمپنی (ماڈن) اور پبلک انویسٹمنٹ فنڈ (پی آئی ایف) کا مشترکہ منصوبہ ''منارا منرلز'' آنے والے چند ہفتوں میں ریکوڈک میں شراکت داری کا معاہدہ کرے گا۔ تاہم ریکوڈک منصوبے کی تنظیم نو کا عمل دسمبر 2022ء میں مکمل ہو چکا ہے جو اسے بین الاقوامی معیار کا طویل المدتی منصوبہ بنانے کی طرف پہلا قدم ہے، اس منصوبے کی تنظیم نو کے عمل سے بیرک گولڈ کمپنی کے تانبا نکالنے کے پورٹ فولیو میں اہم اضافہ ہوگا۔اس وقت ایس آئی ایف سی اور غیر ملکی کمپنی بیرک گولڈ کے اشتراک سے بلوچستان میں ریکوڈک منصوبے سے وطن عزیز معاشی استحکام کے سفر پر گامزن ہے اور ریکوڈک پاکستان کی معیشت میں 2028ء سے اہم کردار ادا کرنے کے لیے تیار ہوگا۔ ریکوڈک کی عمر کم از کم 45 سال متوقع ہے جس میں ٹرک اور شاول اوپن پٹ آپریشن کے ساتھ پروسیسنگ کی سہولیات شامل ہیں جو اعلیٰ معیار کے تانبے اور سونے کے کنسنٹریٹ پیدا کریں گی۔تعمیر دو مراحل میں متوقع ہے جس میں مشترکہ پروسیس کی صلاحیت 90 ملین ٹن سالانہ ہوگی۔ ریکوڈک منصوبے میں تقریباً 87.5 بلین ٹن تانبے اور 42 ملین اونس سونے کے ذخائر موجود ہیں جن کی پیداوار 2029ء تک شروع ہونے کا امکان ہے۔ ریکوڈک منصوبے کے تحت استعمال کی جانے والی جدید مشینری سے کان کنی کے شعبے میں جدت آئے گی اور ملک کی مجموعی برآمدات میں اضافہ ہوگا، ریکوڈک

منصوبے سے ملک میں ایس آئی ایف سی کے ذریعے محفوظ اور مظبوط پاکستان میں مستقبل کی سرمایہ کاری کے لیے راہ ہموار ہوگی۔ اس منصوبے سے اگلے 45 سال تک ملکی معیشت میں سالانہ ایک بلین ڈالر کی آمدنی متوقع ہے، بے شک ریکوڈک منصوبہ ملک کے پسماندہ صوبے میں ترقی کا نیا باب کھولے گا۔ اس منصوبے کا 50 فیصد حصہ بیرک گولڈ کو، 25 فیصد حصہ وفاق کو جبکہ بقیہ 25 فیصد حصہ بلوچستان کو ملے گا۔ جوکہ بلوچستان کے لوگوں کو پہلے ہی ایڈوانس رائلٹیز اور سماجی ترقیاتی فنڈز کے ذریعے ملنا شروع ہو چکے ہیں۔ اس عظیم منصوبے کی تکمیل سے 8000 افراد کو روزگار مہیا ہوگا اور پیداوار کے مرحلے کے آغاز میں 4000 طویل المدتی ملازمتوں کے مواقع بھی پیدا ہونگے۔ ریکوڈک بلوچستان کے لیے اپنی معیشت اور معاشرے کو تبدیل کرنے کا سنہری موقع ہے۔ اس منصوبے تحت بہت سی سماجی خدمات جن تعلیم، صحت اور ہنرمندی پر کام شروع ہو چکا ہے۔ جن میں ہنر ٹیکنیکل انسی ٹیوٹ، پرائمری اسکولز اور انڈس ہسپتال نوکنڈی کا قیام سرفہرست ہے۔ حکومت بلوچستان اور ریکوڈک مائننگ کمپنی کے زیر اہتمام چلنے والا انڈس ہسپتال ضلع چاغی کے نوکنڈی جیسے پسماندہ علاقوں کی عوام کے لیے کسی نعمت سے کم نہیں، اس جدید طبی آلات سے آراستہ ہسپتال کا افتتاح 25 جون 2024ء میں کیا جا چکا ہے۔ جہاں پر روزانہ تقریباً 150 سے 200 مریضوں کا طبی معائنہ کیا جاتا ہے، جبکہ Maternal,newborn and child health)) Parogrammes کے تحت مدر چائلڈ ہیلتھ سنٹر نومولود بچوں اور حاملہ خواتین کو چوبیس گھنٹے بہترین طبی سہولیات فراہم کر رہا ہے۔ اس ہسپتال میں ڈاکٹرز اور پیرا میڈیکل اسٹاف کی تعداد 45 ہے جن میں 37 کا تعلق مقامی علاقہ نوکنڈی سے اور 8 کا دالبندین سے ہے، جنہیں مریضوں کی اچھی دیکھ بھال کے لیے بھاری تنخواہیں دی جا رہی ہیں۔ اس ہسپتال کے قیام سے مقامی تعلیم یافتہ لوگوں کو روزگار کے مواقع میسر آئے ہیں۔ انڈس ہسپتال میں مریضوں کا (General Medical Checkup) اور علاج ومعالجہ، زچہ

و بچہ کی خصوصی دیکھ بھال، جدید طبی آلات سے آراستہ لیبر روم، وارڈز اور مفت ادویات کی دستیابی کے ساتھ ساتھ وبائی امراض کی تشخیص وعلاج، اعلیٰ معیار کی میڈیکل لیبارٹری، جن ٹیسٹوں کی سہولت پہلے صرف کوئٹہ اور کراچی میں میسر تھی اب وہ چاغی کی عوام کو مذکورہ ہسپتال میں فراہم کی جارہی ہیں۔ اس کے علاوہ ایمونائزیشن پروگرام کے تحت پولیو، خناق، تشنج اور خسرہ سے آگاہی اور بچاؤ کے حفاظتی ٹیکوں کی دستیابی، دماغی صحت و بیماریوں کے علاج کے علاوہ غذائیت کے حوالے سے نیوٹریشن پروگرام، جدید تشخیص کے لیے الٹراساؤنڈ اور ایکسرے کی سہولیات بھی موجود ہیں۔ اس سے قبل ایمرجنسی مریضوں کو ایف سی بلوچستان (ساؤتھ) کی ایف ٹی سی نوکنڈی میں طبی سہولیات فراہم کی جاتی تھیں یا پھر انہیں کوئٹہ منتقل کرنا پڑتا، لیکن اب انڈس ہسپتال میں شعبہ ایمرجنسی میں مقامی اور گردنواح کے مریضوں کو علاج ومعالجہ کی بہترین سہولیات میسر ہیں۔ اس کے علاوہ موبائل ہیلتھ سروس کے ذریعے قریبی علاقوں کے ماہانہ تقریباً 1726 مریضوں کو بھی مفت طبی سہولیات فراہم کی جارہی ہیں۔ مزید براں ایمبولینس کے ذریعے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال دالبندین سے مریضوں کو ریفر کرنے سہولت بھی شروع کی جاچکی ہے۔ انڈس ہسپتال ہیلتھ نیٹورک کا قیام مقامی افراد کے لیے ایک عظیم تحفہ ہے۔ اس کے علاوہ ریکوڈک مائننگ منصوبے کے تحت نوکنڈی میں قائم کردہ ہنر ٹیکنیکل انسی ٹیوٹ میں اس وقت 350 کے قریب خواتین و مرد حضرات ہنر سیکھ رہے ہیں جبکہ ریکوڈک منصوبہ کے تحت پانچ پرائمری اسکول، ہمائی کلی، مشکی چاہ، موکچہ، دربن چاہ اور تنگ کھچاؤ کے علاقوں میں قائم کیے جاچکے ہیں، جن میں اس وقت 357 طلباء زیر تعلیم ہیں۔ ایس آئی ایف سی کی معاونت سے 2024ء میں ''بین الاقوامی گریجویٹ ڈویلپمنٹ پروگرام'' کے دوسرے مرحلے کے لیے ریکوڈک مائننگ کمپنی نے دوسالہ آن جاب ٹریننگ پروگرام کے لیے 18 گریجوٹیس کا انتخاب کیا ہے۔ ان میں 4 خواتین بھی شامل ہیں، منتخب ہونے والے گریجوٹیس کا تعلق بلوچستان سے ہے۔ بین الاقوامی گریجویٹ ڈویلپمنٹ

پروگرام کے تحت منتخب ہونے والے طلباء کو ارجن ٹینا اور زیمبیا میں ریکوڈک مائننگ کمپنی کی بنیادی کمپنی بیرک گولڈ کے ذریعے چلائی جانے والی کانوں میں تربیت دی جائے گی۔ اس پروگرام کا مقصد بلوچستان سے تعلق رکھنے والے نوجوان گریجوئیٹس کو شامل کر کے انہیں کان کنی کی صنعت میں کامیاب کیریئر کے لیے ضروری مہارتوں سے آراستہ کرتے ہوئے شریک عمل کرنا ہے۔ بین الاقوامی پروگرام کی ٹریننگ کے اختتام کے بعد گریجویٹ ریکوڈک پراجیکٹ کا حصہ بنیں گے جو انسانی وسائل کی ترقی اہم کردار ادا کرے گا۔ پروگرام میں بلوچ طلباء کی شرکت مقامی نوجوانوں کو با اختیار بنانے اور اقتصادی ترقی میں بھی معاون ثابت ہوگی۔ جس سے ملک اور صوبے کا مستقبل روشن ہوگا۔ بیرک گولڈ کمپنی کے سی ای او مارک برسٹو کے مطابق، ریکوڈک منصوبے کے ابتدائی طور پر 45 سال تک چلنے کی توقع ہے لیکن اس کے 100 سال تک بڑھنے کے امکانات موجود ہیں۔ مارک برسٹو کا کہنا ہے کہ یہ ریکوڈک منصوبہ کی کامیابی ہے کہ سعودی عرب نے بھی اس میں سرمایہ کاری کا فیصلہ کیا ہے، یہ منصوبہ پاکستان کی توانائی کی ضروریات میں اضافہ کرے گا اور درآمدی ایندھن پر انحصار کم کرے گا، اپنے تانبے کے وسائل کو ترقی دے کر پاکستان فوسل فیول پر اپنا انحصار کم کرے گا جس سے معیشت کو فائدہ پہنچے گا، اس کے علاوہ ریکوڈک کے منصوبے سے بلوچستان کے لوگوں کی سماجی اور اقتصادی زندگی میں بھی تبدیلی آئے گی، اس میں کوئی دو آراء نہیں کہ ریکوڈک نہ صرف بلوچستان کی معیشت بلکہ پورے پاکستان کی اقتصادی ترقی کا اہم سنگ میل ثابت ہوگا۔

”بلوچستان میں عوام کی خوشحالی کے ضامن منصوبے“

حکومت پاکستان کی طرف سے بلوچستان میں امن کی بحالی اورعوام کی خوش حالی اور ترقی کے لیے بیرونی ممالک کے تعاون سے شروع ہونے والا ریکوڈک جیسے میگا پراجیکٹ کے تحت بہت سی سماجی خدمات جن تعلیم ،صحت اور ہنر مندی پر کام شروع کیا جاچکا ہے ۔ریکوڈک مائننگ کمپنی کے بہت سے ترقیاتی منصوبوں میں پہلا منصوبہ انڈس ہسپتال نوکنڈی ہے جوکہ کامیابی سے پایہ تکمیل کو پہنچ چکا ہے۔ضلع چاغی کے نوکنڈی جیسے پسماندہ علاقے میں حکومت بلوچستان اور ریکوڈک مائننگ کمپنی کے زیر اہتمام چلنے والے اس جدید طبی آلات سے آراستہ ہسپتال کا افتتاح 25 جون 2024ء میں کیا جاچکا ہے۔جوکہ چاغی اور ارگرد کے مقامی علاقوں کی عوام کے لیے کسی نعمت سے کم نہیں۔ جہاں پر روزانہ تقریباً 150 سے 200 مریضوں کا طبی معائنہ کیا جاتا ہے ،جبکہ ((Maternal,newborn and child health Parogrammes کے تحت مدر چائلڈ ہیلتھ سنٹر نومولود بچوں اور حاملہ خواتین کو چوبیس گھنٹے بہترین طبی سہولیات فراہم کررہا ہے۔اس ہسپتال میں ڈاکٹرز اور پیرا میڈیکل اسٹاف کی تعداد 45 ہے جن میں 37 کا تعلق مقامی علاقہ نوکنڈی سے اور 8 کا دالبندین سے ہے،جنہیں مریضوں کی اچھی دیکھ بھال کے لیے بھاری تنخوائیں دی جارہی ہیں ۔اس ہسپتال کے قیام سے مقامی تعلیم یافتہ لوگوں کو روزگار کے مواقع میسر آئے ہیں ۔ انڈس ہسپتال میں مریضوں کا (General Medical Checkup) اور علاج ومعالجہ ،زچہ وبچہ کی خصوصی دیکھ بھال، جدید طبی آلات سے آراستہ لیبر روم ،وارڈز اور مفت ادویات کی دستیابی کے ساتھ ساتھ وبائی امراض کی تشخیص وعلاج ،اعلیٰ معیار کی میڈیکل لیبارٹری ،جن ٹیسٹوں کی سہولت پہلے صرف کوئٹہ اور کراچی میں میسر تھی اب وہ چاغی کی عوام کو

مذکورہ ہسپتال میں فراہم کی جا رہی ہیں۔اس کے علاوہ ایمونائزیشن پروگرام کے تحت پولیو، خناق، تشنج اور خسرہ سے آگاہی اور بچاؤ کے حفاظتی ٹیکوں کی دستیابی، دماغی صحت و بیماریوں کے علاج کے علاوہ غذائیت کے حوالے سے نیوٹریشن پروگرام، جدید تشخیص کے لیے الٹرا ساؤنڈ اور ایکسرے کی سہولیات بھی موجود ہیں۔اس سے قبل ایمرجنسی مریضوں کو ایف سی بلوچستان (ساؤتھ) کی ایف ٹی سی نوکنڈی میں طبی سہولیات فراہم کی جاتی تھیں یا پھر انہیں کوئٹہ منتقل کرنا پڑتا، لیکن اب انڈس ہسپتال میں شعبہ ایمرجنسی میں مقامی اور گرد نواح کے مریضوں کو علاج و معالجہ کی بہترین سہولیات میسر ہیں۔اس کے علاوہ موبائل ہیلتھ سروس کے ذریعے قریبی علاقوں کے ماہانہ تقریباً 1726 مریضوں کو بھی مفت طبی سہولیات فراہم کی جا رہی ہیں۔مزید براں ایمبولینس کے ذریعے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال دالبندین سے مریضوں کو ریفر کرنے سہولت بھی شروع کی جا چکی ہے۔انڈس ہسپتال ہیلتھ نیٹورک کا قیام مقامی افراد کے لیے ایک عظیم تحفہ ہے۔اس کے علاوہ ریکوڈک مائننگ منصوبے کے تحت نوکنڈی میں ہنر ٹیکنیکل انسی ٹیوٹ کا قیام عمل میں لایا جا چکا ہے، جس میں اس وقت 350 کے قریب خواتین و مرد حضرات ہنر سیکھ رہے ہیں، ریکوڈک منصوبہ کے تحت پانچ پرائمری اسکول ہمائی کلی، مشکیچہ، موکچو، دور بن چاہ، تنگ کچاؤ میں قائم کیے جا چکے ہیں، جن میں اس وقت 357 طلباء زیر تعلیم ہیں۔ایس آئی ایف سی کی معاونت سے 2024ء میں ''بین الاقوامی گریجویٹ ڈویلپمنٹ پروگرام'' کے دوسرے مرحلے کے لیے ریکوڈک مائننگ کمپنی نے دو سالہ آن جاب ٹریننگ پروگرام کے لیے 18 گریجوٹیس کا انتخاب کیا ہے۔ان میں 4 خواتین بھی شامل ہیں، منتخب ہونے والے گریجویٹس کا تعلق بلوچستان سے ہے۔بین الاقوامی گریجویٹ ڈویلپمنٹ پروگرام کے تحت منتخب ہونے والے طلباء کو ارجن ٹینا اور زیمبیا میں ریکوڈک مائننگ کمپنی کی بنیادی کمپنی بیرک گولڈ کے ذریعے چلائی جانے والی

بلوچستان امن اور ترقی

کانوں میں تربیت دی جائے گی ۔اس پروگرام کا مقصد بلوچستان سے تعلق رکھنے والے نوجوان گریجویٹس کو شامل کر کے انہیں کان کنی کی صنعت میں کامیاب کیریئر کے لیے ضروری مہارتوں سے آراستہ کرتے ہوئے شریک عمل کرنا ہے ۔ بین الاقوامی پروگرام کی ٹریننگ کے اختتام کے بعد گریجویٹ ریکوڈک پراجیکٹ کا حصہ بنیں گے جو انسانی وسائل کی ترقی اہم کردار ادا کرے گا۔ پروگرام میں بلوچ طلباء کی شرکت مقامی نوجوانوں کو بااختیار بنانے اور اقتصادی ترقی میں بھی معاون ثابت ہوگی ۔جس سے ملک اور صوبے کا مستقبل روشن ہوگا۔سینڈک تانبے اور سونے کا منصوبہ ضلع چاغی میں واقع ہے جسے 1990ء کی دہائی میں MCC میٹالرجیکل کارپوریشن آف چائنہ نے تعمیر کیا تھا، جو پاکستان اور چین کا مشترکہ منصوبہ ہے جسے ریسورسز ڈویلپمنٹ کمپنی پرائیوٹ لمیٹڈ حکومت پاکستان کے تعاون سے چلا رہی ہے ۔ میٹالرجیکل کارپوریشن اور ریسورسز ڈویلپمنٹ کمپنی پرائیوٹ کارپویٹ کان کنی کے ساتھ ساتھ سماجی ذمہ داری کی سرگرمیوں میں تعلیم ،طبی دیکھ بھال ،مقامی ذریعہ معاش کی سہولیات اور سماجی عطیات میں بھی فعال طور پر حصہ لے رہی ہے ۔سینڈک پروجیکٹ کے تحت قائم اسکول میں 700 طلباء زیر تعلیم ہیں ۔ یہ حکومت بلوچستان کی منظوری کے تحت مقامی کمیونٹی میں واحد ہائی اسکول ہے ۔سینڈک پروجیکٹ کے تحت جدید طبی آلات سے آراستہ سینڈک ہسپتال بھی قائم کیا گیا ہے ،جس میں تین پاکستانی ڈاکٹرز ،ایک لیڈی ڈاکٹر کے علاوہ تین چینی ڈاکٹرز اور ایک چینی لیڈی ٹیکنیشنز مقامی مریضوں کو مفت طبی سہولیات فراہم کر رہے ہیں ۔اس کے علاوہ دور دراز کے علاقوں سے مریض سینڈک ہسپتال میں مفت معائنے اور مختلف بیماریوں کی تشخیص اور علاج کے لیے آتے ہیں ۔سینڈک ہسپتال میں ماہانہ تقریباً 1400 مریضوں کو طبی سہولیات فراہم کی جارہی ہیں ۔اس کے ساتھ ساتھ کمپنی نے 6 قریبی گاؤں کو مفت بجلی فراہم کرنے کے لیے کام مکمل کرلیا ہے ،قریبی آبادی میں آئل

لیمپ کا استعمال ختم کرتے ہوئے مفت بجلی کی فراہمی کے لیے سولر پینل بھی فراہم کیے گئے ہیں، میٹالرجیکل کارپوریشن ریسورسز ڈویلپمنٹ کمپنی پرائیوٹ نے پانی کی فراہمی کے لیے کنوئیں بھی کھودیں ہیں اور مقامی آبادی میں پینے کا صاف پانی پہچانے کے لیے ٹینکر بھی خریدے ہیں۔سیندک پراجیکٹ کے تحت سیلاب کے بعد پٹریوں کی دیکھ بھال کے علاوہ، سیلاب سے بچاؤ کے لیے پندرہ کلومیٹر حفاظتی بندوں کی تعمیر کی گئی ہے۔سیندک پراجیکٹ نے مقامی آبادی کے لیے روزگار کے بہت بڑے مواقع پیدا کیے ہیں۔اس وقت اس منصوبے پر 1763 پاکستانی ورکرز کام کررہے ہیں جن میں 1549 کا تعلق صوبہ بلوچستان سے ہے جو کل ملازمین کا 87 فیصد بنتا ہے۔734 ملازمین یعنی 42 فیصد کا تعلق ضلع چاغی سے ہے، اور 439 افراد یعنی 25 فیصد نوشکی سے ہیں، جو کمپنی کی بھرتی کی پالیسی ''مقامی لوگوں کو ترجیح دُنیا'' کا عملی نمونہ ہے۔سیندک پراجیکٹ سے ہزاروں بے روزگار افراد کو روزگار ملا ہے، ان کے گھروں میں چولہے جلے ہیں، لوگوں میں خوشحالی آئی ہے، بدامنی اور مایوسیوں کا خاتمہ ہوا ہے، اس بات میں کوئی شک نہیں کہ سیندک اور ریکوڈک جیسے بڑے منصوبے بلوچستان کی معاشی ترقی میں ایک اہم کردار ادا کررہے ہیں۔

"بلوچستان میں بے بنیاد احتجاج! عوام کے لیے مشکلات کا باعث"

بلوچستان میں ملک دشمن عناصر کی جانب سے آئے روز چھوٹی چھوٹی باتوں کو مسئلہ بنا کر احتجاج کے نام پر شاہرات کو بند کر دینا ایک معمول بنتا جا رہا ہے۔ پرامن احتجاج ہر انسان کا آئینی اور شرعی حق ہے، مگر احتجاج کے نام پر فساد پھیلانا کھلی دہشت گردی ہے جو کہ قانوناً اور شرعاً حرام ہے۔ احتجاج کا عام الفاظ میں معنی اپنے حقوق کے لیے آواز بلند کرنا ہے۔ مگر بلوچستان میں ہونے والے احتجاج اور دھرنے بدامنی کے فروغ کے سواء کچھ نہ ہیں۔ کیا ایک مجرم، قاتل ایک دہشت گرد کی حمایت کرنا، اپنے ناجائز مطالبات منوانے کے لیے ریاست کے خلاف منفی پراپیگنڈا کرنا ملکی املاک اور ترقیاتی منصوبوں کو نقصان پہنچانا، راستے بند کر کے لوگوں کے لیے مشکلات پیدا کرنا اور نہتے لوگوں کو قومیت اور لسانیت کے نام پر قتل کرنا اپنے حقوق کی لڑائی ہے؟۔ ہرگز نہیں یہ مٹھی بھر ملک دشمنوں کے ذاتی مفادات کی لڑائی ہے۔ دین اسلام میں باقاعدہ احتجاج کرنے کا طریقہ پیش کیا گیا ہے۔ جس طرح حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اپنے پڑوسی کے نامناسب رویے کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ صبر سے کام لو۔ وہ شخص چلا گیا پھر اس کے بعد دوسری یا تیسری مرتبہ حاضر ہوا اور وہی شکایت کی تو آپ نے مہذب اور پرامن احتجاج کرنے کا طریقہ بتاتے ہوئے فرمایا کہ جاؤ اپنے گھر کا سامان نکال کر راستے میں ایک طرف رکھ دو۔ چنانچہ اس شخص نے ایسا ہی کیا اپنے گھر کا سامان نکال کر راستے کے ایک طرف رکھ دیا۔ لوگوں نے جب اس شخص سے ایسا کرنے کی وجہ پوچھی تو اس نے اپنے پڑوسی کے رویہ کے متعلق بتایا۔ لوگوں نے اس کے پڑوسی کے بارے میں سخت الفاظ ادا کیے، یہ تھا پرامن احتجاج کا طریقہ۔ کیچ کے رہائشی ایک دوکاندار نے بتایا کہ چند لوگوں نے اسے زبردستی احتجاج میں شامل ہونے کا کہا، انکار پر اسے تشدد کا نشانہ بنانے کے علاوہ اس کی دوکان کے سامان کو اس کے سامنے نذرِ آتش کر دیا گیا۔ احتجاج کے نام پر شاہرات کو بند کرنے والوں کے متعلق نبی ﷺ کی

سخت وعید: حضرت معاذ بن انس جھنیؓ سے روایت ہے کہ ہم نے اللہ کے نبی ﷺ کی قیادت میں ایک غزوہ میں شرکت کی۔لشکر والوں نے جب پڑاوَ ڈالا تو عام لوگوں کے گزرنے والے راستوں کوتنگ کردیا۔آپ ﷺ نے فرمایا''جس نے عام لوگوں کی گزرگاہوں (راستوں) کو تنگ کردیا یا راستے بالکل ہی بند کردیئے تو اس کا صحیح معنوں میں جہاد نہیں ہوا۔''بلوچستان میں آئے روز ملک دشمن عناصر احتجاج کے نام پر سڑکیں بند کردیتے ہیں جن کی وجہ سے عوام کو شدید مشکلات اٹھانا پڑتی ہیں،روڈ بند ہونے کی وجہ سے طلباء وطالبات کالجز اور یونیوسٹیوں میں نہیں پہنچ پاتے۔مریض بروقت ہسپتالوں نہ پہنچنے کی وجہ سے ایمبولینسز میں جان دے دیتے ہیں،مارکیٹس بند ہونے کی وجہ سے اشیائے خوردونوش کی قلت کی وجہ سے لوگوں کو بھوک برداشت کرنا پرتی ہے،روڈ بند ہونے کی وجہ سے تاجروں کے فروٹ اور سبزیاں ٹرکوں میں گلنے سڑنے لگتی ہیں،جو کہ ان کا معاشی قتل اور مہنگائی کا سبب ہے۔اور ماڑہ کی رہائشی ایک میڈیکل کی طالبہ نے روتے ہوئے یہ بتایا کہ ان کے کوئٹہ میڈیکل کالج میں انٹری ٹیسٹ تھے جس میں پورے بلوچستان سے تعلق رکھنے والے طلباء وطالبات کی شرکت لازم تھی مگر روڈ بند ہونے کی وجہ سے گوادر،پسنی،پیشکان،جیونی،اور ماڑہ اور پنجگور کی بہت سی طالبات کوئٹہ نہیں پہنچ پائیں،جبکہ اس ٹیسٹ کے لیے انہوں نے دو سال مسلسل دن رات تیاری کی تھی۔تربت بالگتر کے ایک رہائشی نے بتایا کہ سی پیک شاہراہ بند ہونے کی وجہ سے گاڑیوں کی لمبی قطاریں لگی ہوئیں تھیں جن میں خواتین اور بچے بھی شامل تھے،ویرانے میں پینے کا پانی بھی میسر نہ تھا یوں لگتا تھا کہ جیسے ہم کربلا میں ہیں۔بچے بھوک سے نڈھال ہو چکے تھے۔اسی طرح قلات کے ایک رہائشی نے بتایا کہ ہم دیہاڑی دار مزدور لوگ ہیں،روڈ بند ہونے کی وجہ سے کئی دنوں سے میرے گھر میں فاقہ کشی چل رہی ہے،ہمارے سامنے ایک مریض جس کی ایمبولینس کو راستہ نہیں دیا اور وہ تڑپ تڑپ کر ایمبولینس میں وفات پا گیا۔بزرگ کاکا سلیمان نامی شخص نے ویڈیو پیغام میں بتایا کہ اس کا کم عمر نواسہ جو کہ سول اسپتال گوادر میں زیر علاج تھا مگر اس کی طبیعت بگڑنے کی وجہ سے ہم اسے کراچی لے کر جارہے تھے،مگر نیلنٹ پہنچنے

تک اس کی طبیعت مزید بگڑ گئی ہم نے بچے کو تربت ہسپتال لیجانے کا فیصلہ کیا۔مگر جب ہم تربت ڈی بلوچ پہنچے تو ملک دشمن، دہشت گردوں، قاتلوں اور مجرموں کے لیے سراپا احتجاج تھے، میں نے ان کو بتایا کہ میرا نواسہ سریس حالت میں ہے جسے آکسیجن لگی ہوئی ہے،ہمیں راستے دو تا کہ ہم اسے ہسپتال لے جائیں،مگر ہمیں راستہ نہیں دیا گیا۔مجبور ہو کر ہم نے دوسری جانب کھڑی بولان گاڑی کرائے پر لی اور آکسیجن کے بغیر بچے کو پی آئی اے ہسپتال تربت لے گئے،مگر آکسیجن نہ ملنے کی وجہ معصوم بچہ زندگی کی بازی ہار گیا۔کاکا سلیمان کے نواسے کا قاتل کون؟ان طالبات کے روشن مستقبل کا قاتل کون؟،تاجروں کا معاشی قاتل کون؟بلوچستان کی ترقی کا قاتل کون؟یقیناً یہی ملک دشمن عناصر ہیں۔ہمارے پیارے نبی ﷺ نے راستوں سے تکلیف دہ چیزوں کو ہٹانے کو صدقہ قرار دیا ہے۔ایک روایت کے مطابق ایک شخص کہیں جا رہا تھا۔راستے میں اس نے کانٹوں کی بھری ہوئی ایک ٹہنی دیکھی،پس اسے راستے سے ہٹا دیا۔اللہ تعالیٰ صرف اسی بات پر اس سے راضی ہو گیا اور اس کی بخشش کر دی۔دہشت گردی کیا ہے؟سڑکوں پر ٹائر جلا کر راستوں کو بند کرنا، گاڑیوں کو نذر آتش کرنا،انسانی جانوں سے کھیلنا،فائرنگ کر کے دہشت پھیلانا،دکانیں جلانا،ملکی املاک کو نقصان پہنچانا،یہ ساری منفی سرگرمیاں زمین پر فساد مچانے کی مختلف صورتوں میں سے ہیں اور یہی ساری چیزیں دہشت گردی میں شامل ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے ارشاد باری تعالیٰ ''اور زمین میں فساد برپا کرنے کی کوشش نہ کر،اللہ تعالیٰ فساد مچانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔'' بے گناہ اور معصوم افراد کے قاتلوں کے سہولت کاروں کے متعلق فرمان نبی ﷺ :

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:جو شخص کسی مسلمان کے ناحق قتل کا سہولت کار بنا اگرچہ وہ معاونت بالکل معمولی درجے کی ایک بات کی حد تک بھی ہو تو وہ شخص قیامت کے اس حال میں ملے گا کہ اس کی آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا کہ یہ شخص اللہ کی رحمت سے مایوس رہے گا۔واضح رہے کہ بلوچستان میں ہونے احتجاج،احتجاج نہیں بلکہ فساد ہیں۔

”ترقی کی راہ پر گامزن بلوچستان“

اللہ تعالیٰ نے پاکستان کو بہترین محل وقوع، بے بہا نعمتوں، صلاحیتوں اور وسائل سے مالا مال کیا ہے، ایک طرف آسمان کو چھوتی بلند و بالا چوٹیاں ہیں تو دوسری طرف وسیع سمندر اور ساحلی علاقہ، ہمارے پاس سیکڑوں میل پر پھیلے، ہرے بھرے، وسیع و عریض سونا اگلتے سبزہ زار بھی ہیں تو صحراؤں کا حسن بھی اپنی مثال آپ ہے، جہاں چاندنی راتوں میں مور ناچتے اور زندگی کے رنگ بکھیرتے ہیں۔ سات لاکھ 96 ہزار مربع میل پر سیکڑوں چھوٹے بڑے دریا بہتے ہیں جن کے دامن میں وقت کی مختلف تہذیبوں نے جنم لیا اور پروان چڑھیں، ہمارے دہقانوں، ہنرمندوں اور جوانوں کو ان کی محنت، لگن اور شجاعت سے دنیا پہنچانتی ہے۔ بلوچستان رقبے کے لحاظ پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے اور اپنے قدرتی وسائل اور سٹریٹجک اہمیت کی وجہ سے ہمیشہ توجہ کا مرکز رہا ہے۔ اوپر سے اسی صوبے میں سی پیک (چین پاکستان اقتصادی راہداری) جیسے منصوبے نے بلوچستان میں ترقی کی نئی راہیں کھول دی ہیں، یہ منصوبہ نہ صرف پاکستان کی معاشی ترقی میں ایک اہم کردار ادا کر رہا ہے بلکہ اس نے بلوچستان جیسے پسماندہ صوبے کو ملکی معیشت میں ایک بنیادی حیثیت دینے کے مواقع بھی فراہم کیے ہیں۔ یہ منصوبہ چین اور پاکستان کے تعلقات کی مضبوطی اور خطے میں پاکستان کے معاشی استحکام کی علامت بن چکا ہے۔ گوادر پورٹ پاکستان کے لیے تجارتی ترقی کا دروازہ ہے۔ خلیج فارس کے دہانے پر واقع ہونے کی وجہ سے یہ بندرگاہ پاکستان کو نہ صرف خطے بلکہ بین الاقوامی سطح پر تجارتی سرگرمیوں کے مرکز کے طور پر ابھرنے کا موقع فراہم کرتی ہے۔ اس بندرگاہ کے ذریعے چین وسطی ایشیا کے ممالک خلیجی ممالک تک بآسانی رسائی میسر آئے گی، جس سے پاکستان کو سالانہ لاکھوں ڈالر کا تجارتی فائدہ پہنچے گا۔ گوادر بندرگاہ نہ صرف پاکستان کو اقتصادی استحکام دے رہی ہے بلکہ یہ بلوچستان کی

معاشی خوشحالی میں بنیادی کردار ادا کر رہی ہے۔ سی پیک منصوبہ نے بلوچستان کو ترقی اور خوشحالی کی راہوں پر گامزن کر دیا جو صوبے کے مختلف شعبوں پر گہرے اثرات مرتب کر رہا ہے۔ یہ منصوبہ محض بنیادی ڈھانچے کی تعمیر تک محدود نہیں بلکہ بلوچستان کی صنعتی، معاشی، سیاسی، تعلیمی اور صحت کے شعبوں میں وسیع تبدیلیاں لا رہا ہے۔ بلوچستان میں سڑکیں، ریلوے لائنیں اور توانائی کے منصوبے مکمل ہونے سے نہ صرف کاروباری سرگرمیوں کو فروغ ملا ہے بلکہ اس سے صوبے کے دور دراز علاقوں کو ملک سے منسلک کرنے میں بھی مدد ملی ہے۔ سڑکوں اور ریلوے نیٹ ورک کی توسیع نے بلوچستان کے اندر اور باہر تجارتی رسائی کو ممکن بنایا ہے۔ یہ منصوبے بلوچستان کے لوگوں کے معیار زندگی میں بھی خاطر خواہ اضافہ کر رہے ہیں۔ بلوچستان میں اقتصادی ترقی کے لیے زراعت، ماہی گیری اور معدنیات جیسے شعبوں میں سرمایہ کاری کی جا رہی ہے۔ سی پیک کے تحت گوادر پورٹ اور اس سے جڑے صنعتی زونز کی تعمیر سے بلوچستان میں صنعتی ترقی کو فروغ ملا ہے۔ ان صنعتی زونز میں سرمایہ کاری سے نہ صرف روزگار کے لیے نئے مواقع پیدا ہوئے ہیں بلکہ بلوچستان کی معیشت بھی مستحکم ہوئی ہے۔ گوادر توانائی کے منصوبوں، جیسے حب کوئلہ پاور پلانٹ نے توانائی کے بحران کو حل کرتے ہوئے صنعتوں کو مستقل بجلی فراہم کی ہے، جس سے صنعتی پیداوار میں نمایاں اضافہ ہوا ہے۔ نئی سڑکوں کی تعمیر سے مقامی و بین الاقوامی کاروباری افراد کو نئی منڈیوں تک رسائی ملی ہے۔ اس کے علاوہ مکران کوسٹل ہائی وے جس کی لمبائی 653 کلومیٹر ہے جو گوادر کو کراچی سے پسنی، اورماڑہ، لسبیلہ کے ذریعے ملاتی ہے اور بحیرہ عرب ایران اور وسطی ایشیا تک رسائی فراہم کرتی ہے، اس نے صوبے کی ترقی میں کلیدی کردار ادا کیا ہے۔ اس کے علاوہ قراقرم ہائی وے جیسے منصوبوں نے بلوچستان کے دور دراز علاقوں کو تجارتی نیٹ ورک سے جوڑا جس سے تجارتی سرگرمیوں میں اضافہ ہوا۔ بلوچستان میں حکومت پاکستان کے ''ویژن بلوچستان 2030'' کے تحت کمیونی کیشن انفراسٹرکچر، ڈیموں کی تعمیر، پانی کی قلت کو دور

کرنے اور فشریز کے مختلف منصوبوں پر کام تیزی سے جاری ہے۔خوشحال بلوچستان کی تعمیر وترقی میں حکومتی اور عسکری کاوشوں کا کلیدی کردار ہے ۔ پاکستان آرمی ہیومن سیکیورٹی کو مدنظر رکھتے ہوئے بلوچستان کی تعمیر وترقی کے لیے ،حکومت پاکستان اور برادر ملکوں کے تعاون سے صحت ،تعلیم اور لوگوں کو روزگار مہیا کرنے کے منصوبوں میں بھر پور معاونت کر رہی ہے۔کوئٹہ میں سٹیٹ آف دی آرٹ کارڈ یک سنٹر، گوادر ہسپتال، آواران، ژوب، خضدار اور پنجگور میں صحت عامہ کی بہترین سہولیات سرفہرست ہیں ۔حکومت بلوچستان اور ریکوڈک مائننگ کمپنی کے زیر اہتمام چلنے والا اجدیدطبی سہولیات سے آراستہ انڈس ہسپتال نوکنڈی جس کا افتتاح گذشتہ 25 جون 2024ء کو کیا جا چکا ہے وہ ضلع چاغی اور نوکنڈی جیسے پسماندہ علاقوں کے لیے کسی نعمت سے کم نہیں ،اس کے علاوہ ریکوڈک مائننگ کے تحت نوکنڈی میں قائم ہنر ٹیکنیکل انسی ٹیوٹ ،جس میں 350 کے قریب خواتین ومرد حضرات ہنر سیکھ رہے ہیں جبکہ اس منصوبے کے تحت پانچ پرائمری اسکول ، ہمائی کلی ،مشکی چاہ ،موکچہ ، دربن چاہ اور تنگ کھچاؤ کے علاقوں میں قائم کیے جا چکے ہیں جن میں اس وقت 357 طلباء وطالبات زیر تعلیم ہیں ۔اس کے علاوہ چین اور پاکستان کا مشترکہ منصوبہ سیندک کاپر ،گولڈ مائن پراجیکٹ کے تحت سیندک ہسپتال ،اسکولوں کا قیام بلوچستان کے روشن مستقبل کا اہم باب ہیں ۔سی پیک ،سیندک اور ریکوڈک منصوبوں کی وجہ سے ہزاروں افراد کو روزگار ملا ہے ۔ نوجوانوں کو ترجیحی بنیادوں پر تعلیمی مواقع فراہم کیے جا رہے ہیں، متعدد یونیوسٹیوں اور میڈیکل کالجز کا قیام عمل میں لایا جا چکا ہے ۔اس کے علاوہ سی پیک کے تحت بنیادی ڈھانچے کی تعمیر نے بلوچستان کے سیاحتی مقامات کو دنیا کے سامنے روشناس کرانے میں اہم کردار ادا کیا ہے ۔مکران کوسٹل ہائی وے اور گوادر کے اردگرد کے علاقوں کی ترقی نے سیاحوں کو اپنی جانب متوجہ کیا ہے، ہنگول نیشنل پارک ،جیونی اور بلوچستان کے دیگر قدرتی تاریخی مقامات تک رسائی آسان ہونے کی وجہ سے مقامی وبین الاقوامی سیاحت میں اضافہ ہوا ہے ۔جس

بلوچستان امن اور ترقی

سے مقامی معیشت کو فائدہ پہنچا ہے۔ بلوچستان اب ترقی اور خوشحالی کی راہ پر گامزن ہے، اور یہی بات ملک دشمن عناصر، دہشت گرد تنظیموں کو کسی صورت قبول نہیں کہ بلوچستان ترقی کرے، کیونکہ وہ بلوچستان کی پسماندگی کے نام پر ہی تو بلوچ عوام کو گمراہ کرتے ہیں۔ اس لیے ان ترقیاتی منصوبوں اور ان پر کام کرنے والے انجینئرز، مشینری اور مزدوروں کو نشانہ بنایا جاتا ہے۔ چند روز قبل پنجگور میں ڈیم کی حفاظت پر مامور پانچ سیکورٹی اہلکاروں کا قتل بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ مگر دوسری طرف عسکری قیادت میں بلوچ نوجوانوں کی بڑھتی تعداد اور دلچسپی دشمن عناصر کے منہ پر طمانچہ ہے۔ واضح رہے کہ محب وطن بلوچ عوام، ملک دشمن عناصر کے جھوٹے بیانیے کو مسترد کر چکی ہے۔ میرا بلوچستان۔ خوشحال بلوچستان۔

''تربت گرینڈ قبائلی جرگہ''

بلوچستان امن اور ترقی

بلوچستان کے ضلع کیچ کے شہر تربت میں علاقائی مسائل پر تبادلہ خیال کے لیے ایک گرینڈ قبائلی جرگہ کا انعقاد کیا گیا۔ جرگہ پشتون زبان کا لفظ ہے اس کے معنی ''اسمبلی'' یا پنچائیت کے ہیں۔ قبائلی علاقوں میں، قبیلوں کے عمائدین یا سردار ایک کمیٹی کی شکل میں باہمی صلاح اور مشاورت کے بعد مسائل کا حل نکالتے ہیں۔ مذکورہ گرینڈ قبائلی جرگہ میں گورنر بلوچستان جعفر خان مندوخیل، وزیر اعلیٰ بلوچستان میر سرفراز بگٹی، کورکمانڈر بلوچستان لیفٹیننٹ جنرل راحت نسیم احمد خان، آئی جی ایف سی بلوچستان (ساؤتھ) میجر جنرل بلال سرفراز خان، صوبائی وزراء، سینیٹرز، علاقائی عمائدین، اعلیٰ سول وعسکری حکام، خواتین، طلباء وطالبات سمیت مقامی لوگوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ جرگہ کا آغاز شرکاء کا یادگار شہداء پر پھولوں کی چادر چڑھانے اور فاتحہ خوانی سے کیا گیا۔ شرکاء جرگہ نے مکران کے قبائلی عمائدین، کاروباری حضرات، خواتین، اور طلبہ سمیت مختلف طبقات کے نمائندوں سے ملاقات کی، ان کے مسائل سنے اور ان پر مشاورت کی۔ اس موقع پر وزیر اعلیٰ بلوچستان میر سرفراز بگٹی نے بینظیر اسکالرشپ پروگرام کا اعلان کیا اور کہا کہ اس پروگرام کے تحت بلوچستان کے تعلیم یافتہ نوجوانوں کے لیے بیرون ممالک میں پی ایچ ڈی کے تمام اخراجات صوبائی حکومت بلوچستان برداشت کرے گی۔ بلوچستان بورڈ کے میٹرک اور انٹرمیڈیٹ کے امتحانات میں ہر ضلع کے پہلے دس طلباء کی سولہ سالہ تعلیم تک کے اخراجات بھی صوبائی حکومت اٹھائے گی۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ وزیر اعلیٰ بلوچستان مستقبل کے معماروں کو زیورِ تعلیم سے آراستہ کرنے کے تاریخی اقدامات اُٹھا رہے ہیں، کیونکہ کسی بھی قوم کا مستقبل اور اس کی طاقت اس کے نوجوان ہوتے ہیں۔ یہ نوجوان قوم کی قسمت بدلنے کی صلاحیت رکھتے ہیں، دنیا میں برپا ہونے والے ہر انقلاب اور بڑی تبدیلی کے پیچھے نوجوان

بلوچستان امن اور ترقی

نظر آئیں گے۔ ہمارے با صلاحیت نوجوان ہمارا روشن مستقبل ہیں۔ وزیر اعلیٰ بلوچستان نے کہا کہ نوجوانوں اور بیروزگار افراد کے لیے چیف منسٹر یوتھ اسکلز ڈویلپمنٹ پروگرام بھی شروع کیا جا چکا ہے، جس کے تحت مرحلہ وار 30 ہزار نوجوانوں کو ہنر مند بنا کر بیرون ملک روزگار کے لیے بھیجا جا رہا ہے، اس کے علاوہ تعلیم یافتہ بے روزگار نوجوانوں کو کاروبار کے لیے بلاسود قرضے دیئے جا رہے ہیں۔ بلوچستان اس وقت پسماندگی سے نکل کر ترقی اور خوشحالیوں کی راہ پر گامزن ہو چکا ہے۔ سی پیک جیسے بڑے منصوبہ نے بین الاقوامی سطح پر پاکستان کو ایک اہم اقتصادی راہداری کے طور پر پیش کیا ہے۔ گوادر بندرگاہ کی اہمیت نے اس خطے کو بین الاقوامی تجارت کا مرکز بنا دیا ہے جس سے پاکستان ایک اہم تجارتی اور اقتصادی مرکز کے طور پر عالمی نقشے پر ابھر کر سامنے آیا ہے۔ سینڈک اور ریکوڈک جیسے منصوبے بلوچستان کی تقدیر بدلنے میں کلیدی کردار کے حامل ہیں۔ سینڈک منصوبے کے تحت قائم اسکول میں اس وقت 700 طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں، جدید طبی آلات سے آراستہ سینڈک ہسپتال مریضوں کو مفت طبی سہولیات فراہم کر رہا ہے اس منصوبے پر 1600 کے قریب مقامی ورکرز کام کر رہے ہیں۔ ریکوڈک منصوبہ کے تحت جدید طبی آلات سے آراستہ انڈس ہسپتال نوکنڈی ضلع چاغی کے پسماندہ علاقوں کے لیے مریضوں کے لیے کسی نعمت سے کم نہیں، ہنر ٹیکنیکل انسی ٹیوٹ جس میں اس وقت 350 کے قریب خواتین وحضرات ہنر سیکھ رہے ہیں، اس کے علاوہ پانچ پرائمری اسکول جن میں 400 کے قریب بچے زیر تعلیم ہیں۔ اس کے علاوہ زراعت کو جدید خطوط پر استوار کرنے، بنجر زمین کو کاشت کے قابل بنانے اور لوگوں کو روزگار فراہم کرنے کے لیے 2023ء میں پاک فوج کی تعاون سے وطن عزیز میں زرعی انقلاب کے لیے ایک بڑے منصوبے گرین پاکستان انیشیٹو پروگرام کا اعلان کیا گیا جس کے تحت اس وقت جنوبی بلوچستان کے علاقہ دشت میں ایک لاکھ ایکٹر زرعی زمین پر اس منصوبے کا آغاز کیا جا چکا ہے، جس کے تحت 95 فیصد بنجر زمین کو ہموار کر کے 2460 ایکٹر

زمین کو کاشت کاری کے قابل بنایا جا چکا ہے۔ اس وقت 123 سولر ٹیوب ویلز لگائے جا چکے ہیں۔ جن سے پہلے اور دوسرے مرحلے میں جنوبی بلوچستان کے 110 سے زائد خاندان ان سہولیات سے استفادہ حاصل کر رہے ہیں۔ 2027ء تک 1500 خاندان اس منصوبے کی وجہ سے ہونے والی ترقی کے ثمرات سے مستفید ہونگے۔ اس منصوبے کو جنوبی بلوچستان کی تحصیلوں، مند، بلیدہ، تربت، ہوشاب، پنجگور اور خاران تک پھیلایا جا رہا ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اس منصوبے سے فائدہ پہنچ سکے اور بے روزگاری کا خاتمہ ہو۔ مقامی کسان انتہائی خوش ہیں کہ ان کی بنجر زمینیں کاشت کاری کے قابل ہو چکی ہیں، اور ان کے لیے بہترین ذریعہ معاش ثابت ہو رہی ہیں۔ مزید وزیر اعلیٰ بلوچستان نے کہا کہ 2000 کے بعد دہشت گردانہ کارروائیوں میں شہید ہونے والے بے گناہ افراد کے خاندانوں کی معاونت اور ان کے بچوں کے تعلیمی اخراجات حکومت بلوچستان برداشت کرے گی۔ ملک دشمن عناصر جان لیں کہ کسی کو بلوچستان کے امن و ترقی کی راہ میں رکاوٹ ڈالنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ بے گناہ نہتے مزدوروں کو بلوچستان میں شہید کرنا افسوسناک ہے، واضح رہے کہ ریاست ہمیشہ مظلوموں کے ساتھ کھڑی ہے۔ ریاستی رٹ کو چیلنج کرنے والوں سے سختی سے نمٹا جائے گا، ہم نے بلوچستان میں امن کی بحالی اور ترقی کے لیے بڑی قربانیاں دی ہیں۔ شہداء کا خون رائیگاں نہیں ہونے دیا جائے گا، مسائل کا حل بات چیت کے ذریعے نکالا جاتا ہے، جلاؤ گھیراؤ دنگا فساد کھلی دہشت گردی ہے۔ وزیر اعلیٰ بلوچستان نے قبائلی عمائدین اور عوام کو دہشت گردی کے خلاف جنگ میں قربانیوں پر خراجِ تحسین پیش کیا۔ قبائلی عمائدین نے بلوچستان میں امن کے قیام میں قانون نافذ کرنے والے اداروں کے کلیدی کردار کو سراہا اور علاقے میں امن و امان کے قیام کے لیے تمام اداروں کے ساتھ بھرپور تعاون کا یقین دلایا۔ آخر میں نوجوانوں کے اندر عقابی بیدار کرنے والے شاعر مشرق، مفکر پاکستان ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ کی یوم ولادت کی مناسبت سے ایف سی بلوچستان (ساؤتھ) کے زیر

بلوچستان امن اور ترقی

اہتمام جنوبی بلوچستان میں علامہ اقبال کی فکر اور پیغام سے روشناس کروانے کے لیے تقریری مقابلوں میں نمایاں کارکردگی دکھانے والے طلباء کو مہمانِ خصوصی نے انعامات سے نوازا، اور کہا کہ فکر اقبالؒ انتہا پسندانہ رویوں اور سوچ کی نفی کرتی ہے اور اس وقت علامہ اقبال کے پیغام کو عام کرنا اہم عصری تقاضا ہے۔ اقبال کی فکر آج کے دور میں اتنی ہی اہمیت رکھتی ہے جتنی ان کے زمانے میں تھی۔ ان کا پیغام ہمیں یہ سمجھاتا ہے کہ ترقی کے راستے میں خود شناسی اور خود اعتمادی کی کتنی اہمیت ہے۔ جرگہ کے اختتام پر مقامی عمائدین نے حکومت بلوچستان اور افواج پاکستان کی جانب سے علاقے کی ترقی اور امن و امان کے قیام کے لیے کیے جانے والے اقدامات پر مکمل اعتماد اور اطمینان کا اظہار کیا۔

''نوجوانوں کو گمراہ کیا جارہا ہے''

بلوچستان میں بیرونی فنڈنگ سے چلنے والی دہشت گرد تنظیمیں بلوچستان کا امن وامان تباہ کیے ہوئے ہیں۔ یادرہے کہ موسیٰ خیل راڑشم قومی شاہراہ پر 23افراد کوبسوں سے اتار کر شناخت کے بعد قتل کیا گیا تھا،اس دہشت گردانہ کاروائی میں پنجاب یونیورسٹی کا تھرڈ سمسٹر کا طالب علم بی ایل اے کا دہشت گرد طلعت عزیز نے ہتھیار ڈال کر قومی دھارے میں شامل ہونے کے بعد بتایا کہ کس طرح اس کو پنجابیوں اور نہتے لوگوں کو مارنے پر مجبور کیا گیا تھا۔طلعت عزیز نے بتایا کہ اس کا تعلق کوئٹہ سے ہے اوراس نے ابتدائی تعلیم یہیں سے حاصل کی ،میٹرک کے بعد سبی کالج میں داخلہ لیا اور پھر اچھے نمبروں کی بنیاد پر پنجاب یونیورسٹی میں پولیٹیکل سائنس کے شعبے میں اسکالر شپ پر داخلہ حاصل کیا۔وہاں تھرڈ ائیر میں زیر تعلیم تھا جہاں اس کا رابطہ بلوچ کونسل کے طلبہ سے ہوا جو دہشت گرد تنظیموں کے لیے کام کررہے تھے،نے میری ذہن سازی کی اور مجھے کوئٹہ میں بلوچ یک جہتی کمیٹی کے احتجاجی دھرنے میں شرکت کے لیے آمادہ کیا اور کہا کہ مجھے پہاڑوں پر اچھی زندگی ملے گی۔لیکن حالات اس کے بالکل برعکس تھے،وہاں میں دیکھا کہ تعلیم یافتہ نوجوانوں کو گمراہ کرکے انہیں پنجابیوں اور نہتے لوگوں کو مارنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ مجھے احساس ہوا کہ میں نے غلط راستے کا انتخاب کرلیا ہے میں وہاں سے بھاگ آیا۔طلعت عزیز نے بتایا کہ پہاڑوں پر ایسے نوجوان بھی موجود ہیں جن کی تصاویر میں نے بلوچ یک جہتی کمیٹی کے احتجاجی دھرنوں میں دیکھی تھیں جنہیں لاپتہ افراد ظاہر کیا گیا ہے۔میں بلوچ نوجوانوں کو کہتا ہوں کہ وہ ملک دشمن عناصر کی باتوں میں نہ آئیں کیونکہ یہ لوگ ان کا مستقبل خراب کررہے ہیں۔میں ایک پڑھا لکھا نوجوان ہوں لیکن دہشت گردوں کی وجہ سے اپنا مستقبل گنوا بیٹھا ہوں۔اس دہشت گردانہ کاروائی میں ایک 16 سالہ لڑکا بھی شامل تھا جس نے دوران تفتیش بتایا کہ ان کاروائیوں میں بچوں کو بھی اسلحے کی ترسیل کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔دہشت گرد تنظیمیں ایسے چھوٹے بچوں کو چند

پیسوں کا لالچ دے کر اپنے ساتھ شامل کرتی ہیں جن کے مالی حالات اچھے نہیں ہوتے اور پھر ان معصوم بچوں کے ہاتھوں ڈبے اور پیکٹ (جن میں بم ہوتے ہیں) پکڑا کر دوسرے جگہ پہنچانے کا کہا جاتا ہے اور اکثر بچے ان کو کھولنے کی کوشش میں اپنی جان گنوا بیٹھتے ہیں، جس طرح دہشت گردوں نے خاران میں ایری گیشن کالونی کے رہائشی ایک گیارہ سالہ معصوم قدرت اللہ کو ایک ڈبہ (جس میں بم تھا) دوسری جگہ پہنچانے کے لیے دیا تھا جسے قدرت اللہ نے گھر جا کر کھولنے کی کوشش کی اور بم پھٹنے کی وجہ سے قدرت اللہ موقع پر شہید ہو گیا تھا۔ اسی طرح محمد انس جو کہ پنجگور کا رہائشی تھا اور کراچی میں قائد اعظم یونیورسٹی میں زیر تعلیم تھا، چھٹیوں پر گھر آیا ہوا تھا کو دہشت گردوں نے برین واشنگ کے ذریعے ورغلا کر پولنگ اسٹیشن پر گرینڈ پھینکنے پر مجبور کیا جو اس کے ہاتھ میں پھٹ گیا اور محمد انس ہاتھ کی انگلیاں گنوا بیٹھا۔ بلوچ یک جہتی کمیٹی اور اس کی نام نہاد لیڈر ڈاکٹر ماہ رنگ بلوچ، دہشت گرد تنظیموں کی پراکسی ہے، جس کی اصلیت یہ ہے کہ اس نے ہمیشہ قاتلوں، مجرموں اور مفروروں کو لاپتہ افراد قرار دے کر ریاست اور ریاستی اداروں کے خلاف منفی پراپیگنڈا کر کے بلوچ عوام کو گمراہ کیا ہے۔ یاد رہے کہ بلوچستان میں ''لاپتہ افراد'' کی حقیقت محض کے ایک ڈرامے کے سواء کچھ نہیں، اگر یہ حقیقت ہے تو پھر ماہ رنگ بلوچ سپریم کورٹ آپ پاکستان کی جانب سے ''لاپتہ افراد'' کے حوالے سے بننے والے کمیشن کے ساتھ تعاون کرنے سے انکاری کیوں ہے؟۔ ڈاکٹر ماہ رنگ بلوچ تعلیم یافتہ بلوچ نوجوانوں کو ریاستی ناانصافیوں کی جھوٹی کہانیاں سنا کر دہشت گردی کی طرف راغب کر رہی ہے۔ جس کا ثبوت گذشتہ دنوں ضلع کیچ میں سیکورٹی فورسز کے آپریشن میں ہلاک ہونے والے ایک دہشت گرد نے ڈاکٹر ماہ رنگ بلوچ کی تصویر والی شرٹ پہن رکھی تھی۔ ڈاکٹر ماہ رنگ بلوچ نے تعلیم یافتہ نوجوانوں کی اس انداز میں برین واشنگ کی ہے کہ وہ اپنی ہی قوم کی نسل کشی کو جہاد سمجھ رہے ہیں۔ ڈاکٹر ماہ رنگ بلوچ، دشمن ممالک کی ایجنٹ ہے جس کو ریاست پاکستان کا نام بدنام کرنے، بلوچستان میں ترقیاتی کاموں کے خلاف سازشیں کرنے، بدامنی، انتشار کو پھیلانے اور نوجوانوں کو ریاست کا باغی بنانے کے لیے تیار کیا گیا

ہے، اس کام کے لیے اس کو بھاری ڈالرز دیئے جاتے ہیں۔ چند ماہ قبل ماہ رنگ بلوچ نے ناروے کی شہر اوسلو میں ایک کانفرنس میں شرکت کی اور عوض میں ایک ملین ڈالرز وصول کیے تھے جس میں 5.2 لاکھ ڈالرز بلوچ یک جہتی کمیٹی کے ذریعے نوجوانوں اور خواتین کو ریاست کے خلاف گمراہ کرنے کے لیے استعمال کیے گئے۔ ماہ رنگ بلوچ نے اپنے ذاتی مفادات کے لیے بلوچ قوم کو استعمال کیا، اپنی سیاست کو چمکانے کے لیے خونی سیاست کی۔ انسانی حقوق کی علمبردار ہونے کا دعویٰ کرنے والی اس بلوچ قوم کی قاتلہ نے آج تک کسی مظلوم کے لیے ہمدردی کا ایک لفظ تک نہیں بولا، مگر دہشت گردوں، قاتلوں کی حمایت میں احتجاج کیے، دھرنے دیئے ہیں۔ گذشتہ دنوں مند ماہیر میں قانون نافذ کرنے والے اداروں نے دلیپ شکاری نامی ایک مفرور، قاتل، بھتہ خور دہشت گرد، جو کہ کالعدم تنظیم بی ایل ایف مند کا سربراہ ہے کے گھر کو اپنی تحویل میں لیا تو بلوچ یک جہتی کمیٹی اور ڈاکٹر ماہ رنگ بلوچ اس دہشت گرد کے حق میں احتجاج کرنے لگے اور ریاستی اداروں کے خلاف منفی پراپیگنڈا شروع کیا گیا۔ کیا ایسے مجرم کی حمایت میں احتجاج کرنا درست ہے؟ کیا ایسے شخص کے لیے آواز اٹھانا مناسب ہے جس کے جرائم سے سب واقف ہوں؟ ہرگز نہیں مجرم کا ساتھ دینا بھی جرم ہے ایک دہشت گرد کے لیے عوام کے جان و مال کو نقصان پہنچانا، سڑکیں بند کر کے مسافروں کے لیے بالخصوص مریضوں کے لیے مشکلات پیدا کرنا، تاجروں کا معاشی قتل کرنا بھی دہشت گردی ہے۔ راقم الحروف اپنے سابقہ متعدد کالموں میں بی وائی سی اور ڈاکٹر ماہ رنگ بلوچ کی حقیقت اور اصلیت کو بیان کر چکا ہے۔ بی ایل اے کے چھوڑنے والے طلعت عزیز نے بتایا کہ دہشت گرد تنظیموں کا مقصد صرف بلوچوں کو گمراہ کرنا ہے، میں اتنا گمراہ ہوا کہ اپنے اہل خانہ کے بارے میں بھی نہ سوچا۔ مجھے قائل کیا گیا کہ بلوچستان میں بلوچ قوم کے ساتھ بڑی زیادتی ہو رہی ہے لہذا آزادی کے لیے ہتھیار اٹھاؤ، مسنگ پرسن اور آزادی کا ڈھونگ رچا کر عوام کو گمراہ کیا جا رہا ہے۔ بلوچ یک جہتی کمیٹی کے احتجاج اور دھرنوں میں نوجوانوں کی ذہن سازی کر کے انہیں پہاڑوں میں موجود دہشت گردی کے کیمپوں میں بھیجا جاتا ہے۔

”بلوچستان امن اور ترقی کی طرف گامزن“

صوبائی وزارت داخلہ بلوچستان نے 15 اکتوبر 2024ء کو وفاقی حکومت کو ایک درخواست دی تھی کہ بلوچستان میں امن وامان برقرار رکھنے اور دہشت گردی کے خاتمے کے لیے پاکستان آرمی کے 31 یونٹس اور فرنٹ ئیر کور (ایف سی) کے 107 ونگز صوبہ بلوچستان میں تعینات کیے جائیں جس پر وفاقی حکومت نے پاک فوج اور ایف سی کے دستوں کو 14 اکتوبر 2025ء تک کے لیے صوبائی حکومت بلوچستان کی معاونت کے لیے تعینات کرنے کی منظوری دیدی ہے جو کہ ایک نہایت خوش آئند ہے۔ یہ فیصلہ پاکستان کے آئین 245 ضابطہ فوجداری 1898ء کے سیکشن 131 اے اور انسداد دہشت گردی ایکٹ 1997ء کے سیکشن 4 اور 5 کے تحت کیا گیا ہے۔ آرٹیکل 245 کیا ہے؟ اس آئین کے آرٹیکل کے تحت سول انتظامیہ کی مدد کے لیے فوج کو طلب کیا جا سکتا ہے۔ اس آرٹیکل کے تحت فوج کے فرائض متعین کیے گئے ہیں۔ اس شق کی ذیلی تین شقیں ہیں۔ شق 1۔ کے تحت وفاقی حکومت کی طرف سے جاری شدہ کسی ہدایت کے جواز کو کسی عدالت میں زیر اعتراض نہیں لایا جائے گا۔ شق 2۔ کوئی عدالت عالیہ کسی ایسے علاقے میں، جس میں پاکستان کی مسلح افواج فی الوقت آرٹیکل 245 کی تعمیل میں شہری حکام کی مدد کے لیے کام کر رہی ہوں، آرٹیکل 199 کے تحت کوئی اختیار سماعت استعمال نہیں کرے گی، مگر شرط یہ ہے کہ اس شق کا اس دن سے عین قبل جس پر مسلح افواج نے شہری حکام کی مدد کے لیے کام کرنا شروع کیا ہو، کسی زیر سماعت کارروائی سے متعلق عدالت عالیہ کے اختیار سماعت کو متاثر کرنا مقصود نہیں ہوگا۔ شق 3۔ کسی علاقہ سے متعلق کوئی کارروائی جسے اس دن یا اس کے بعد دائر کیا گیا ہو، جبکہ مسلح افواج نے شہری حکام کی مدد کے لیے کام شروع کیا ہو اور جو کسی عدالت عالیہ میں زیر سماعت ہو، اس عرصے میں معطل رہے گی۔ وزارت داخلہ کی جانب سے یہ تعیناتی صوبہ بلوچستان میں جاری سیکورٹی چیلنجوں کے جواب میں کی گئی ہے، فوج اور ایف سی عسکریت پسندی، فرقہ واریت تشدد اور ٹارگٹ کلنگ سے نمٹنے اور خطے میں امن

واستحکام کو برقرار رکھنے میں قانون نافذ کرنے والے سویلین اداروں کی مدد کریں گے۔ یہ پہلی بار نہیں کہ فوج کو بلوچستان میں داخلی سلامتی کے فرائض کے لیےتعینات کیا گیا صوبے میں شورش اور عدم استحکام کی ایک طویل تاریخ ہے اور فوج کو اکثر نظم وضبط برقرار رکھنے کے لیے مدد کے لیے کہا جاتا رہا ہے۔ فوج اور ایف سی نے ہمیشہ اپنی ذمہ داری کو بخوبی نبھایا ہے۔ سیکشن 4 اور 5 کے تحت حکومت کو یہ اختیار حاصل ہے کہ فوج اور ایف سی کو بلوچستان جیسے حساس علاقوں میں تعینات کرے، واضح رہے یہ اختیارات ان کے لیے ضروری ہیں تا کہ وہ کسی بھی قسم کی دہشت گردی یا تشدد کے خلاف موثر طریقے سے کاروائی کر سکیں۔ یہ فیصلہ اس بات کا ثبوت ہے کہ حکومت ان خطرات کو سنجیدگی سے لے رہی ہے اور عوام کی حفاظت کو اپنی ترجیحات میں شامل کر رہی ہے۔ آرٹیکل 245 کے نفاذ کا مقصد یہ ہے کہ عوام کو یہ یقین دلایا جائے کہ ریاست ان کی حفاظت کے لیے موجود ہے۔ یہ آرٹیکل اس وقت نافذ کیا جاتا ہے جب ملک کی داخلی سلامتی خطرے میں ہو، خاص طور پر ایسے حالات میں جب دہشت گردی یا بغاوت کا سامنا ہو۔ اس کے تحت حکومت کو یہ اختیار حاصل ہوتا ہے کہ وہ فوجی آپریشنز کے ذریعے عوام کی حفاظت کرے، کیونکہ بہت سے ایسے واقعات ہیں جن کے پیش نظر یہ آرٹیکل انتہائی ضروری ہو چکا تھا، جیسا کہ موسیٰ خیل بس کا واقعہ جس میں 23 بے گناہ افراد کو شہید کیا گیا، پھر پنجگور میں 7 نہتے پنجابی مزدوروں کا بہیمانہ قتل، حال ہی میں مستونگ میں معصوم بچوں پر حملہ۔ یہ سب کچھ دہشت گرد تنظیموں کی وجہ سے ہوا۔ ان دلخراش واقعات نے نہ صرف متاثرہ خاندانوں کو بلکہ پورے علاقے، پورے ملک کو صدمے میں مبتلا کیا۔ اس حالات کے پیش نظر آرٹیکل 245 کا نفاذ ایک اہم اقدام ہے تا کہ سیکورٹی فورسز ان ملک دشمن عناصر کا قلع قمع کر سکیں۔ دوسری طرف نیشنل ایکشن پلان کی اپیکس کمیٹی نے بلوچستان میں دہشت گرد تنظیموں کے خلاف جامع فوجی آپریشن کی منظوری دیدی ہے جو کہ بلوچستان میں جاری دہشت گردی کے خاتمے کے لیے نہایت ضروری ہو چکا تھا۔ وزیر اعظم پاکستان کی زیر صدارت اپیکس کمیٹی کے اجلاس میں وفاقی کابینہ، صوبائی وزرائے اعلیٰ، آرمی چیف جنرل عاصم منیر اور اعلیٰ سرکاری حکام نے شرکت کی۔ اجلاس کا

ایجنڈا پاکستان کی انسداد دہشت گردی مہم کو دوبارہ فعال کرنے پر مرکوز تھا، جس میں شرکاء کو سیکورٹی صورتحال ، دہشت گردی اور دیگر اہم چیلنجز بشمول امن وامان کے لیے اٹھائے جانے والے اقدامات کے بارے میں بریفنگ دی گئی۔ جس میں قوم پرستی ، مذہبی انتہا پسندی کو بھڑکانے کی کوششوں کے خلاف کاروائیاں ، غیر قانونی اسپیکٹرم اور جرائم اور دہشت گردی کے گٹھ جوڑ سے نمٹنے تخریب کاری اور غلط معلومات کی مہمات سمیت دیگر امور شامل ہے۔ کمیٹی نے ان چیلنجز سے موثر طریقے سے نمٹنے کے لیے متحد سیاسی آواز، قومی بیانیے کی ضرورت پر زور دیا اور کہا کہ قومی اتفاق رائے ، ویژن کے تحت قومی انسداد دہشت گردی مہم دوبارہ فعال کرنے کے لیے اہم ہیں۔ اجلاس میں نیشنل کاؤنٹر ٹیررازم اتھارٹی (نیکٹا) کو فعال کرنے اور قومی اور صوبائی انٹیلی جنس اور تھریٹ اسسمنٹ سنٹر کے قیام پر بھی اتفاق کیا گیا۔ کمیٹی نے بلوچستان میں دہشت گرد تنظیموں بلوچ لبریشن آرمی (بی ایل اے) بلوچ لبریشن فرنٹ (بی ایل ایف) اور بی آر اے ایس کے خلاف ایک جامع فوجی آپریشن کی منظوری دی گئی کیونکہ یہ دہشت گرد تنظیمیں دشمن بیرونی طاقتوں کی ایماء پر عدم تحفظ پیدا کر کے پاکستان کی معاشی ترقی کو متاثر کرنے کے لیے معصوم ، بے گناہ مقامی شہر یوں، آبادیوں ، غیر مقامی مزدوروں اور غیر ملکیوں کو نشانہ بنا رہی ہیں ۔ دہشت گرد تنظیمیں ، اپنی سہولت کار بلوچ یک جہتی کمیٹی جیسی جعلی آرگنائزیشن کے ذریعے تعلیم یافتہ بلوچ نوجوانوں کو ریاستی مظالم کی جھوٹی کہانیاں سنا کر گمراہ کر کے انہیں اپنے مذموم مقاصد کے لیے استعمال کر رہی ہیں، خواتین کو جذباتی کر کے انہیں خودکش حملے کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے، گرفتار ہونے والی خودکش بمبار عدیلہ بلوچ نے بتایا تھا کہ کس طرح اسے ورغلا کر اپنے جال میں پھنسایا گیا اور پھر بلیک میل کر کے اسے خودکش حملہ کرنے پر مجبور کیا گیا۔ گذشتہ دنوں ضلع کیچ میں سیکورٹی فورسز کا کامیاب آپریشن، چار دہشت گرد واصل جہنم ہوئے جس میں بی ایل اے ''مجید بریگیڈ'' کا انتہائی مطلوب دہشت اور سرغنہ ثنا بارو بھی اپنے انجام کو پہنچ گیا۔ واضح رہے کہ یہ دہشت گرد تنظیمیں بلوچیت کا لبادہ اوڑھ کر بلوچ قوم کی نسل کشی کر رہی ہیں۔

”بلوچستان دائمی امن کی راہ پر گامزن“

گذشتہ دو دہائیوں میں پاکستان نے جن بڑے چیلنجز کا سامنا کیا ان میں سب سے بڑا چیلنج دہشت گردی کے خلاف جنگ میں کامیابی حاصل کر کے بلوچستان سمیت امن وامان کی بحالی کا تھا۔ ملک میں جاری دہشت گردی کے ناسور کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کا فیصلہ سوات آپریشن کی ابتداء سے ہوا اب اس ناسور کے خاتمے کا وقت قریب آنے لگا ہے دہشت گردی کے واقعات نے جہاں ملک کے تمام بڑے شہروں کو متاثر کیا، وہیں سب سے زیادہ متاثرہ صوبوں میں بلوچستان شامل تھا۔ جہاں چھوٹے پیمانے پر انٹیلی جنس بیسڈ آپریشن شروع کیے گئے جس کی بدولت آج بلوچستان میں امن بحال ہو چکا ہے۔ تاہم دشمن ممالک کی فنڈنگ سے چلنے والی دہشت گرد تنظیمیں، بی ایل اے، بی ایل ایف، بی آر اے ایس اور بی این اے، صوبے کے امن وامان کو سبوتاژ کرنے کے لیے دہشت گردانہ کاروائیوں کو انجام دے رہی ہیں۔ پنجگور میں چھ معصوم بے گناہ پنجابی مزدوروں کا، گوادر میں سات پنجابی حجاموں کا، موسیٰ خیل راڑشیم قومی شاہراہ پر 23 بے گناہ نہتے افراد کا جبکہ دکی میں کوئلے کی کان پر کام کرنے والے 21 کان کنوں کے قتل کے بعد نیشنل ایکشن پلان کی اپیکس کمیٹی نے بلوچستان میں مکمل امن وامان کے قیام اور دہشت گردی کے خاتمے کے لیے دہشت گرد تنظیموں کے خلاف جامع آپریشن کی منظوری دیدی ہے جو کہ وقت کی عین ضرورت ہے کیونکہ اس وقت دہشت گرد تنظیمیں بیرونی دشمن طاقتوں کے ایما پر عدم تحفظ پیدا کر کے پاکستان کی معاشی ترقی متاثر کرنے کے لیے معصوم شہریوں، غیر مقامی مزدوروں اور غیر ملکیوں کو نشانہ بنا رہی ہیں۔ بلوچستان ہمیشہ ہر حکومت کی اولین ترجیح رہا ہے اور بلوچ عوام کے حقیقی تحفظات کو دور کرنے کے لیے ہر موقعے پر مخلصانہ کوششیں کی گئی ہیں، کوششوں کی تفصیلات سب کے علم میں ہیں۔ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ بلوچستان کے امن واستحکام کی طرف اہم پیش رفت اگلے ایک

بلوچستان امن اور ترقی

جامع آپریشن کی منظوری کے حوالے سے منظر عام پر آئی ہے یعنی یہ واضح ہو چکا ہے کہ بلوچستان میں امن، ترقی اور خوشحالی کی راہ میں مشکلات کھڑی کرنے والے ملک دشمن عناصر سے اب آہنی ہاتھوں سے نمٹا جائے گا۔ حالیہ مہینوں میں بلوچستان میں دہشت گردی کے حملے بڑھے ہیں، ان میں عام شہریوں، سرکاری عمارتوں، مقامی و غیر مقامی مزدوروں اور بالخصوص خواتین اور بچوں کو نشانہ بنایا گیا ہے۔ خاص طور پر سی پیک منصوبے پر کام کرنے والے افراد پر حملے کیے جا رہے ہیں، یہ حملے نہ صرف صوبے کی صورتحال کو غیر مستحکم کر رہے ہیں بلکہ ملکی سطح پر بھی تشویش کا باعث بن رہے ہیں۔ سکیورٹی فورسز نے دہشت گردی کے خلاف کامیاب آپریشنز کیے ہیں جن میں کئی خوارج کو ہلاک کیا گیا ہے لیکن امن و امان کی مکمل بحالی ابھی تک ایک بڑا چیلنج ہے۔ لہذا اس تناظر میں ایپکس کمیٹی کا موجودہ فیصلہ صائب ہے۔ بلوچستان میں دہشت گردی کے حالیہ اکثر حملوں کی ذمہ داری بلوچ لبریشن آرمی (BLA) نے قبول کی ہے، ماضی میں کراچی میں چینی باشندوں پر حملے میں بھی یہی تنظیم ملوث تھی، اسے عالمی سطح پر دہشت گرد تنظیم قرار دے دیا گیا ہے۔ بلوچستان میں کالعدم تنظیمیں بلوچیت کا لبادہ اوڑھ کر تعلیم یافتہ بلوچ نوجوانوں اور خواتین کو ریاست کے خلاف منفی پراپیگنڈا کے ذریعے گمراہ کر کے دہشت گردی کی طرف راغب کر رہی ہیں۔ اپنے ذاتی مفادات کی جنگ کو بلوچ یا قومی جنگ بتا کر بلوچ عوام کو ریاست کے خلاف بغاوت پر اکسایا جا رہا ہے، بلوچ طالب علموں کے ہاتھوں سے ''قلم'' چھین کر کلاشنکوفیں تھمائی جا رہی ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ بلوچ قوم کو گمراہ کرنے میں دہشت گرد تنظیموں کی پراکسی بلوچ یک جہتی کمیٹی اور ملک دشمن ایجنٹ ڈاکٹر ماہ رنگ بلوچ کا مرکزی کردار ہے جس نے دہشت گردوں کو جبری گمشدہ افراد بنا کر بے بنیاد دھرنوں اور احتجاجوں میں منفی پراپیگنڈا کے ذریعے ریاستی اداروں کو بدنام کیا، خواتین اور بچوں کو ڈھال بنا کر ریاست کو بلیک میل کرنے کی کوشش کی گئی، واضح رہے کہ بی وائی سی کے دھرنے اور احتجاج دہشت گردوں

بلوچستان امن اور ترقی

کے سلیکشن سنٹرز ہیں جہاں نوجوانوں کی برین واشنگ کر کے انہیں پہاڑوں پر موجود دہشت گردی کے کیمپوں میں بھیج دیا جاتا ہے۔ کالعدم تنظیم بی ایل اے کو چھوڑ کر قومی دھارے میں شامل ہونے والے طلعت عزیز نے بتایا کہ وہ سمسٹر کی چھٹیوں میں گھر واپس آیا تو ساتھی طلبہ نے بلوچ یک جہتی کمیٹی کے دھرنے میں شامل ہونے پر قائل کیا، اس احتجاج میں میری ذہن سازی کی گئی بے گناہ لوگوں کے قتل کو ''جہاد'' بتایا گیا، پہاڑوں پر ایک نئی اور خوشحال زندگی کے خواب دکھائے گئے جبکہ وہاں کے حالات اس کے برعکس تھے۔ پہاڑوں پر دہشت گردانہ تربیت کے ساتھ ساتھ احساسات سے عاری کر دینے والی ادویات جسے طبی ماہرین نارکوٹیرر (Narcoterror) کا نام دیتے ہیں کے، ذریعے انسانوں سے حیوان بنا دیا جاتا ہے، جو اچھائی اور برائی کی تمیز کھو دیتے ہیں جن کے نزدیک معصوم اور نہتے لوگوں کا قتل کرنا فرض جہاد ہوتا ہے۔ ملک میں اس وقت آپریشن عزم استحکام جاری ہے، دہشت گردی کے خاتمے کے لیے سیاسی وعسکری قیادت فیصلہ کر چکی ہے جو کہ نہایت خوش آئند ہے۔ دہشت گردی کا خاتمہ ترقی وخوشحالی کے لیے ناگزیز ہے۔ 19 نومبر 2024ء کو ہونے والے قومی اپیکس کمیٹی کے اجلاس میں بلوچستان میں جامع فوجی آپریشن نیشنل کاؤنٹر ٹیررازم اتھارٹی (نیکٹا) کو فعال کرنے، انسداد دہشت گردی پر بلاتعطل عمل درآمد یقینی بنانے، سیکورٹی منظر نامے اور امن وامان کی عمومی صورتحال کے حوالے سے اہم فیصلے کیے گئے۔ سیاسی و اعلیٰ عسکری قیادت نے ملک دشمنوں کو واضح پیغام دیتے ہوئے کہا کہ قومی سلامتی کو نقصان پہنچانے والے عناصر کو جڑ سے اکھاڑ پھینک دیا جائے گا۔ مربوط اور مضبوط آپریشن کے ذریعے پاک فوج قانون نافذ کرنے والے اداروں کے ساتھ مل کر امن کے دشمنوں کا تعاقب جاری رکھے گی تاکہ دیرپا استحکام اور سلامتی کو یقینی بنایا جا سکے۔ فورسز امن وسلامتی کے دشمنوں کو نہیں چھوڑے گی۔ ان کے ناپاک عزائم خاک میں ملا دیئے جائیں گے، شہداء کی قربانیاں رائیگاں نہیں جانے دی جائیں گی۔ بلوچستان میں لگاتار دہشت گردی

کی وارداتوں نے یہ واضح کر دیا ہے کہ ان پر قابو پانے کے لیے ملک دشمن عناصر کے خلاف سخت اقدامات اٹھانے ہونگے ۔ دہشت گردی کے خاتمے کے لیے عسکری قیادت خوش اسلوبی سے عہدہ برآ ہو رہی ہے اور پوری قوم ان کے ساتھ کھڑی ہے ۔ اس حوالے سے محکمہ داخلہ بلوچستان کی درخواست پر وفاقی حکومت نے صوبے میں امن وامان برقرار رکھنے کے لیے ایک سال کے لیے پاکستان آرمی کے 31 یونٹس اور ایف سی بلوچستان 107 ونگز صوبہ بلوچستان میں تعینات کرنے کی اجازت دیدی ہے ۔ جو کہ 14 اکتوبر 2025ء تک صوبائی حکومت کی معاونت کے لیے موجود رہیں گے ۔ جو اس بات کا ثبوت ہے کہ بلوچستان دائمی امن کی راہ پر گامزن ہو چکا ہے ۔

بلوچستان امن اور ترقی

”بلوچستان! تیل کے کاروبار سے وابستہ افراد کو حکومتی ریلیف“

بلوچستان ہمیشہ حکومت کی اولین ترجیح رہا ہے اور بلوچ عوام کے حقیقی تحفظات کو دور کرنے کے لیے ہر موقع پر مخلصانہ کوششیں کی گئی ہیں۔ بلوچستان کے عوام کی فلاح و بہبود کے لیے غیر معمولی اقدامات کیے گئے، بلوچستان کے مسائل کو ترجیحی بنیادوں پر حل کیا جا رہا ہے، صوبے کے 30 ہزار ہنر مند نوجوانوں کو روزگار فراہم کرنے کی غرض سے بیرون ممالک بھجوانے کے اقدامات کا آغاز کیا جا چکا ہے۔ اس حوالے سے جرمنی، رومانیہ اور سعودی عرب سے معاملات طے پا گئے ہیں۔ آج بلوچستان پسماندگی سے نکل کر خوشحالی اور ترقی کی راہ پر گامزن ہو چکا ہے۔ ریاست کی جانب سے بلوچستان کے ایران سے متصل اضلاع کے علاقوں کی غریب عوام کو روزگار کے حوالے سے تیل کا کاروبار کرنے کے لیے باقاعدہ اجازت دی گئی ہے۔ (ضلعی انتظامیہ کی طرف سے تیل کے کاروبار سے منسلک افراد کے لیے ٹوکن سسٹم قائم کیا گیا) جس کا مقصد ہے کہ غریبوں کے گھروں کا چولہا جلتا رہے، اور وہ باعزت طریقے سے اپنے خاندان کی کفالت کر سکیں، مگر اسمگلرز ٹوکن کے بغیر تیل کا غیر قانونی طریقے سے کاروبار کر رہے ہیں جس کی وجہ سے ملک کو بھاری معاشی نقصان اٹھانا پڑ رہا ہے۔ اس سلسلہ میں ضلعی انتظامیہ کی طرف سے اس کاروبار سے منسلک افراد کی پروفائلنگ کی جارہی ہے، جو کہ اس وقت بہت ضروری ہو چکی ہے۔ مگر اس پر ملک دشمن عناصر کا ریاست کے خلاف منفی پراپیگنڈا جاری ہے جو سراسر غلط اور بے بنیاد ہے۔ پروفائلنگ کا مقصد تیل کی اسمگلنگ کو روکنا ہے، کیونکہ ایک رپورٹ کے مطابق ایرانی تیل کی اسمگلنگ کے نتیجے میں قومی خزانے کو اربوں روپے کا سالانہ نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ واضح رہے کہ تیل کی اسمگلنگ میں دہشت گرد تنظیمیں براہ راست ملوث ہیں کیونکہ ان کو اپنی دہشت گردانہ سرگرمیوں کے لیے بھاری مالی وسائل درکار ہوتے ہیں جن کے حصول کے لیے یہ اس طرح کے جرائم کو انجام دیتی ہیں، اسمگلنگ سے حاصل ہونے والا

پیسہ بلوچستان میں ہونے والی دہشت گردانہ کاروائیوں پر استعمال کیا جاتا ہے، دہشت گرد تنظیمیں اس رقم کا ایک بڑا حصہ اپنے سہولت کاروں کے ذریعے کالجز اور یونیورسٹیوں کے طلباء وطالبات کو ریاست کے خلاف بغاوت پر اکسانے کے لیے خرچ کرتی ہیں، اسی پیسے سے ہتھیار اور بارودی مواد خریدا جاتا ہے، دھرنے دیئے جاتے ہیں، احتجاج کیے جاتے ہیں۔ ملک دشمن عناصر ایک طرف بلوچستان کی پسماندگی کا رونا روتے ہیں تو دوسری طرف بلوچستان کی ترقی کی راہ میں مشکلات کھڑی کررہے ہیں۔ ریاست غریب عوام کو تیل کے کاروبار کے حوالے سے ریلیف فراہم کررہی ہے مگر اسمگلر اس ریاستی نرمی اور ہمدردی کا ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ تیل سے وابستہ افراد کو ریلیف پہنچانے اور ایران سے تیل لانے کے لئے ٹوکن سسٹم کا اجراء کیا گیا۔ کیبن گاڑیوں کو ٹوکن جاری کیے جاتے ہیں تاکہ وہ روزانہ ایک مجاز مقدار میں پیٹرول کے ساتھ سرحد پار کریں۔ پہلے ٹوکن کے بغیر ہر کوئی اپنی مرضی سے سرحد پر جاکر ایرانی ساختہ زمباد گاڑیوں میں تیل لاسکتا تھا، جس کا اسمگلروں نے خوب فائدہ اٹھایا، اس سے مقامی افراد جن کو ریاست کی طرف سے اس کاروبار کو کرنے کی اجازت دی گئی، ان کو معاشی طور پر نقصان اٹھانا پڑا۔ اس کے بعد سرحد پر آہنی باڑ لگائی گئی اور گاڑیوں کی رجسٹریشن کرکے ٹوکن نظام نافذ کیا گیا۔ اب بلوچستان میں تیل کے کاروبار کو منظم کرنے کے لیے ٹوکن سسٹم پر عمل کیا جارہا ہے۔ ٹوکن سسٹم کی نگرانی ضلعی انتظامیہ کرتی ہے۔ وہ ایک فہرست فراہم کرتی ہے جس میں اس کاروبار سے وابستہ افراد، ٹوکن ہولڈر کا شناختی کارڈ نمبر، 'زمیاد' گاڑی کا انجن نمبر، چیسیس نمبر، رجسٹریشن نمبر، پتہ، بارکوڈ نمبر اور ڈرائیور کا نام شامل ہوتا ہے، اب پروفائلنگ میں بھی انہی چیزوں کو دیکھا جارہا ہے تاکہ ریاست کی طرف سے ملنے والی اس اجازت کا غلط استعمال نہ کیا جاسکے۔ یہ نظام سرحدی اضلاع کے رہائشیوں کو ایرانی تیل درآمد کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ زمیاد گاڑیوں کے ٹوکن کی تقسیم مختلف اضلاع میں مختلف ہوتی ہے۔ ہر ضلع میں ٹوکن یونین کونسلوں میں تقسیم کیے جاتے ہیں اور ان کا حجم یونین کونسلوں کی آبادی پر مبنی ہوتا ہے۔ دیکھا جائے تو یہ گاڑیاں یا ان کی رجسٹریشن مقامی ڈرائیوروں کی ہوتی ہے لیکن اس میں دہشت گرد اور اسمگلرز ایسی درجنوں گاڑیوں کے مالک ہوتے ہیں۔ جبکہ ان میں سے زیادہ تر ڈیزل بردار گاڑیاں غریب مقامی

لوگوں کی نہیں ہیں۔ تربت اور پنجگور دونوں میں رجسٹرڈ زمیاد گاڑیوں کی تعداد ہزاروں میں ہے۔ جبکہ سالانہ اربوں روپے مختلف طریقوں سے ایرانی تیل ڈیلرز کو ادا کیے جاتے ہیں۔ ان سب حالات واقعات کو مدنظر رکھتے ہوئے ضلعی انتظامیہ نے قانون کے مطابق پروفائلنگ کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ تاکہ تیل کی اسمگلنگ کو روکا جا سکے، کیونکہ اسمگلنگ معاشی اقتصادیات کے لیے کسی ناسور سے کم نہیں۔ یہ دہشت گرد تنظیموں کی مالی معاونت کو ممکن بناتی ہے جس سے معاشرے میں جرائم بڑھتے ہیں۔ جس کا ثبوت موسیٰ خیل قومی شاہراہ پر 23، پنجگور میں 6 پنجابی مزدوروں کا، گوادر میں 7 حجاموں کا جبکہ دکی میں 21 بے گناہ کان کنوں کا قتل ہے۔ شواہد سے یہ واضح ہو چکا ہے کہ بلوچستان میں بدامنی پھیلانے میں دہشت گرد تنظیمیں شامل ہیں اور یہی دہشت گرد تنظیمیں تیل اور دیگر کی اسمگلنگ میں ملوث ہیں، جب ان کے خلاف کاروائی کا آغاز کیا جاتا ہے تو یہ ریاست کے خلاف منفی پراپیگنڈا اور الزام تراشی شروع کر دیتی ہیں۔ دہشت گردوں اور اسمگلروں کے بہکاوے میں آنے والے تیل کے کاروبار سے منسلک افراد کو یہ نہیں علم کہ پروفائلنگ سے ان کے کاروبار کو نقصان نہیں ہوگا بلکہ کاروبار کرنے کے لیے منظم طریقہ کار اختیار کیا جا رہا ہے۔ کیونکہ اسمگلر روزانہ کی بنیاد میں لاکھوں لیٹر ایرانی تیل چاغی، واشک، پنجگور کیچ کے پانچ زمینی اور گوادر کے ایک سمندری راستے سے اسمگل کرتے ہیں، ادائیگیوں کے لیے حوالہ ہنڈی کا استعمال ہوتا ہے۔ جن کا فائدہ صرف ان کو حاصل ہوتا ہے مگر مسائل اور مہنگائی کا سامنا پوری قوم کو کرنا پڑتا ہے۔ بلوچستان میں تیل کی اسمگلنگ کے لیے مشہور زیادہ تر ایران کے ساتھ ملحقہ سرحدی علاقے ہیں، جہاں غیر قانونی طریقے سے ایرانی تیل کو پاکستان کے مختلف علاقوں تک پہنچایا جاتا ہے اور یہ کام ملک دشمن عناصر کرتے ہیں جن کا مقصد بلوچستان کی محرومیوں کا رونا رو کر نوجوان نسل کو گمراہ کر کے دہشت گرد بنانا ہے، پروفائلنگ کے حوالے سے ریاست پر یہ الزام کہ ان سے ان کا روزگار چھینا جا رہا ہے سراسر من گھڑت اور بے بنیاد ہے، ریاست تو ان کو کاروبار کی اجازت دی رہی ہے وہ بھی منظم طریقے سے پھر یہ چیخوں و پکار کیوں؟

''بلوچستان میں مثالی ترقیاتی منصوبے''

گذشتہ ماہ وفاقی وزیر برائے منصوبہ بندی، ترقی اور خصوصی اقدامات احسن اقبال کی زیر صدارت پبلک سیکٹر ڈویلپمنٹ پروگرام (پی ایس ڈی پی) منصوبوں پر جائزہ کا اجلاس ہوا، جس میں فیصلہ کیا گیا کہ بلوچستان میں 400ارب روپے کے ترقیاتی منصوبے 3 سال میں مکمل کیے جائیں گے۔ صوبے میں روڈ منصوبے بروقت مکمل کرنا حکومت کی اولین ترجیح ہے۔ 80٪ مکمل منصوبوں کو فوری فنڈز فراہم کر کے جلد پایہ تکمیل تک پہنچایا جا رہا ہے، بیرونی امداد سے جاری منصوبے جلد مکمل کیے جا رہے ہیں تا کہ نئے منصوبے شروع کیے جاسکیں۔ حکومت پاکستان نے بلوچستان میں محرومیوں کے خاتمے کے لیے مختلف شعبہ جات میں جامع حکمت عملی کے تحت تیزی سے کام کیا اور آج بلوچستان ملکی ترقی میں خاص اہمیت کا حامل ہے۔ صوبہ بلوچستان کا شمار ملک کے دیگر صوبوں کے مقابلے میں ایک پسماندہ صوبہ کے طور پر کیا جاتا تھا لیکن اب خصوصی طور پر ویژن بلوچستان 2030ء کے تحت کوششیں تیز کر دی گئی ہیں۔ خوشحال بلوچستان کے اس پروگرام کے تحت صوبہ بھر میں ترقیاتی کاموں کا جال بچھایا گیا ہے جس کا مقصد صرف مستحکم بلوچستان ہے۔ آج ویژن بلوچستان 2030ء کی بنیاد پر صوبے پر نظر دوڑائی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ واقعی بلوچستان ترقی کی جانب تیزی سے گامزن ہے، بلوچستان میں جاری منصوبے کے تحت کیمونیکشن انفراسٹرکچر، ڈیموں کی تعمیر، پانی کی قلت کو دور کرنے سمیت دیگر منصوبوں پر کام جاری ہے۔ پروگرام کے تحت طبی حوالے سے کوئٹہ میں اسٹیٹ آف دی آرٹ کارڈیک سنٹر، گوادر اسپتال، آواران، ژوب، خضدار اور پنجگور میں صحت عامہ کی بہترین سہولیات ان تمام منصوبوں میں سرفہرست ہیں۔ بلوچستان میں تعلیم، صحت اور ہنر پر خصوصی طور پر توجہ دی جا رہی ہے۔ حکومت کی

بلوچستان امن اور ترقی

بیرونی سرمایہ کاری کے لیے تشکیل کردہ The Special Investment Facilitation Council ایس آئی ایف سی کی معاونت سے 2024ء میں بین الاقوامی گریجویٹ ڈویلیمنٹ پروگرام کے تحت کے دوسرے مرحلے کے لیے ریکوڈک مائننگ کمپنی کے دوسالہ آن جاب ٹرینگ پروگرام کے لیے بلوچستان سے 18 گریجوٹیس کا انتخاب کیا گیا ہے۔ان میں 4 خواتین بھی شامل ہیں۔اس پروگرام کے تحت منتخب ہونے والے بلوچ طلباء کو ارجن ٹینا اور زیمبیا د میں ریکوڈک مائننگ کمپنی کی بنیادی کمپنی بیرگ گولڈ کے ذریعے چلائی جانے والی کانوں میں تربیت دی جائے گی۔دوسری طرف 30 ہزار باہمت باصلاحیت اور ہنرمند بلوچ نوجوانوں کو روزگار فراہم کرنے کی غرض سے بیرون ممالک بھجوانے کے لیے جرمنی، رومانیہ اور سعودی عرب سے معاملات طے پا چکے ہیں اور بلوچستان ٹیکنیکل ایجوکیشن اینڈ ووکیشنل ٹرینگ اتھارٹی (BTEVTA) کی جانب سے اس پر کام شروع کردیا گیا ہے۔ پہلے مرحلے میں 6 ہزار نوجوانوں کی درخواستیں موصول ہوئیں جن کی سکرینگ کے بعد تربیت کا عمل شروع ہو چکا ہے۔منتخب امیدواروں کو سعودی عرب اور رومانیہ تعمیرات کے شعبہ میں کام کے لیے بھجوایا جا رہا ہے جبکہ جرمنی کے لیے منتخب نوجوانوں کو صحت اور انفارمیشن ٹیکنالوجی (آئی ٹی) کے شعبوں میں ملازمتیں ملیں گی۔اس پروگرام سے بلوچ نوجوانوں کو عالمی سطح پر روزگار کے مواقع ملنے سے بے روزگاری کے شرح میں واضح کمی کے ساتھ معیشت بہتر ہوگی، جس سے خوشحالی آئے گی۔ریاست کی جانب سے تعلیم یافتہ بلوچ نوجوانوں کے لیے" پاک چائنہ ٹیکنیکل اینڈ ووکیشنل انسی ٹیوٹ گوادر" کی تعمیر کسی نعمت سے کم نہیں جہاں سے ہزاروں نوجوان ہنر سیکھ کر زندگی کے مختلف شعبوں میں اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔تعلیم اور ہنر دو ایسی چیزیں ہیں کہ جن کا تعلق انسانی عقل سے ہے۔ تعلیم یعنی علم کا حصول ایک خداداد نعمت اور ایسی دولت ہے جو بھٹکے ہوئے انسانوں کو راہ راست پر لے آتی ہے جبکہ ٹیکنیکل ایجوکیشن کسی بھی معاشرے کے تعلیمی اور نتیجتاً معاشی استحکام

کی ضامن ہوتی ہے۔شعبہ تعلیم کے حوالے سے اس وقت بلوچستان، صرف مکران میں پاکستان کی بہترین یونیورسٹیاں موجود ہیں جن میں یونیورسٹی آف مکران، پنجگور، یونیورسٹی آف گوادر، یونیورسٹی آف تربت، لاء کالج اور مکران میڈیکل کالج کے علاوہ کیڈٹ کالج خاران، کیڈٹ کالج پنجگور اور بلوچستان کا پہلا گرلز کیڈٹ کالج تربت شامل ہیں جو ہماری نئی نسل کو بہترین تعلیمی وفنی سہولیات فراہم کر رہے ہیں۔ ریاست شاہرات پر بھی خصوصی توجہ دے رہی ہے، مکران کوسٹل ہائی وے، جس کی لمبائی 653 کلومیٹر ہے، گوادر کو کراچی سے پسنی، اور ماڑہ، لسبیلہ کے ذریعے ملاتی ہے اور بحیرہ عرب سے ایران اور وسطی ایشیا تک رسائی فراہم کرتی ہے۔ اس کا شمار نہ صرف پاکستان کی خوبصورت شاہراہوں میں ہوتا ہے بلکہ علاقے کی ترقی میں اس کا کلیدی کردار ہے۔ اس کے علاوہ بلوچستان کو ترقی کی راہ پر گامزن کرنے والا موٹروے M-8 (گوادر، راتوڈیرو) 892 کلومیٹر طویل موٹروے، جو گوادر کو صوبہ سندھ سے سکھر تک تربت، ہوشاب، آواران اور خضدار کے راستے کو ملاتی ہے۔ اس کا ہوشاب سے پنجگور، بسیمہ اور سوراب تک کا سیکشن، جو سی پیک روٹ کا حصہ ہے، مکمل ہو چکا ہے اور 146 کلومیٹر طویل ہوشاب-آواران سیکشن پر بھی کام جاری ہے۔شعبہ زراعت کے حوالے سے گرین پاکستان انیشیٹو پروگرام کے تحت تقریباً بارہ ہزار ایکڑ زمین کو قابل کاشت اور پیداوار بڑھانے کے لیے تیار کیا جا رہا ہے اور اس مقصد کے لیے حکومت پاکستان کی طرف سے خطیر رقم کسانوں میں تقسیم کی جا چکی ہے۔ اس کے علاوہ بڑے منصوبوں میں میرانی ڈیم اور مختلف چھوٹے بڑے ڈیم موجود ہیں جو زرعی زمینوں کو پانی فراہم کر رہے ہیں اور ڈیٹ پراسسنگ پلانٹ پنجگور جیسے بڑے منصوبے شامل ہیں۔ یہاں کی کپاس اور پنجگور کی مخصوص مضافاتی کھجور دنیا بھر میں اپنے ذائقے کے اعتبار سے منفرد ہے اور ڈیٹ پراسسنگ پلانٹ کی وجہ سے یہ کھجور آج پورے پاکستان میں نا صرف بھیجی جا رہی ہے بلکہ اس کے ذریعے لوگوں کا ذریعہ معاش اور اپنے ہی علاقے میں اچھے اور

منافع بخش دام پر بیچنے کے مواقع فراہم کررہی ہے۔ بیرونی ممالک کی شراکت داری سے بلوچستان میں تیزی سے پایہ تکمیل تک پہنچنے والے ترقیاتی منصوبے، ان ملک دشمن عناصر جو بلوچستان کی پسماندگی اور محرومیوں کا رونا روکر ریاستی ناانصافیوں کی جھوٹی اور من گھڑت کہانیاں سنا کر بلوچ عوام خصوصاً تعلیم یافتہ نوجوانوں کو گمراہ کر کے ریاست کے خلاف بغاوت پر اکسار ہے ہیں، کے منہ پر زوردار طمانچہ ہیں۔ واضح رہے کہ بلوچستان میں جب سے پاک چین اقتصادی راہداری (سی پیک) جیسے بڑے ترقیاتی منصوبوں کا آغاز ہوا ہے ،کوسٹل ہائی وے بنی ہے، تب سے ملک دشمن عناصر کی ریشہ دوانیوں میں شدت آئی ہے، نئی نسل کے سامنے تاریخی حقائق کو مسخ کر کے پیش کیا گیا، مگر وقت کے ساتھ ساتھ ملک دشمن عناصر کا ایجنڈا کھل کر سامنے آنے کی وجہ سے بلوچستان میں بلوچ قوم کو گمراہ کرنے والی قوتیں مکمل طور پر ناکام ہو چکی ہیں۔

"آئی جی ایف سی بلوچستان (ساؤتھ) کا کیچ تھیلیسیمیا سنٹر کا دورہ"

جنوبی بلوچستان میں دہشت گردی کے خاتمے سے لے کر عوام کی خدمت تک ایف سی بلوچستان (ساؤتھ) کا کردار کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ اگر راقم اس کی تفصیل لکھنے بیٹھ گیا تو عین ممکن ہے کہ صفحات تنگ دامانی کی شکایت کریں۔ ایف سی بلوچستان (ساؤتھ) اپنی دفاعی ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ دیگر معاشی وسماجی محاذوں پر بھی اپنا کلیدی کردار نبھا رہی ہے۔ ایف سی بلوچستان (ساؤتھ) کا قیام 2017ء میں عمل میں لایا گیا جس کا مقصد جنوب مغربی حصے میں افغانستان اور ایران کے ساتھ ملک کی سرحدوں کی نگرانی اور جنوبی بلوچستان میں امن وامان کو برقرار رکھنے کے ساتھ ساتھ داخلی اور سرحدی سلامتی کے علاوہ قومی اور عسکری اہمیت کے منصوبوں کو تحفظ فراہم کرنا ہے۔ ان سات سال کے قلیل عرصے میں، اس نئی قائم ہونے والی فورس نے نہ صرف خود کو منظم کیا بلکہ اپنی افرادی قوت کو پیشہ ورانہ تربیت دی، اپنی تعیناتی کے علاقے میں سرحدی حفاظت اور امن وامان کی بحالی سے لے کر عوامی خدمت تک اپنی بنیادی ذمہ داریوں کو انتہائی بہترین اور موثر انداز میں نبھایا ہے۔ گذشتہ دنوں آئی جی ایف سی بلوچستان (ساؤتھ) میجر جنرل بلال سرفراز خان، جو (ساؤتھ) بلوچستان میں دہشت گرد کے خاتمے، ترقی اور عوام کی خوشحالی کے لیے دن رات سرگرم عمل ہیں، نے کیچ تھیلیسیمیا سنٹر کا دورہ کیا۔ جہاں انہوں نے اس خطرناک مرض کے شکار بچوں سے اور ان کے والدین سے ملاقات کی، ان کے ساتھ وقت گزارا، اور ایف سی بلوچستان (ساؤتھ) کی جانب سے جدید الیکٹرو میڈیکل آلات کی خریداری کے لیے 10 لاکھ روپے کا عطیہ پیش کیا جبکہ کور کمانڈر بلوچستان کی طرف سے 28 لاکھ روپے کا اضافی عطیہ پیش کیا گیا۔ اس وقت پاکستان میں تھیلیسیمیا کے 40 مراکز ہیں، جن میں سے

ایک کیچ تھیلیسیما سنٹر ہے جو 2019ء سے اپنی مدد آپ کے تحت کام کر رہا ہے جس میں اس وقت 450 مریض رجسٹرڈ ہیں، سنٹر کے تقریباً 40 لاکھ روپے ماہانہ اخراجات ہیں جن سے ضلع کیچ میں تھیلیسیما کے مریضوں کی دیکھ بھال کی جاتی ہے۔ تھیلیسیما کیئر سنٹر کیچ کے سربراہ ارشاد عارف بتاتے ہیں کہ ضلع کیچ تربت میں تقریباً 400 بچے اس مرض کا شکار ہیں، جن میں لڑکوں اور لڑکیوں کی تعداد بالترتیب 70 اور 30 فیصد ہے۔ وہ بتاتے ہیں کہ اس مرض کا شکار بچوں کے والدین کی کئی دکھ بھری کہانیاں ہیں۔ کسی نے ننھے فرشتوں کو دفنایا ہے تو کوئی اپنے معصوموں کے لیے ایک ایک قطرہ خون حاصل کرنے کے لیے دردر کی ٹھوکریں کھاتے ہیں۔ ارشاد عارف بتاتے ہیں کہ اس وقت ان کے پاس 10 سے 15 سال کے قریب 450 بچوں کا تھیلیسیما میجر کے تحت اندراج ہے جنہیں ہر 15 سے 20 روز کے بعد خون لگایا جاتا ہے۔ سنٹر میں تربت کے دور دراز نواحی علاقوں سمیت ضلع پنجگور اور گوادر سے بھی بچے داخل ہیں۔ کیچ تھیلیسیما سنٹر خون کے عطیات حاصل کرنے کے لیے مختلف مقامات پر کیمپس لگاتا ہے۔ بلاشبہ کیچ تھیلیسیما سنٹر ضلع کیچ اور اس کے قرب وجوار کے دیگر علاقوں کے لیے اس مرض میں مبتلا افراد کے لیے کسی عظیم نعمت سے کم نہیں۔ ان عطیات کی فراہمی پر ارشاد عارف نے آئی جی ایف سی بلوچستان (ساؤتھ) اور کور کمانڈر بلوچستان کا خصوصی شکریہ ادا کیا، جبکہ متاثرہ بچوں کے والدین نے آئی جی ایف سی بلوچستان (ساؤتھ) کا انتہائی جذباتی انداز میں، پرنم آنکھوں کے ساتھ تشکر کا اظہار کیا کہ ان کے عطیات کی وجہ سے خون کی بوند بوند کے طلب گاران کے بچوں میں زندگی کی امید پیدا ہوئی ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد باریٰ تعالیٰ ہے کہ جس نے ایک شخص کی جان بچائی گویا اس نے پوری انسانیت کو بچایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے قرب کی منزلیں اس کی مخلوق سے محبت اور رحمدلی کے راستوں سے ہی ہو کر گزرتی ہیں۔ عبادات اور سخت مجاہدہ بھی بندے کو وہ مقام نہیں دلا سکتے جو تنہا انسانیت کا جذبہ دلا سکتا ہے کیونکہ انسان کو پیدا ہی ایک دوسرے کی خیر خواہی اور دردمندی کے لیے کیا

گیا ہے۔اللہ تعالیٰ کو اپنی بندگی سے زیادہ اپنے بندوں سے انسانیت اور رحم دلی مرغوب ومطلوب ہے۔آئی جی ایف سی بلوچستان (ساؤتھ) اور کور کمانڈر کوئٹہ نے خدمت انسانیت کی اعلیٰ مثال قائم کی ہے۔تھیلیسیمیا ایک موروثی اور خطرناک مرض ہے۔ایک اندازے کے مطابق دنیا بھر میں 100 ملین افراد تھیلیسیمیا کے لیے موروثی عنصر رکھتے ہیں، اور سالانہ 3,00000 سے زیادہ نئے پیدا ہونے والے بچے اس بیماری سے متاثر ہوتے ہیں۔ پاکستان میں تقریباً 98 لاکھ افراد تھیلیسیمیا کا شکار ہیں جبکہ ہر برس نو ہزار بچے اس بیماری کے ساتھ پیدا ہو رہے ہیں۔طبی ماہرین کے مطابق اس کی ایک بڑی وجہ خاندانوں میں شادیاں ہیں۔ یہ مہلک مرض والدین سے بچوں میں منتقل ہوتی ہے اور ان خاندانوں میں زیادہ ہوتی ہے جن خاندانوں میں یہ بیماری پہلے سے پائی جاتی ہے اور آپس میں خاندانی شادیوں کا رواج زیادہ ہوتا ہے۔ اس بیماری میں انسانی جسم خون کے سرخ خلیوں کے لیے ناکافی ہیموگلوبن بنانے لگتا ہے۔اس طرح جسم میں سرخ خلیوں کی تعداد کم ہونے لگتی ہے اور مریض کو ہر ماہ ایک یا دو بار مرتبہ خون لگوانا ضروری ہوتا ہے۔اس بیماری کی دو بڑی اقسام ایلفا اور بیٹا تھیلیسیمیا ہیں۔ پاکستان میں زیادہ ترکیسز بیٹا تھیلیسیمیا کے ہیں جسے میجر اور مائنر کی سب کیٹیگری میں تقسیم کیا گیا ہے۔ مائنز تھیلیسمیا میں والدین میں سے کوئی ایک اس مرض کا شکار ہو تو پیدا ہونے والا بچہ تھیلیسیمیا مائنز کا شکار ہوگا۔ یہ قسم زیادہ خطرناک نہیں ہوتی۔میجر تھیلیسمیا میں والدین آپس میں قریبی رشتہ دار اور اس مرض کا شکار ہوں تو ان کے بچے میجر تھیلیسیمیا کا شکار ہوں گے جن میں متاثرہ بچوں کو ہر ماہ ایک سے دو مرتبہ خون لگانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ پاکستان میں ایسے بچوں کی اوسط عمر 10 سے 12 سال ہے۔2022ء میں پری میرج تھیلیسیمیا ٹیسٹ کا قانون منظور کروانے کے لیے کوشش کی گئی۔ 2021ء میں نیچر سائنس جرنل میں شائع ہونے والے مقالے میں بتایا گیا تھا کہ پاکستان میں عام افراد تھیلیسیمیا ٹیسٹ سے خاندان والوں کی مخالفت کی وجہ سے کتراتے ہیں، جنہیں قائل کرنا

ایک بڑا چیلنج ہے۔اس حوالے سے طبی ماہرین کے مطابق سعودی عرب ،ایران اور متحدہ عرب امارات کی مثالیں موجود ہیں، جہاں شادی سے پہلے تھیلیسیمیا ٹیسٹ کو لازمی قرار دے کر اس مرض پر قابو کیا گیا ہے۔2016ء میں پاکستان سینیٹ میں خاندانی قوانین میں ترمیم کا ایک بل پیش کیا گیا تھا ،جس کے مطابق ایڈز ،تھیلیسیمیا ،ہیپا ٹائٹس اور خون سے متعلقہ دیگر موروثی / جینیاتی امراض کے پھیلاؤ کو روکنے کے لیے شادی سے قبل خون کی سکریننگ لازمی قرار دینا تھا۔اس سلسلہ میں بلوچستان ہائی کورٹ سے وابستہ ایڈووکیٹ صائمہ خان کہتی ہیں کہ اگر یہ قانون نافذ کر بھی دیا جائے تو بعض علاقوں میں اس پر عمل درآمد بہت مشکل ہوگا کیونکہ یہاں بلوچ اور پشتون قبائل خاندان سے باہر شادیاں کرتے ہی نہیں ہیں۔نہ ہی یہاں شادی شدہ کیریئر جوڑوں کو مزید بچوں کی پیدائش سے روکنا ممکن ہے۔ایک تحقیق کے مطابق بعض خاندانوں میں 75 فیصد کزن میرج ہوتی ہیں ،جن کے باعث 71 فیصد خاندانوں میں کوئی ایک فرد تھیلیسیمیا کا شکار رہتا ہے جبکہ ایک قابل ذکر تعداد غیر سکرین شدہ خون کی منتقلی کے باعث تھیلیسیمیا کے ساتھ ہیپا ٹائٹس بی اور سی کا شکار بھی ہو چکی ہے۔ تھیلیسیمیا کے خلاف جنگ میں آگاہی پھیلانا ہی واحد طریقہ ہے،جس کے ذریعے پاکستان میں اس پر قابو پایا جاسکتا ہے۔ہمیں لوگوں کو آگاہ کرنا ہوگا کہ صحت مند بچے خاندانی رسم ورواج سے زیادہ اہم ہیں۔لہٰذا شادی سے پہلے ٹیسٹ ضرور کروائیں اور کیریئر والدین مزید بچوں کی پیدائش کا رسک نہ لیں۔واضح رہے کہ ملک کی سلامتی ہو یا دہشت گردی کے سائے ہوں یا پھر کسی بھی قسم کی قدرتی آفات ،ایف سی بلوچستان (ساؤتھ) کے جوانوں نے اپنی جانوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے انسانیت کی خدمت کی اعلیٰ مثالیں قائم کی ہیں۔

بلوچستان امن اور ترقی

’’بلوچستان میں مسنگ پرسن کی حقیقت‘‘

سانحہ مشرقی پاکستان کے بعد پاکستان کا ازلی دشمن بھارت کا ہمیشہ سے نشانہ بلوچستان رہا ہے۔ بھارت نے بلوچستان میں شورش برپا کرنے کے لیے اپنی خفیہ ایجنسی راء کے ایجنٹوں، کریمہ بلوچ، ڈاکٹر ماہ رنگ بلوچ، سمی دین بلوچ اور ماما قدیر جیسے غداروں کے ذریعے تعلیم یافتہ بلوچ نوجوانوں کے سامنے بلوچستان کا پاکستان کے ساتھ الحاق کے حوالے سے تاریخی حقائق کو مسخ پیش کیا، علیحدگی کی آگ سلگائی، پھر علیحدگی پسند تنظیموں کے دہشت گردوں کی مالی معاونت، اسلحہ اور تربیت فراہم کی۔ راء کا ایجنٹ کلبھوشن یادیو کی گرفتاری اور اعترافی بیان نے بھارتی نیٹ ورک کا پردہ چاک کیا، کہ اس نے کس طرح بلوچستان اور کراچی کے حالات خراب کرنے میں اہم کردار ادا کیا، اس کے بعد بھارتی راء کے ایجنٹ اشوک کمار آنند اور یوگیش کمار کو ان کے آلہ کاروں اور سہولت کاروں سمیت گرفتاری نے بھارت کا اصلی چہرہ دنیا کے سامنے بے نقاب کیا۔ یہ دونوں راء کے ایجنٹ پاکستان میں ٹارگٹ کلنگ اور دہشت گردی کی وارداتوں میں براہ راست ملوث تھے۔ اشوک کمار آنند اور یوگیش کمار نے اپنے کرائے کے قاتلوں (ٹارگٹ کلرز) کے ذریعے 8 ستمبر 2023 کو راولاکوٹ میں محمد ریاض کو جبکہ 11 اکتوبر 2023ء کو ڈسکہ میں شاہد لطیف کو قتل کروایا تھا۔ اپنے اعترافی بیان میں انہوں نے اپنی اس مذموم کارروائی کا اعتراف بھی کیا۔ سیکرٹری خارجہ محمد سائرس سجاد قاضی نے اس حوالے سے ایک اہم پریس کانفرنس کرتے ہوئے واضح کیا کہ ٹارگٹ کلرز اور ان کے سہولت کاروں کو ٹھوس شواہد کی بنیاد پر گرفتار کیا گیا ہے۔ شاہد لطیف اور محمد ریاض کے قتل کے لیے مقامی سہولت کاروں کی مدد لی گئی جبکہ بھارتی ایجنٹوں نے انہیں بیرون ملک سے رقم کی ادائیگی کی جس کے فنانشل ٹرانزیکشنز کے مکمل شواہد موجود ہیں۔ اس بات میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ بھارت ایک منہ زور ریاست اور دہشت گردی کا بڑا

سپانسر بن چکا ہے۔ بھارت کی خفیہ ایجنسی راء نے 1970ء میں مشرقی پاکستان میں مکتی باہنی کی مدد کی، علیحدگی پسندوں کو اسلحہ اور تربیت فراہم کی۔ اس حوالے سے بہت سی دستاویزات موجود ہیں، ثبوتوں سے الماریاں بھری پڑی ہیں۔ اسی طرح بھارت نے 80 کی دہائی کے دوران منتخب جمہوری سری لنکن حکومت کے خلاف تامل ٹائیگرز کی حمایت کی۔ تامل ٹائیگرز سری لنکن حکومت کے خلاف دہشت گردی کی کاروائیوں میں ملوث تھے۔ دنیا جان گئی ہے کہ دہشت گردی بھارت کی ریاستی پالیسی کا حصہ ہے۔ بھارت پاکستان پر الزام لگا کر اپنے جرائم پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتا رہا ہے۔ بھارت خود دہشت گردی کروانے، دہشت گردی کی معاونت کرنے اور وسائل فراہم کرنے میں ملوث ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ بھارت نے جب بھی پاکستان کے اندر افراتفری پھیلانے کی کوشش کی، وہ اپنے مذموم مقاصد میں ناکام رہا اور ہمیشہ ناکام رہے گا۔ اس وقت بلوچستان میں سی پیک جیسے ترقیاتی منصوبے جن میں زیادہ تر مکمل ہو چکے ہیں اور باقی تکمیل کے آخری مراحل میں ہیں، بھارت کی آنکھ میں کھٹک رہے ہیں، جن کو سبوتاژ کرنے کے لیے وہ دہشت گردانہ کاروائیوں کو انجام دے رہا ہے۔ ان منصوبوں پر کام کرنے والے کئی چینی انجینئرز اور پاکستانی شہریوں کو قتل کیا گیا۔ بھارت بلوچستان میں بدامنی، انتہاپسندی اور تعلیم بلوچ نوجوانوں کو ریاست کے خلاف بغاوت پر اکسانے کے لیے مختلف چالیں چل رہا ہے اس سلسلہ میں بلوچستان میں ''جبری گمشدگیوں'' کا ایک ڈرامہ رچایا جا رہا ہے جس کو اس وقت ڈاکٹر ماہ رنگ بلوچ، سمی دین بلوچ اور ماما قدیر جیسے غدار لیڈ کر رہے ہیں، ان ملک دشمنوں کے بقول ریاستی ادارے ان کے لوگوں کو جبری اغواء کرتے ہیں اور پھر مار دیتے ہیں، جبکہ اس بات کی حقیقت محض ایک ڈرامے اور جھوٹ کے سواء کچھ نہیں، جس کا مقصد ریاست اور ریاستی اداروں کو بدنام کرنا اور ڈالر کمانا ہے۔ اگر ''لاپتہ افراد'' کے حوالے سے واقعتا کوئی صداقت ہوتی تو بلوچیت کا لبادہ اوڑھے دہشت گردوں کی پراکسی بلوچ یکجہتی کمیٹی کی نام نہاد لیڈر ڈاکٹر ماہ

رنگ بلوچ نے سپریم کورٹ آف پاکستان کی جانب سے ''لاپتہ افراد'' کے حوالے سے بننے والے کمیشن کے ساتھ تعاون کیوں نہ کیا ؟ ظاہری سی بات ہے کہ ''لاپتہ افراد ڈرامہ! بلوچستان کی ترقی اصل نشانہ'' ڈاکٹر ماہ رنگ بلوچ ایک ملک دشمن ایجنٹ ہے جو انڈین پے رول پر کام کر رہی ہے، اس سے قبل کریمہ بلوچ جو بھارت کے لیے کام کر رہی تھی جس نے 2016 میں نریندر مودی کو راکھی بھیج کر اپنے تعلقات کا اظہار بھی کیا، کو بھارت نے اپنے مذموم مقاصد کے لیے خوب استعمال کیا، کریمہ بلوچ نے بی ایس او کے پلیٹ فارم سے تعلیم یافتہ بلوچ نوجوانوں کو ریاست کے خلاف گمراہ کیا اور پھر کینیڈا بھاگ گئی جہاں بھارتی راء کے ہاتھوں اپنے انجام کو پہنچی ۔اس وقت ڈاکٹر ماہ رنگ بلوچ، بی وائی سی کے پلیٹ فارم سے دہشت گرد تنظیموں کو سہولت کاری فراہم کر رہی ہے ۔مقامی وغیر مقامی افراد، پنجابی مزدوروں کے قاتلوں، اسمگلروں، بھتہ خوروں اور دہشت گردوں کو ''لاپتہ افراد'' کا ٹائٹل دے کر احتجاج اور دھرنوں کی آڑ میں دنگا فساد پھیلایا جارہا ہے ۔گذشتہ دنوں ضلع پنجگور میں دہشت گردوں کے خلاف آپریشن میں ہلاک ہونے والا گوادر کا رہائشی دہشت گرد ذاکر حسین بھی لاپتہ افراد کی فہرست میں شامل تھا، اس سے قبل بیلہ کیمپ پر حملہ کرنے والا خودکش حملہ آور طیب بلوچ بھی مسنگ پرسن تھا، جبکہ آواران اور مند میں دہشت گردوں کے خلاف آپریشن کے دوران ہلاک ہونے والے عادل بلوچ اور دوستان بلوچ بھی لاپتہ افراد میں شامل تھے ۔یہ ہے بلوچستان میں مسنگ پرسن پراپیگنڈے کی حقیقت اور اصلیت ۔سچ تو یہ ہے ڈاکٹر ماہ رنگ بلوچ لاپتہ افراد کے نام پر ڈرامہ کر رہی ہے اور اس کی بلوچ یکجہتی کمیٹی کالعدم تنظیموں کی ڈھال کا کام کر رہی ہے ۔واضح رہے کہ کالعدم تنظیم بی ایل اے کا سابق کمانڈر طلعت عزیز جو دہشت گردی سے تائب ہو کر قومی دھارے میں شامل ہوا نے بتایا کہ جن افراد کی تصاویر کو بلوچ یکجہتی کمیٹی کے احتجاج اور دھرنوں میں اٹھا کر انہیں مسنگ پرسن قرار دیا جاتا ہے وہ سبھی پہاڑوں پر دہشت گردی کے کیمپوں میں موجود ہیں ۔بلوچ یکجہتی

کمیٹی تعلیم یافتہ بلوچ نوجوانوں کی برین واشنگ کر کے انہیں ریاست کے خلاف ہتھیار اٹھانے پر قائل کرتی ہے۔ واضح رہے کہ جب موسیٰ خیل میں 23 معصوم اور بے گناہ مسافروں کو شناخت کے بعد، گوادر میں سات پنجابی حجاموں کو جبکہ پنجگور میں چھ پنجابی مزدوروں کو بڑی بے رحمی سے شہید کیا گیا تو اس وقت اس انسانی حقوق کی نام نہاد لیڈر ، بلوچ نسل کشی کی ذمہ دار ڈاکٹر ماہ رنگ بلوچ کے منہ سے اظہار ہمدردی کا ایک لفظ بھی ادا نہ ہو سکا اور دہشت گرد ذاکر حسین، طیب بلوچ کے لیے احتجاج کرنے اور دھرنے دیئے گئے۔ یہ حقائق ڈاکٹر ماہ رنگ بلوچ اور اس کے مسنگ پرسن کی اصلیت کو عیاں کرتے ہیں کہ کس طرح منفی پراپیگنڈے کے ذریعے ریاستی اداروں کو بدنام کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

”بلوچستان میں بیرونی قوتیں مکمل طور پر ناکام“

پاکستان بالخصوص بلوچستان میں دہشت گردی کے خاتمے اور امن وامان کے لیے گذشتہ دنوں وزیراعظم شہباز شریف کی زیر صدارت نیشنل ایکشن کی اپیکس کمیٹی کا اجلاس ہوا ،جس میں اعلیٰ عسکری وسول قیادت جبکہ وفاقی وزراء ،وزرائے اعلیٰ اور انٹیلی جنس اداروں کے سربراہ بھی شریک ہوئے ، اجلاس میں امن وامان کی مجموعی صورت حال کا جائزہ لیا گیا اور انسداد دہشت گردی آپریشنز کے نتائج پر غور ہوا، ساتھ ہی پاک افغان سرحدی امور،خوارج کے خلاف آپریشنز کا معاملہ زیر بحث آیا۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے وزیراعظم نے کہا کہ پاکستان نے سیکیورٹی کونسل کے بطور غیر مستقل رکن اپنی ذمہ داری سنبھال لی ، پاکستان دوسال تک سیکیورٹی کونسل میں بھرپور کردار ادا کرے گا۔انہوں نے کہا کہ سرحد پار سے پاکستان پر چند دن پہلے حملہ ہوا ،دشمن کے حملے کا منہ توڑ جواب دیا گیا، پاکستان کے خلاف سازشیں بنی جارہی ہیں ،ہمیں خارجی ہاتھوں کا اچھی طرح علم ہے کہ کن کن ممالک سے ان کو سپورٹ مل رہی ہے۔فتنہ الخوارج کے مکمل صفایہ کرنے کا وقت آچکا ہے ،افغانستان سے گھس بیٹھیے پاکستان میں کاروائیاں کررہے ہیں اور پاکستان میں دہشت گردوں کے سہولت کار بیٹھے ہیں۔ ڈیجیٹل دہشت گردی کے حوالے سے انہوں نے کہا کہ پاکستان سے باہر ملک دشمن عناصر بیٹھے ہیں جو پاکستان کے خلاف باہر سے بیٹھ کر سوشل میڈیا پر مہم چلا رہے ہیں اور سوشل میڈیا پر حقائق مسخ کر کے پاکستان کے خلاف جھوٹ کو پھیلا جارہا ہے ۔اس سے قبل نیشنل ایکشن کی اپیکس کمیٹی کے اجلاس میں بلوچستان میں دہشت گردی کے خاتمے کے لیےفوجی آپریشن کا فیصلہ ایسے موقع پر کیا گیا جب بلوچستان میں دہشت گرد تنظیموں نے بیرونی طاقتوں کی ایماء پر بلوچستان کے ساتھ ساتھ ملک کے سب سے

بڑے شہر کراچی میں یکے بعد دیگرے دہشت گردی کے متعدد واقعات کو انجام دیا جن میں درجنوں معصوم اور بے گناہ مقامی وغیر مقامی افراد، چینی باشندوں اور خصوصاً غیر مقامی مزدوروں کو قومیت اور لسانیت کی بنیاد پر نشانہ بنایا گیا تھا۔ چند ماہ قبل امریکی سی آئی اے کی اہم سابق رکن اور Intelligence analyst سارا ایڈمز کا یہ انکشاف منظر عام پر آیا تھا کہ ہم نے پشتونستان اور علیحدہ بلوچستان بنانے کے لیے فنڈنگ کی ،جس کی ابھی تک وائٹ ہاؤس نے تردید نہیں کی ۔معلومات کے مطابق افغانستان سے انخلاء کے بعد طالبان کو امریکہ سے 18.05 ارب ڈالر ملے ۔احمد شاہ مسعود کے بیٹے کے مطابق اب بھی ہر ماہ بذریعہ جہاز 67 ملین ڈالر افغانستان آ رہے ہیں ،اگر یہ رقم پاکستان کے خلاف استعمال نہ ہو رہی ہوتی تو ہمیں اس فنڈنگ سے کوئی غرض نہ تھی ۔دوسری جانب بھارتی خفیہ ایجنسی راء بلوچستان میں تخریب کاری کو سپانسر کر رہی ہے۔اطلاعات کے مطابق کابل میں ٹی ٹی پی کے تین کیمپ اور جلال آباد میں بی ایل اے کے دو تربیتی کیمپ موجود ہیں جو راء اور طالبان کی سرپرستی میں چل رہے ہیں ۔ان کیمپوں میں بی ایل اے کے چار سو سے زائد دہشت گرد ٹریننگ لے رہے ہیں ،جن کو جدید اسلحہ اور مالی فنڈنگ فراہم کی جا رہی ہے۔ بلوچستان میں دہشت گردی کے نیٹ ورک کو ایندھن فراہم کرنے کے لیے تعلیمی اداروں میں بلوچ اسٹوڈنٹس آرگنائزیشن (BSO) کو استعمال کیا جا رہا ہے۔بی ایس او کالجز اور یونیورسٹیوں کے طلباء وطالبات کو ریاستی مظالم اور بلوچستان کی محرومیوں کی جھوٹی کہانیاں سنا کر انہیں گمراہ کرتی ہے اور پھر اپنے مذموم مقاصد کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔دہشت گردی چھوڑ کر قومی دھارے میں شامل ہونے والے بی ایل اے کے سابق کمانڈر طلعت عزیز نے بتایا کہ وہ پنجاب یونیورسٹی میں سیاسیات کے تھرڈ سمسٹر کا طالب علم تھا جب بلوچ اسٹوڈنٹس کے لوگوں نے اس کو اتنا گمراہ کیا کہ اس نے پنجابیوں کے خلاف ہتھیار اٹھا لیے ،جبکہ وہ پنجابیوں کے ساتھ پڑھتا رہا۔اس کو پہاڑوں پر نئی زندگی کے خواب دکھائے گئے جن کی تعبیر انتہائی

بلوچستان امن اور ترقی

بھیانک تھی، لاپتہ افراد کی حقیقت محض ایک ڈرامے کے سواء کچھ نہیں۔ چند روز قبل بی وائی سی نے ظریف بلوچ نامی ایک شخص جو کہ ذاتی دشمنی کی بھینٹ چڑھا کے قتل کا الزام ریاستی اداروں پر لگا کر احتجاج کیے اور اس احتجاج میں بی وائی سی کی تربیت یافتہ خواتین نے اسد بلوچ نامی ایک خودکش حملہ آور جس نے پی سی ہوٹل گوادر پر حملہ کیا تھا، کی تصاویر کو اٹھا کر اس کو ''جبری گمشدہ'' ظاہر کیا۔ ملک دشمن ایجنٹ ایک باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت نہتے اور بے گناہ بچوں، بوڑھوں اور خواتین کے قاتلوں، اسمگلروں اور بھتہ خوری کو ''مسنگ پرسن'' بنا کر ریاست اور ریاستی اداروں کے خلاف منفی پراپیگنڈا کر کے تعلیم یافتہ بلوچ نوجوانوں کو ریاست کے خلاف بغاوت پر اکسا رہے ہیں۔ بلوچستان میں دہشت گردی کے پیچھے مقصد ایک ہی ہے کسی نہ کسی طرح بلوچستان میں جاری ترقیاتی منصوبے جن میں سی پیک سرفہرست ہے کی راہ میں مشکلات کھڑی کرنا کیونکہ سی پیک منصوبہ پاکستان وچین سمیت پورے خطے کے لیے گیم چینجر ہے۔ اس سے نہ صرف چین کے روابط دنیا تک وسیع ہوں گے بلکہ پاکستان بھی ترقی وخوشحالی کے مراحل طے کریگا اور یہی وجہ ہے کہ جب سے سی پیک کا معاہدہ ہوا امریکہ اور بھارت اس پر اپنے شدید تحفظات ظاہر کرتے نظر آئے ہیں۔ امریکہ کو علم ہے کہ سی پیک کی تکمیل کے بعد پاکستان داخلی طور پر مستحکم ہوگا اور دوسری جانب چین کو بڑی اقتصادی قوت (سپر پاور) بننے سے روکا نہیں جا سکے گا جبکہ بھارت کی آنکھ میں سی پیک اس لیے کھٹک رہا ہے کہ وہ نیوکلیئر پاور بننے کے بعد دفاعی حوالے سے پاکستان کو کسی صورت چیلنج نہیں کرسکتا اور سی پیک کی تکمیل کے بعد پاکستان بھارت کو ترقی کی دوڑ میں پیچھے چھوڑ دے گا۔ یہی وجہ ہے کہ بھارت افغانستان کے راستے بلوچستان میں دہشت گردی کو فروغ دے رہا ہے۔ پاکستان میں دہشت گردی کے پیچھے براہ راست بھارت ملوث ہے جس کا ثبوت گذشتہ روز امریکی اخبار واشنگٹن پوسٹ نے ایک رپورٹ شائع کی جس میں پاکستان میں دہشت گردی اور ٹارگٹ کلنگ میں بھارت کا گھناؤنا کردار ایک بار پھر سے بے نقاب

ہوگیا، رپورٹ کے مطابق بھارتی حکومت نے اجرتی قاتلوں اور افغانی ہتھیاروں کے ذریعے پاکستان میں ٹارگٹ کلنگ کروائی۔ واشنگٹن پوسٹ نے بھارتی حکومت کی سرپرستی میں چلائے جانے والا نیٹ ورک کا پول کھول دیا۔نیشنل ایکشن پلان کی اپیکس کمیٹی کا بلوچستان میں دہشت گرد تنظیموں کے خلاف ایک جامع فوجی آپریشن کی منظوری کے بعد بلوچستان میں دہشت گرد تنظیمیں اپنی آخری سانسیں لے رہی ہیں۔محب وطن بلوچ ملک دشمن عناصر کے جھوٹے بیانیے کو یکسر مسترد کر چکے ہیں۔ بلوچستان تیزی سے ترقی وخوشحالی کی راہوں پر گامزن ہے جو کہ اس بات کا ثبوت ہے کہ بلوچستان میں بیرونی قوتیں مکمل طور پر ناکام ہو چکی ہیں۔

بلوچستان امن اور ترقی

’’دہشت گرد تنظیمیں! بلوچ نسل کشی کی ذمہ دار‘‘

حسن بن صباح تاریخ کا وہ بھیانک ترین کردار ہے جس نے عورت اور حشیش (بھنگ) کو بطور ہتھیار استعمال کر کے اپنے فدائیوں کے ہاتھوں تاریخ اسلام کی بڑی بڑی شخصیات کو قتل کروایا، وہ بھی اپنے باطل نظریات کو حق قرار دیتا تھا۔ جس طرح اس وقت بلوچستان میں دہشت گرد تنظیمیں خواتین اور احساسات سے عاری کرنے دینے والی ادویات جیسے طبی ماہرین نارکوٹیر (Narcoterror) کا نام دیتے ہیں، کو استعمال کر کے بلوچوں کا قتل عام کروا رہی ہیں اور اس دہشت گردی کو بلوچ قوم کی آزادی کی جنگ بتا کر ان خون آشام کارروائیوں کو ’’جہاد‘‘ کا نام دیا جا رہا ہے۔ جبکہ نہ تو یہ جہاد ہے اور نہ ہی آزادی کی جنگ بلکہ اپنے مفادات کی لڑائی ہے جس کے لیے معصوم اور بے گناہ افراد کو نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ دہشت گرد تنظیمیں با قاعدہ ایک منصوبہ بندی کے تحت ایسے حالات کو پیدا کرتی ہیں جن میں بلوچ عوام کو ریاست اور ریاستی اداروں کے خلاف گمراہ کیا جا سکے جس طرح ایک شخص کو اغواء کیا جاتا ہے اور پھر اس کو قتل کر کے اس کا الزام ریاستی اداروں پر لگا کر بلوچ نوجوانوں کو ریاست کے خلاف بغاوت پر اکسایا جاتا ہے۔ دہشت گرد تنظیمیں اپنے مذموم مقاصد کے لیے بالخصوص تعلیم یافتہ طبقے کو کو نشانہ بناتی ہیں، ان کو حسن بن صباح کی طرح جھوٹی جنت، بیرون ممالک میں پر تعیش زندگی کے خواب اور نارکوٹیر جیسی ادویات کھلا کر انسانوں سے حیوان بنا دیا جاتا ہے جو خودکش حملوں کو جنت کا راستہ سمجھ بیٹھتے ہیں۔ کالجز اور یونیورسٹیوں میں بلوچ اسٹوڈنٹس آرگنائزیشن (بی ایس او) اور بلوچ یک جہتی کمیٹی (بی وائی سی) کے تربیت یافتہ لوگ تعلیم یافتہ بلوچ طلباء و طالبات کو برین واشنگ کے ذریعے ورغلاتے ہیں انہیں بلوچستان کی محرومیوں اور ریاستی ناانصافیوں کی من گھڑت کہانیاں سنائی جاتی ہیں

، سانحہ موسیٰ خیل شاہراہ پر 23 نہتے ،معصوم اور بے گناہ پنجابیوں کا قاتل کالعدم تنظیم بی ایل اے کا سابق کمانڈر طلعت عزیز نے ہتھیار ڈال کر قومی دھارے میں شامل ہونے کے بعد بتایا کہ اس نے حکومت بلوچستان کی سکالرشپ پر پنجاب یونیورسٹی میں پولیٹیکل سائنس کے شعبے میں داخلہ لیا تھا وہاں اس کا رابطہ بلوچ اسٹوڈنٹس طلبہ سے ہوا جنہوں نے اس کی ذہن سازی کی اس کو بلوچ یک جہتی کمیٹی کے احتجاجی دھرنے میں شرکت کے لیے آمادہ کیا، اس دھرنے میں وہ لوگ ملائے گئے جنہوں نے اس کو پہاڑوں پر نئی زندگی ملے گی کے خواب دکھائے تھے، تاریخ بتاتی ہے کہ حسن بن صباح بھی اپنے فدائیوں کو مشروب میں حشیش ملا کر خواتین کے ہاتھوں پلا کر قلعہ الموت میں بنائی گئی جھوٹی جنت کا لالچ دے کر معصوم اور بے گناہ لوگوں کا قتل کرواتا تھا۔ طلعت عزیز نے مزید بتایا کہ اس کو بے گناہ پنجابیوں کو قتل کرنے پر اکسایا گیا، گمراہ کیا گیا جبکہ وہ پنجابیوں کے ساتھ ہی پڑھتا تھا۔ اس سے قبل دہشت گرد تنظیم بلوچ نیشنلسٹ آرمی (بی این اے) کے سربراہ گلزار امام شنبے نے جب ریاست کے سامنے ہتھیار ڈالے تھے تو اس نے اس بات کا اعتراف کیا کہ وہ بھٹکا ہوا تھا۔ وہ پندرہ سال سے جس نظریے، سوچ پر چل رہا تھا وہ غلط تھی، اس نے نا صرف اپنے جرائم کا اقرار کیا بلکہ آزادی کے نام پر بلوچستان میں دہشت گردی پھیلانے والوں کو پیغام دیا کہ وہ ''پہاڑوں سے اتریں'' واپس آئیں، ریاست سے لڑائی کی وجہ سے بلوچستان پسماندگی کی طرف بڑھ رہا ہے، بات چیت کے ذریعے مسائل کا حل نکالا جا سکتا ہے، باہر بیٹھے ملک دشمن عناصر کے بہکاوے میں آ کر بندوق اٹھا لینا سراسر جہالت ہے وہ خود تو وہاں عیاشی کی زندگی گزار رہے اور یہاں ایک بلوچ کو دوسرے بلوچ سے لڑایا جا رہا ہے۔ کوئٹہ لیڈیز پارک سے خودکش جیکٹ سمیت گرفتار ہونے والی کالعدم تنظیم بی ایل ایف کی خودکش حملہ آور ماہل بلوچ نے اپنے اعترافی بیان میں بتایا کہ اس کے شوہر بیبرک بلوچ کا تعلق بی ایل ایف سے تھا، جس نے اس کی ذہن سازی کی اور کہا کہ ہم آزادی کے لیے لڑ رہے ہیں، اس کا

خاندان 2018ء میں کوئٹہ شفٹ ہوا تھا، جہاں ابتدائی طور پر اس کو بلوچ خواتین کی برین واشنگ کر کے ریلیوں میں شرکت کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی۔ ان کے گھر کے اخراجات مختلف ذرائع سے بی ایل ایف پورا کرتی تھی، جس میں بینک اکاؤنٹس اور ایزی پیسہ شامل ہے۔ ماہل بلوچ نے مزید بتایا کہ پہلے پہل ان کی نند بی بی گل کے ذریعے پیسے ملتے تھے، جو بعد میں ایران شفٹ ہوگئی جس کے بعد اس کی دوسری نند پری گل تمام معاملات کو دیکھ رہی تھی۔ گرفتاری سے ایک ہفتہ قبل اس کو یہ خودکش جیکٹ بی ایل ایف کے کمانڈر شربت خان نے بجھوائی تھی۔ تربت سے گرفتار ہونے والی خودکش بمبار عدیلہ بلوچ نے بھی اپنے اعترافی بیان میں بتایا کہ اس کی برین واشنگ کی گئی ورغلا کر پہاڑوں پر لے جایا گیا، پہاڑوں پر نئی زندگی ملے گی، کے جھوٹے خواب دکھائے گئے، مگر وہاں ایسا کچھ نہیں تھا، وہاں بہت سخت حالات تھے اور ایسے نوجوان موجود تھے جو اس طرح بہکائے گئے۔ عدیلہ بلوچ کا کہنا تھا کہ آج کل جو تاثر دیا جا رہا ہے کہ بلوچ خواتین اپنی مرضی سے خودکش حملے کرتی ہیں یہ بات بالکل غلط ہے۔ انہیں بلیک میل کر کے اور ورغلا کر لے جایا جاتا ہے، دہشت گرد خواتین کو اپنے مذموم مقاصد کے لیے استعمال کرتے ہیں، دہشت گرد مجبوریوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ خودکش بمبار عدیلہ بلوچ نے مزید بتایا کہ اس کی اس قدر ذہن سازی کی گئی کہ وہ خودکش حملہ کرنے پر مجبور ہوگئی اور یہ بھی نہ سوچا کہ اس حملے میں میری خود کی جان جا سکتی ہے اور میری وجہ سے کتنے معصوم اور بے گناہ لوگوں کو اپنی زندگیوں سے ہاتھ دھونا پڑیں گے۔

اس بات میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ دہشت گرد تنظیمیں نوجوانوں بالخصوص خواتین کی برین واشنگ کر کے انہیں پہاڑوں پر لے جاتی ہیں اور پھر حسن بن صباح کی طرح انہیں کھانے پینے کی چیزوں میں نارکوٹیر (Narcoterror) جیسی ادویات ملا کر کھلائی جاتی ہیں جس کے بعد یہ لوگ اپنے حواس کھو بیٹھتے ہیں، جن کے نزدیک اپنے مذموم مقاصد کے لیے جنگ وجدل ضروری ہو جاتا ہے، وہ اپنے مکروہ عزائم کے راستوں میں آنے والے

بلوچستان امن اور ترقی

افراد کو خواہ وہ ان کے ماں و باپ، بہن بھائی ہی کیوں نہ ہوں قتل کرنا ''جہاد'' سمجھتے ہیں۔ حسن بن صباح بھی اپنے فدائیوں کی اس انداز میں تربیت کرتا تھا کہ وہ اس کے ایک اشارے پر اپنے ہاتھوں نے خنجر اپنے سینے میں گھونپ لیتے تھے۔ ذرہ سوچیں کہ ان دہشت گرد تنظیموں نے اپنے مقاصد کے لیے کتنی ہی ماؤں سے ان کے جوان بیٹوں کو چھینا، کتنی ہی بہنوں سے ان کو بھائیوں کو جدا کیا، کتنی ہی سہاگنوں کو بیوہ اور کتنے ہی بچوں کو یتیم کیا؟ کتنے ہی طلعت عزیز بلوچ، ماہل بلوچ اور عدیلہ بلوچ جیسے تعلیم یافتہ افراد کو گمراہ کیا۔ مگر اب فتنہ الخوارج کے مکمل خاتمے کا وقت آ چکا ہے، کیونکہ یہ دہشت گرد کسی بھی صورت ناحق ''خون ریزی'' سے باز آنے والے نہیں ہیں۔ ریاست کا بلوچستان میں دہشت گردی کے خاتمے کے لیے ''گرینڈ فوجی آپریشن'' کرنے کا فیصلہ حالات اور وقت کی عین ضرورت ہے، کیونکہ دہشت گرد تنظیمیں مسلسل معصوم اور بے گناہ افراد کو نشانہ بنا رہی ہیں، پیسوں کے لیے ٹھیکیداروں اور کاروباری حضرات کا اغواء برائے تاوان کیا جاتا ہے، بعد میں انہیں قتل کر کے ان کی لاشوں کو ادھر ادھر پھینک دیا جاتا ہے اور پھر باقائدہ منصوبہ بندی کے تحت دہشت گرد تنظیموں کی پراکسی بلوچ یک جہتی کمیٹی (BYC) ریاستی اداروں پر بے بنیاد الزامات لگا کر منفی پراپیگنڈا شروع کر دیتی ہے۔ گذشتہ دنوں تربت کے نواحی علاقے میں کالعدم تنظیم بی ایل اے کا مسافر بس کے قریب بم دھماکہ جس میں چار افراد شہید جبکہ 32 کے قریب زخمی ہوئے اس المناک سانحہ نے ایک بار پھر سے قوم کو شدید درد و کرب میں مبتلا کر دیا ہے، ابھی تو سابقہ زخم مندمل نہیں ہوئے تھے ابھی تو لوگ موسیٰ خیل شاہراہ پر 23 بے گناہ پنجابیوں، نوشکی میں مسافر بس سے اتار کر 9 پنجابیوں، گوادر میں 7 پنجابی حجاموں، پنجگور میں 6 پنجابی مزدوروں، دکی میں 21 کان کنوں، تربت جہاں مقامی ٹھیکیدار کے گھر سوئے ہوئے 6 پنجابی مزدور اور کوئٹہ ریلوے اسٹیشن پر 32 معصوم بے گناہ افراد جن میں بچے، بوڑھے اور خواتین بھی شامل تھیں کی شہادت کو نہیں بھول پائیں تھے کہ امن کے دشمنوں نے تربت میں مزید چار

بلوچستان امن اور ترقی

انسانی جانوں کو نگل لیا ہے۔ ان دلخراش، دل سوز اور کرب ناک سانحات پر ملک کی در دیوار تک غم زدہ ہیں، مگر انسانی حقوق کی دعویدار ڈاکٹر ماہ رنگ بلوچ، سمی دین بلوچ اور ماما قدیر جیسے غداروں کے منہ سے اظہار ہمدردی کا ایک لفظ تک ادا نہیں ہو پایا۔ ان کو دہشت گرد تنظیم بی ایل اے کا کمانڈر بشیر زیب کا بھائی ظہیر زیب، بیلہ کیمپ حملے میں خودکش حملہ آور طیب بلوچ، دہشت گرد ذاکر حسین جیسے ملک دشمنوں کے لیے احتجاج کرنے اور دھرنے دینے تو یاد ہیں مگر ان کو مقتولین کی روتی تڑپتی مائیں، بین کرتی بہنیں، نوحہ کرتی بیویاں اپنے بابا کا راستے تکتے معصوم بچے دکھائی نہیں دیتے۔ ڈالروں کی چمک اور بیرون ممالک میں عیاشیوں نے انہیں اندھا کر دیا ہوا ہے۔ مگر اب ظلم کی رات ختم ہو چکی ہے، امن وخوشحالی کا سورج طلوع ہو چکا ہے۔ ملک دشمن عناصر جلد اپنے انجام کو پہنچنے والے ہیں۔ گذشتہ دنوں نیشنل ایکشن پلان کی اپیکس کمیٹی میں کیے گئے فیصلے ملکی امن ترقی اور خوشحالی کے لیے بہت ضروری ہو چکے تھے۔ ملک دشمن ایجنٹ یہ جان لیں کہ ریاست کو بخوبی علم ہے کہ بلوچستان میں پاکستان کے خلاف کی جانے والی سازشوں میں کون کون سے ممالک شامل اور انہیں کون سپورٹ کر رہا ہے۔ سازشیوں، دہشت گردوں اور سہولت کاروں کا انجام قریب ہے۔ آخر میں بلوچ عوام سے اپیل ہے کہ ان انسانیت کے قاتلوں کو پہچانیں، ان کے جھوٹے اور من گھڑت بنانیے کو مسترد کریں، اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کریں، بیدار ہوں اپنے آج اور کل کو محفوظ بنانے اور اپنے پیاروں کی حفاظت کے لیے دہشت گردوں کے خلاف ریاست اور ریاستی اداروں کا ساتھ دیں۔ یاد رکھیے گا کہ بلوچ ایک محب وطن اور غیور قوم ہے، یہ دہشت گرد بلوچیت کا لبادہ اوڑھ کر بلوچ قوم کو بدنام کر رہے ہیں۔

''بلوچ یکجہتی کمیٹی! دہشت گردوں کی پراکسی''

گذشتہ دنوں تربت کے نواحی علاقے میں کالعدم تنظیم بی ایل اے کے مجید برگیڈ کے دہشت گردوں نے ایک بار پھر وار کر دیا مسافر بس کے قریب خودکش بم دھماکہ جس میں چار معصوم بے گناہ بلوچ شہید جبکہ تیس کے قریب زخمی ہوئے، اس دلخراش سانحے نے پورے ملک کے در و دیوار کو رنج والم میں مبتلا کر دیا، ہر آنکھ اشک بار تھی مگر معصوم اور بے گناہ افراد کے قاتلوں، سمگلروں اور بھتہ خوروں کو معصوم اور ''لاپتہ افراد'' بنا کر احتجاج کرنے اور دھرنے دینے والی، من گھڑت اور بے بنیاد پراپیگنڈے کے ذریعے بلوچ عوام کو گمراہ کر کے ریاست کے خلاف بغاوت پر اکسانے والی، بلوچ یکجہتی کمیٹی اور اس کی نام نہاد لیڈر ماہ رنگ بلوچ کی طرف سے شہداء اور زخمیوں کے لیے اظہار ہمدردی کا ایک لفظ بھی ادا نہ ہو سکا اور نہ ہی کوئی مزاحمتی بیان سامنے آیا ہے۔ اس سے قبل جب موسیٰ خیل شاہراہ پر 23 بے گناہ پنجابیوں، نوشکی میں مسافر بس سے اتار کر 9 پنجابیوں، گوادر میں 7 پنجابی حجاموں، پنجگور میں 6 پنجابی مزدوروں، دکی میں 21 کان کنوں، تربت میں مقامی ٹھکیدار کے گھر سوئے ہوئے 6 پنجابی مزدوروں اور کوئٹہ ریلوے اسٹیشن پر 32 معصوم بے گناہ افراد جن میں بچے، بوڑھے اور خواتین بھی شامل تھیں، کو شہید کیا گیا تب بھی بلوچ یکجہتی کمیٹی اور ماہ رنگ بلوچ کی طرف سے شہید ہونے والوں کے حق میں نہ تو کوئی احتجاج کیا گیا اور نہ ہی کوئی دھرنا دیا گیا، نہ ہی کوئی روڈ بلاک ہوا اور نہ ہی دہشت گرد تنظیموں سے ان بے گناہ افراد کے قتل کے متعلق کوئی سوالات اٹھائے گئے۔ بی وائی سی اور ماہ رنگ بلوچ آخر کس طرح ان کالعدم تنظیموں کی دہشت گردانہ کارروائیوں پر احتجاج کرتی؟ کیونکہ بلوچ یک جہتی کمیٹی اور ماہ رنگ بلوچ تو ان دہشت گرد تنظیموں بالخصوص اقوام متحدہ کی جانب سے کالعدم قرار دی جانے والی بلوچ لبریشن آرمی (بی ایل اے) کی پراکسی ہے۔ بی وائی سی اور بی ایل اے کا

بلوچستان امن اور ترقی

گٹھ جوڑ اس بات کا واضح ثبوت ہے، بقول ماہ رنگ بلوچ کے وہ بلوچ عوام کے حقوق اوران کی آزادی کے لیے لڑ رہی ہے جبکہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔ ماہ رنگ بلوچ بلوچیت کے لبادے میں چھپی ایک ملک اور بلوچ دشمن ایجنٹ ہے ۔جس نے اپنے ذاتی مفادات، اپنے بیرونی آقاؤں کی خوشنودی اور ڈالروں کے لیے بلوچ عوام خصوصاً بلوچ خواتین کا بے دریغ استعمال کیا ،اس بھارتی ایجنٹ نے خواتین کو ریاستی مظالم کی جھوٹی کہانیاں سنا کر جذباتی کیا اور پھر ان کے ہاتھوں میں دہشت گردوں کی تصاویر پکڑا کر ''جبری گمشدہ'' افراد کا ڈرامہ رچا کر بین الاقوامی انسانی حقوق کی تنظیموں کی توجہ، ہمدردی حاصل کی اور ڈالرز وصول کیے۔ تعلیم یافتہ بلوچ نوجوانوں کی ذہن سازی کر کے انہیں اپنی ہی ریاست کے خلاف ہتھیار اٹھانے پر مجبور کیا۔ دہشت گردوں کی سہولت کار ماہ رنگ بلوچ نے کوئٹہ جلسے میں ریاستی اداروں کے خلاف بے بنیاد الزام تراشی کی اور اس جلسے میں راشد بلوچ نامی ایک دہشت گرد کو''جبری گمشدہ'' بنا کر اس کی تصویر والا پلے کارڈ اٹھایا گیا تھا یہ مسنگ پرسن کراچی میں چینی کونصل خانے حملے میں ملوث تھا جسے بعدازاں دبئی حکومت سے گرفتار کیا گیا تھا، ماہ رنگ بلوچ کو شعبان پکنک پوائنٹ سے 10 معصوم بچوں کو تاوان کے لیے اغواء کرنے والا بی ایل اے کا کمانڈر بشیر زیب اور ساتھی اس کا بھائی ظہیر زیب معصوم اور بے گناہ دکھائی دیتے ہیں جس کے لیے باقاعدہ احتجاجی ریلی نکالی گئی جس میں شامل شر پسند عناصر نے پولیس پر پتھراؤ کیا، توڑ پھوڑ کی اور سرکاری املاک کو نقصان پہنچایا اور زبردستی ریڈ زون میں داخل ہونے کی کوشش کی تھی۔ کالعدم تنظیموں کا سیاسی ونگ بلوچ یکجہتی کمیٹی اور دہشت گردوں کی وکیل ماہ رنگ بلوچ کو تربت میں بس پر خودکش دھماکے میں شہید ہونے والا کیپار گاؤں کا رہائشی خاندان کا واحد کفیل بس کنڈیکٹر نور خان اور دیگر شہداء اور بس کا مالک عبدال جو اس حملے میں اپنی ایک آنکھ سے محروم ہو گیا اور جس کی آمدن کا واحد ذریعہ اس کی گاڑی جل کر خاکستر ہو گئی انسان دکھائی نہیں دیتے۔ اس کے نزدیک صرف

دہشت گردوں کے حقوق ہیں جن کو ''لاپتہ'' افراد بنا کر مسلسل ریاست کے خلاف منفی پراپیگنڈا کیا جارہا ہے۔ گذشتہ سال جولائی میں بی وائی سی نے گوادر میں بلوچ راجی مچی کے نام پر ایک ناکام فسادی اکٹھ کیا تھا، جس میں شریک دہشت گردوں نے سیکیورٹی ڈیوٹی پر مامور اہلکاروں پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں ضلع سبی کے رہائشی 30 سالہ سپاہی شبیر بلوچ شہید جبکہ 16 اہلکار زخمی ہوئے تھے۔ پرتشدد ہجوم نے سیکیورٹی اہلکاروں پر پتھراؤ کیا، سرکاری عمارتوں کو نقصان پہنچایا اور مقامی لوگوں کی گاڑیوں کو نذرِ آتش کیا گیا۔ ماہ رنگ بلوچ نے اپنے مفادات کے لیے خونی سیاست کی ہے، دہشت گردوں کی لاشوں کو سڑکوں پر رکھ ریاست کو بلیک میل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ بی وائی سی، ماہ رنگ بلوچ اب دالبندین میں بلوچ راجی مچی کے نام سے فساد پھیلانے کی تیاریوں میں مصروف ہے، مگر دالبندین کے محبِ وطن بلوچ عوام بی وائی سی اور ماہ رنگ بلوچ کی اصلیت اور حقیقت کو جان چکے ہیں، جس کے بعد انہوں نے ماہ رنگ بلوچ کے من گھڑت اور بے بنیاد بیانیے کو یکسر مسترد کر دیا ہے اور ملک دشمن ماہ رنگ کو واضح پیغام دیتے ہوئے کہا کہ اپنی خونی سیاست کہیں اور جا کر چمکاؤ، بلوچ راجی مچی کے نام پر فساد برپا مت کرو۔ یہاں ایک بات کی وضاحت بہت ضروری ہے کہ بی وائی سی کے احتجاجوں، دھرنوں اور ریلیوں میں لوگوں کو پیسے دیکر لایا جاتا ہے۔ اور ان مٹھی بھر شرپسند عناصر کو سوشل میڈیا پر مختلف جلسوں اور ریلیوں کی پرانی ویڈیوز کے ساتھ ایڈیٹنگ کر کے عوام کو گمراہ کیا جاتا ہے جبکہ حقیقت میں ان کے جلسوں اور ریلیوں میں گنتی کے چند لوگ شامل ہوتے ہیں۔ بلوچ یک جہتی کمیٹی اور ماہ رنگ بلوچ، سمی دین بلوچ اور دیگر ملک دشمن ایجنٹوں کو یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ یہ ریاست پاکستان ہے صومالیہ وغیرہ نہیں ہے۔ ریاست پاکستان کمزور نہیں ہے کہ چند لوگوں کے ہاتھوں یرغمال بن جائے گی، ریاست پرامن احتجاج کا حق سب کو دیتی ہے مگر احتجاج کے نام پر فساد پھیلانے کی اجازت ہرگز نہیں دی جائے گی۔ بی وائی سی کے دھرنوں میں بلوچ

بلوچستان امن اور ترقی

نوجوانوں کی برین واشنگ کر کے دہشت گرد تنظیموں میں شمولیت کے لیے راغب کیا جاتا ہے، بی وائی سی اور ڈاکٹر ماہ رنگ بلوچ اب ایکسپوز ہو چکی ہے۔ دوسری طرف ریاست اب یہ فیصلہ کر چکی ہے کہ فتنہ الخوارج کو مکمل طور پر ختم کرنے کا وقت آ چکا ہے۔ سازشیوں دہشت گردوں اور ان کے سہولت کاروں کا انجام قریب ہے۔ بلوچستان میں بدامنی اور دہشت گردی پھیلانے والوں سے اب آہنی ہاتھوں سے نمٹا جائے گا جو کہ وقت کا تقاضا بن چکا ہے۔

''بلوچستان امن اور ترقی راہ پر''

بلوچستان امن اور ترقی

صوبہ بلوچستان قدرتی ذخائر سے مالا مال پاکستان کا ایک اہم صوبہ ہے۔اس بات میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ پاکستان کی معیشت آنے والے وقتوں میں گوادر ہی سے جڑی دکھائی دیتی ہے اور پاکستان کے مستقبل کی بنیاد بلوچستان کی ترقی،خوشحالی اور سا لمیت پر منحصر ہے،لیکن اس کے باوجود سماجی اور اقتصادی اعشاریوں کے اعتبار سے اسے نسبتاً پسماندہ صوبہ تصور کیا جاتا ہے۔تاہم افواج پاکستان نے بلوچستان میں دہشت گردی کے خاتمے اور عوام کو قومی دھارے میں لانے کے لیے کئی عملی اقدامات اٹھائے ہیں جن میں ترقی اور خوشحالی کے ایک نئے باب کا آغاز ہوا ہے۔ملک دشمنوں نے پاکستان خصوصاً بلوچستان کو معاشی طور پر کمزور کرنے کے لیے صوبے میں جاری ترقیاتی منصوبوں، ان پر کام کرنے والے ملکی وغیر ملکی انجینئرز، غیر مقامی مزدوروں اور ان پر استعمال ہونے والی مشینری کو مسلسل نشانہ بنایا ہے۔تاکہ کسی نہ کسی طرح ترقیاتی عمل کی راہ میں مشکلات کھڑی کی جاسکیں،مگر بلوچستان کی خوشحالی ریاست کی اولین ترجیح ہونے کی وجہ سے صوبے نے ترقی اور امن کی جانب سفر جاری رکھا ہوا ہے اور دوران ترقی کئی منصوبے پایہ تکمیل کو پہنچے ہیں جبکہ بہت سے منصوبے تکمیل کے آخری مراحل میں ہیں۔ان کامیابیوں میں پاک فوج اور دیگر اداروں جبکہ جنوبی بلوچستان میں ایف سی بلوچستان (ساؤتھ) کا اہم ترین کردار ہے۔رواں سال بلوچستان کا بجٹ 750 بلین مختص کیا گیا ہے جس میں وفاقی حکومت کی جانب سے 520 بلین حکومت بلوچستان کو دے دیئے گئے جبکہ اسے رائیلیٹز کی مد میں 254 ارب روپے کا سالانہ منافع بھی ہوتا ہے۔پاک فوج نے ایک ادارہ جاتی اقدام کے ذریعے بلوچستان کے عوام کی بہتری کے لیے تعلیم ،صحت اور مواصلات اور دیگر شعبوں میں متعدد ترقیاتی منصوبوں کا آغاز کیا ہے۔غیر ملکی میڈیا نے بھی اس بات کی تصدیق کی ہے کہ افواج پاکستان بلوچستان کے انفراسٹرکچر کو بہتر بنانے کے لیے دن رات کام کررہی ہیں،ترقیاتی منصوبے مکمل ہونے کے بعد بلوچستان کے قدرتی وسائل سے بھی بھرپور فائدہ

اٹھایا جائے گا جس سے بلوچ عوام کی زندگی بدل جائے گی اور اس وقت گوادر پورٹ کی وجہ سے گوادر علاقائی اور عالمی تجارتی مرکز بن چکا ہے۔اور یہی بات پاکستان دشمنوں کو ہضم نہیں ہو پا رہی ہے، راقم اس بات کا ذکر اپنے گذشتہ متعدد کالموں اور مضامین میں کر چکا ہے کہ سی پیک منصوبے کے معاہدے کے بعد امریکہ اور بھارت اس پر اپنے شدید تحفظات ظاہر کرتے نظر آئے۔امریکہ کو معلوم ہے کہ سی پیک منصوبے کی تکمیل کے بعد پاکستان نہ صرف داخلی طور پر مستحکم ہوگا بلکہ وہ اس کی اثر سے نکل جائے گا اور دوسری جانب چین بڑی اقتصادی قوت بن جائے گا جبکہ بھارت کی آنکھ میں سی پیک اس لیے کھٹک رہا ہے کہ وہ ایٹمی طاقت بننے کے بعد دفاعی حوالے سے پاکستان کو چیلنج نہیں کر سکتا تو سی پیک پایہ تکمیل پر پہنچنے کے بعد پاکستان کی اہمیت وحیثیت بڑھے گی اور ترقی کی دوڑ میں وہ بھارت کو پیچھے چھوڑ دے گا، اور یہ حقیقت ہے کہ دفاعی لحاظ سے پاکستان بھارت سے سو گناہ زیادہ مضبوط ہے، کیونکہ پاکستان کا دفاع ہمیشہ سے مضبوط ہاتھوں میں ہے، تھا اور ہمیشہ رہے گا۔

پاکستان کے امن اور ترقی کو سبوتاژ کرنے کے لیے بھارت نے اپنی خفیہ ایجنسی راء کے ایجنٹوں اور ڈاکٹر ماہ رنگ بلوچ، سمی دین بلوچ اور ماما قدیر جیسے سہولت کاروں اور غداروں کے ذریعے بلوچستان میں بدامنی اور دہشت گردی کو فروغ دیا، اس سلسلہ میں سی پیک کو خصوصاً نشانہ بنایا گیا۔سی پیک منصوبے کے تحت 2025 میں پاکستان کی معیشت میں تیزی آئے گی، جو قومی ترقی کے لیے ایک اہم سنگ میل ثابت ہوگی۔اس منصوبے کے دوسرے مرحلے کے تحت خصوصی اقتصادی زونز (SEZs)، توانائی کے نئے منصوبے، صنعتی ترقی اور جدید انفراسٹرکچر کی تعمیر پر کام جاری ہے، جن سے پاکستانی معیشت پر مثبت اثرات مرتب ہوں گے۔سی پیک (پاک چین اقتصادی راہداری) کے پہلے مرحلے کی کامیاب تکمیل، پاکستان اور چین کے درمیان گہرے تعلقات کی علامت ہے۔سی پیک پہلے مرحلے میں 43 منصوبے، جن کی مجموعی مالیت 25 ارب امریکی ڈالرز ہے، کامیابی سے مکمل کیے گئے۔یہ منصوبے نہ صرف پاکستان کے بنیادی ڈھانچے کی ترقی میں مددگار ثابت ہوئے بلکہ

خطے کی مجموعی خوشحالی کے لیے بھی اہم ہیں۔سی پیک کے تحت 8,800 میگا واٹ بجلی پاکستان کے قومی گرڈ میں شامل کی گئی ہے،جس سے توانائی کے بحران پر قابو پانے میں مدد ملی ہے۔اس کے علاوہ ،سڑکوں ، پلوں اور دیگر بنیادی ڈھانچے کی تعمیر سے نہ صرف نقل وحمل کے نظام میں بہتری آئی ہے بلکہ معاشی سرگرمیوں میں بھی اضافہ ہوا ہے۔افواج پاکستان کی مشترکہ کوششوں کی بدولت پندرہ سوکلومیٹر کی سڑکوں کا جال بچھا کر بلوچستان کے عوام کی بڑی منڈیوں تک رسائی یقینی بنائی گئی۔سولہ ارب روپے کی لاگت سے گوادر ڈیپ سی پورٹ کے پہلے مرحلے کی اور خصوصی اقتصادی زون کی تکمیل بھی شامل ہے۔بلوچستان کی ترقی کے لیے ویژن 2030 کے تحت صوبے میں ترقی کا سفر تیزی سے جاری ہے۔پاک فوج اور حکومت پاکستان نے وقت کے تقاضوں کے مطابق بلوچستان میں محرومیوں کے خاتمے کے لیے مختلف شعبہ جات میں جامع حکمت عملی کے تحت تیزی سے کام کیا۔خوشحال بلوچستان کے اس پروگرام کے تحت صوبے بھر میں ترقیاتی منصوبوں کا جال بچھایا گیا جس کا مقصد صرف مستحکم بلوچستان ہے۔سوال پیدا ہوتا ہے کہ بلوچستان کی ترقی کی راہ میں کیا رکاوٹ ہے اور وہ کون لوگ ہیں جو اس صوبہ کی ترقی اور وہاں کے عوام کی خوشحالی نہیں دیکھنا چاہتے۔بلوچستان کی پسماندگی کا ڈھنڈورا پیٹنے والے مسائل کا ذکر تو کرتے ہیں لیکن ان مسائل کے حل کے لیے کی جانے والی کوششوں اور ان میں رکاوٹیں ڈالنے والوں کا ذکر نہیں کرتے۔اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ بلوچستان کی ترقی میں اہم ترین رکاوٹ وہاں امن اومان کی کاوشوں میں خلل ڈالنے کی کوششیں ہیں۔دہشت گرد تنظیمیں پاکستان کے دشمنوں کی آلہ کار بن کر بلوچستان میں ترقی اور خوشحالی نہیں چاہتیں۔دراصل ماہ رنگ بلوچ ،سمی دین بلوچ جیسے عناصر بلوچستان کے عوام کے دشمن ہیں ،دشمن ممالک کی مالی مدد (فارن فنڈنگ) ڈالروں کے لیے اپنے ہی گھر کو آگ لگا کر جلانے کے درپے ہیں۔یہی عناصر ایک طرف بلوچستان کے سادہ لوح اور کچے ذہن کے نوجوانوں کو شیطان کی طرح ورغلا کر اپنے ساتھ ملاتے

ہیں۔دوسری طرف ان کو ریاستی اداروں اوردوسرے صوبوں کے خلاف جھوٹے پراپیگنڈے کے ذریعے گمراہ کرکے ریاست کے خلاف بغاوت کی طرف اکساتے ہیں۔ معصوم بے گناہ بچوں،بوڑھوں اورخواتین کے قاتلوں کو لاپتہ افراد بنا کر ریاستی اداروں کے خلاف منفی پراپیگنڈا کیا جارہا ہے،جبکہ بلوچستان میں لاپتہ افراد کی حقیقت محض ایک ڈرامے کے سواء کچھ نہیں۔